کنگ روڈ پر مجاہد بلڈنگ کے عین سامنے ایک چار منزلہ فلیٹس کی عمارت تھی۔ اس عمارت کے فلیٹ بھی مجاہد بلڈنگ کے فلیٹس کے طرز پر ہی بنے ہوئے تھے۔ اس بلڈنگ کی تیسری منزل کے ایک فلیٹ میں ایک لمبا تڑنگا مضبوط جسم کا مالک نوجوان کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے گود میں ایک بریف کیس رکھا ہوا تھا۔ بریف کیس کھلا ہوا تھا اور اس میں مختلف خانے بنے ہوئے تھے۔ جن میں ایک دور مار جدید رائفل کے پارٹس نظر آ رہے تھے۔ نوجوان ان پارٹس کو نکال نکال کر نہایت مہارت سے جوڑ رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے رائفل کے پارٹس جوڑ لئے جس پر دوربین بھی فٹ تھی۔ نوجوان نے سب سے آخر میں بریف کیس کے ایک کونے کو مخصوص انداز میں دبایا تو وہاں خود بخود ایک خانہ کھلتا چلا گیا۔ اس خانے میں گولیاں رکھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی مگر اس وقت ان خانوں میں صرف ایک گولی

دکھائی دے رہی تھی۔جو عام گولیوں سے قدرے لمبی اور شیشے کی بنی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔نوجوان نے گولی نکال کر ہاتھ میں لے لی۔گولی میں جیسے ہلکے سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا جس میں سے عجیب سی چمک نکلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔گولی کو دیکھتے ہوئے نوجوان کے چہرے پر اچانک بے پناہ سفاکی اور درندگی سی ابھر آئی تھی۔

اس نے رائفل میں گولی ڈالی اور اسے لوڈ کر کے بریف کیس کو میز پر رکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔وال کلاک پر نظر ڈال کر اس نے پرخیال انداز میں سر ہلایا اور سڑک کی جانب کھلنے والی کھڑکی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

کمرے میں ہلکے پاور کا بلب جل رہا تھا جس کی وجہ سے کمرے میں مدہم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔کھڑکی پر ایک دبیز پردہ چڑھا ہوا تھا۔نوجوان نے پردہ ہٹا کر کھڑکی کے اس حصے پر گن کی نال رکھ دی جہاں ایک جگہ سے شیشہ ٹوٹا ہوا تھا۔اس نے دوربین پر آنکھ لگائی اور مجاہد بلڈنگ کے فلیٹوں کی طرف دیکھ کر دوربین ایڈجسٹ کرنے لگا۔اس نے دوربین سامنے موجود ایک فلیٹ کے بند دروازے کی طرف رکھ کر فکس کی تھی۔دروازے پر فلیٹ نمبر دو سو لکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ابھی اسے وہاں کھڑے کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اس نے اچانک فلیٹ کے دروازے کا ہینڈل گھومتے دیکھا۔ہینڈل کو گھومتے دیکھ کر وہ چونکنا ہو گیا۔اس کی انگلی یکدم ٹریگر پر آ گئی۔اسی لمحے فلیٹ

کا دروازہ کھلا اور ایک نہایت وجیہہ شکل والا نوجوان باہر آ گیا۔نوجوان کے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ ناچ رہی تھی۔جیسے کسی نے اسے زبردستی فلیٹ سے باہر نکال دیا ہو۔اس نوجوان کو دیکھ کر گن بردار کی آنکھوں میں سفاکانہ چمک ابھر آئی تھی۔

فلیٹ سے نکلنے والے نوجوان نے بوکھلائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ابھی وہ فلیٹ کا دروازہ عبور کر کے باہر نکلا ہی تھا کہ گن بردار نے گن کا ٹریگر دبا دیا۔"ٹھک" کی آواز کے ساتھ گن کی نال سے ایک سرخ شعلہ سا نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں سفر کرتا ہوا فلیٹ نمبر دو سو سے نکلنے والے نوجوان کے سینے میں گم ہو گیا۔نوجوان کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ پیچھے کی جانب الٹ کر پہلے دروازے سے ٹکرایا اور پھر نیچے گر گیا۔اس کے حلق سے ایک دردناک چیخ خارج ہو گئی تھی جس نے اردگرد کے ماحول کو جھنجھنا کر رکھ دیا تھا۔فلیٹ سے نکلنے والا نوجوان فلیٹ کے دروازے کے پاس گرا بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔اس کے سینے سے خون کسی فوارے کی طرح ابل رہا تھا۔اس کی خوفناک دردبھری چیخ کی آواز سن کر اردگرد کے فلیٹوں کے دروازے کھل گئے اور کئی لوگ دوڑ کر تڑپتے ہوئے نوجوان کی جانب بڑھنے لگے۔

اپنے نشانے کو نوجوان کے سینے پر لگتے دیکھ کر گن بردار کے ہونٹوں پر سفاکانہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔فلیٹ کے آگے جنگلہ لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے دوربین میں نوجوان بری طرح تڑپتا ہوا صاف

دکھائی دے رہا تھا۔

دوسرے فلیٹوں سے نکلنے والے لوگ تیزی سے تڑپتے ہوئے نوجوان کی طرف جا رہے تھے لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس نوجوان کے قریب پہنچتے اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور تڑپتے ہوئے نوجوان کا جسم کسی بم کی طرح پھٹ گیا۔ دھماکے سے اس کے جسم کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ خون اور گوشت کے لوتھڑے فلیٹ کے دروازے، دیواروں اور وہاں آنے والے لوگوں پر گرے تھے جو نوجوان کے جسم کو اس طرح پھٹتے دیکھ کر اپنی جگہ یوں ساکت ہو گئے تھے جیسے چابی بھرے ہوئے کھلونے کی چابی ختم ہو جائے تو وہ وہیں رک جاتا ہے۔

نوجوان کے جسم کو دھماکے سے پھٹتے دیکھ کر گن بردار نے دوربین سے آنکھ ہٹا کر پرغرور اور فاتحانہ انداز میں سکا لہرایا اور گن کھڑکی سے ہٹا کر جلدی سے پیچھے ہٹ آیا۔

کھڑکی سے ہٹتے ہی وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا جہاں اس کا کھلا ہوا بریف کیس پڑا تھا۔ اس نے جلدی جلدی گن کے پارٹس الگ کئے اور انہیں بریف کیس کے مخصوص خانوں میں فٹ کرنے لگا۔ تمام پارٹس بریف کیس میں رکھ کر اس نے بریف کیس بند کیا اور اس کا ہینڈل پکڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

دروازے کی چٹخنی گرا کر اس نے دروازہ کھول کر احتیاطاً باہر جھانکا پھر باہر راہداری میں کسی کو نہ پا کر وہ فلیٹ سے باہر آ گیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کے پچھلی طرف جانے والے راستے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دو دو تین تین سیڑھیاں پھلانگتا ہوا وہ عمارت سے باہر نکل کر بجلی کی سی تیزی سے سامنے موجود ایک گلی میں گھستا چلا گیا۔ اس گلی سے نکل کر وہ دوسری اور پھر تیسری گلی میں آیا اور پھر ایک کھلی سڑک پر آ گیا۔

سڑک پر آ کر اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی کو روکا اور پچھلی طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"آرچر روڈ"۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ٹیکسی سڑک پر دوڑنے لگی۔ مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی ٹیکسی آرچر روڈ پر پہنچی تو نوجوان نے ٹیکسی چھوڑ دی اور کچھ دیر پیدل چل کر دوسری طرف ایک اور سڑک پر آ گیا۔ وہاں ایک بہت بڑا کاروباری پلازہ تھا۔ وہ نہایت اطمینان بھرے انداز میں اس پلازہ میں گھستا چلا گیا۔ اس پلازہ کی بیسمنٹ گاڑیوں کی پارکنگ کے لئے مخصوص تھا۔ نوجوان وہاں موجود ایک سفید رنگ کی ڈاٹسن کی جانب بڑھا۔ جیب سے چابی نکال کر اس کے کار کا دروازہ کھولا اور بریف کیس کو ساتھ والی سیٹ پر رکھ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ کار کو پلازہ کی بیسمنٹ سے نکال کر سڑک پر لے آیا اور پھر اس نے کار کو بڑی سڑک پر موڑتے ہوئے فل سپیڈ پر چھوڑ دیا۔

آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد وہ جدید طرز کی بنی ہوئی ایک کالونی

میں جا پہنچا۔ دو تین سڑکیں مڑ کر اس نے کار کو ایک جدید طرز کی شاندار اور بڑی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے روک دیا۔ گیٹ کے پاس کار لے جا کر اس نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو کوٹھی کا گیٹ ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ نوجوان نے کار آگے بڑھائی اور کوٹھی میں آگیا۔ جیسے ہی اس کی کار کوٹھی میں داخل ہوئی گیٹ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

نوجوان نے ایک جگہ کار روکی اور بریف کیس اٹھا کر کار سے باہر آ گیا۔ کار کا انجن وہ پہلے ہی بند کر چکا تھا۔ جیسے ہی وہ کار سے باہر نکلا ایک ستون کی آڑ میں چھپا ہوا ایک نقاب پوش باہر آگیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھا۔ اسے دیکھ کر نوجوان ٹھٹھک کر رک گیا۔ نقاب پوش نے گن کا رخ اس کی جانب کر رکھا تھا۔

"کوڈ بتاؤ"۔ نقاب پوش نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کڑکدار آواز میں کہا۔

"زیرو زیرو الیون"۔ نوجوان نے کہا اور نقاب پوش نے سر ہلا کر گن پیچھے کر لی۔ نوجوان بریف کیس اٹھائے تیزی سے اندرونی عمارت کی جانب بڑھ گیا۔ ایک خوبصورت طرز پر سجے ہوئے کمرے میں آکر اس نے سب سے پہلے دروازہ بند کیا اور پھر دائیں طرف بنے ہوئے وارڈروب کی جانب بڑھ گیا۔ وارڈروب کھول کر اس نے ہینگر پر لٹکے ہوئے کپڑے ایک طرف ہٹائے اور پیچھے موجود دیوار پر ایک جگہ مخصوص انداز میں ہاتھ مارا۔ اسی وقت ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور

دیوار میں ایک خلا سا نمودار ہو گیا جہاں سے سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک تہہ خانے میں آیا جہاں عمارت کے ہی طرز کے کمرے بنے ہوئے تھے۔ وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے میں ضرورت کے سامان کے ساتھ تین لوہے کی بڑی بڑی الماریاں بھی پڑی تھیں۔ ایک الماری کھول کر اس نے بریف کیس رکھا اور پھر اس الماری کے ایک خفیہ خانے سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹرانسمیٹر لے کر وہ ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر آ بیٹھا اور ٹرانسمیٹر پر لگے بٹن پریس کر کے اس پر اپنی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں کمرے میں نہایت مترنم موسیقی کی آواز ابھرنے لگی۔ نوجوان نے ایک بٹن پریس کیا تو موسیقی کی آواز آنا بند ہو گئی۔

"ہیلو۔ ہیلو زیرو زیرو الیون کالنگ۔ زیرو زیرو الیون کالنگ۔ اوور"۔ اس نے ایک بٹن دبا کر زور زور سے کہنا شروع کیا۔

"یس۔ زیرو ون الیون اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ دوسری جانب سے اچانک سانپ کی طرح پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے کرنل بلیک بول رہا ہوں باس۔ اوور"۔ نوجوان نے دوسری طرف کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس کرنل بلیک۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے اسی لہجے میں پوچھا گیا۔

"آپریشن ون مین میں، میں نے کامیابی حاصل کر لی ہے باس۔ دنیا کے خطرناک ترین انسان کو میں نے کرسٹل بلٹ کا شکار بنا کر ہزاروں لاکھوں ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ اوور"۔ نوجوان جس نے اپنا نام کرنل بلیک بتایا تھا۔ نے اس بار قدرے جوش بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"آپریشن ون مین میں تم نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ کیا مطلب، یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہارڈ ٹارگٹ تمہاری کرسٹل بلٹ کا شکار ہو گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوور"۔ باس نے حیرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ ہارڈ ٹارگٹ واقعی ہٹ ہو گیا ہے"۔ کرنل بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ وہ....... میرا مطلب ہے اگر اتنی آسانی سے ہلاک ہونے والا ہوتا تو اب تک وہ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار ہلاک ہو چکا ہوتا۔ بہرحال تفصیل بتاؤ۔ تم نے اسے کیسے اور کب کرسٹل بلٹ کا شکار بنایا تھا۔ اوور"۔ دوسری طرف باس نے غصے سے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"میں نے پاکیشیا پہنچ کر سب سے پہلے ہارڈ ٹارگٹ کے بارے میں تمام تر معلومات اکٹھی کی تھیں باس۔ یہاں بڑے بڑے لوگوں اور جرائم پیشہ افراد کے بارے میں معلومات فروخت کرنے والی بہت سی خفیہ ایجنسیاں کام کر رہی ہیں جو بھاری معاوضوں پر کسی کے بارے

میں مکمل معلومات دے دیتی ہیں۔ میں نے بھی ایک ایجنسی سے ہارڈ ٹارگٹ کی تفصیلات حاصل کیں اور پھر اس بلڈنگ جہاں اس کا فلیٹ تھا کے سامنے دوسری بلڈنگ میں اپنے ذرائع سے ایک فلیٹ حاصل کر لیا۔ اس فلیٹ کی کھڑکی ہارڈ ٹارگٹ کے فلیٹ کے بالکل سامنے تھی۔ میں دو روز تک اس کی نگرانی کرتا رہا۔ اس کے فلیٹ میں آنے جانے کا وقت نوٹ کرتا رہا۔ پھر آج میں نے اس کا شکار کرنے کا پروگرام بناتے ہوئے اسے ہلاک کر ڈالا"۔ کرنل بلیک نے کہا اور پھر باس کو بتانے لگا کہ اس نے کیسے ہارڈ ٹارگٹ کو کرسٹل بلٹ سے شکار کیا تھا۔

"ہونہہ، کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ ہارڈ ٹارگٹ ہی تھا۔ اوور"۔ ساری بات سن کر بھی باس کے لہجے میں شک کی آمیزش تھی۔

"یس باس۔ میں اسے اچھی طرح سے پہچانتا ہوں۔ گن پر میں نے سپیشل میک اپ چیکر کی دوربین ایڈجسٹ کر رکھی تھی۔ وہ ہارڈ ٹارگٹ کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسے ہلکا ہلکا غصہ آ رہا تھا کہ اس نے جس ہارڈ ٹارگٹ کو ہٹ کیا تھا اس کے شکار کی پوری تفصیل بتانے کے باوجود باس کو کیوں یقین نہیں آ رہا کہ وہ واقعی ہلاک ہو گیا ہے۔

"ہونہہ۔ تم اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں جانتے کرنل بلیک۔ وہ انسان ضرور ہے لیکن اس کے جسم میں کسی بہت بڑے [illegible] روح ہے۔ جو ایک نہیں ہزاروں آنکھیں رکھتی ہے۔ اسے

ہلاک کرنے میں سینکڑوں نامی گرامی اور ناقابل تسخیر مجرم اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں۔ وہ ہزاروں بار مرتا ہے مگر پھر نجانے کیسے جی اٹھتا ہے۔ ایک بار وہ کسی کے پیچھے لگ جائے تو اسے قبر تک پہنچائے بغیر چین نہیں لیتا۔ تمہیں اس سلسلے میں سختی سے ہدایات دی گئی تھیں کہ تم کسی بھی طرح ہارڈ ٹارگٹ کو چھیڑنے کی کوشش نہ کرنا۔ مگر تم اپنی فطرت سے مجبور ہو۔ تم نے جان بوجھ کر اسے چھیڑ کر اپنے لئے مصیبت مول لے لی ہے۔ اگر تم کہو کہ تم نے اسے پکڑ کر اپنے ہاتھوں سے اس کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر کے چیل کوؤں کو کھلا دی ہے تب بھی میں یقین نہیں کروں گا کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ تمہیں جس مشن کے لئے بھیجا گیا ہے تم صرف اور صرف اس پر دلچسپی لو۔ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال کر تم نے ہمارے سروں پر ایک بہت بڑا خطرہ مسلط کر دیا ہے۔ اب ان کے لئے مجھے خاص طور پر کیٹس کو بھیجنا پڑے گا۔ اوور"۔ باس کا لہجہ انتہائی سرد اور خوفناک تھا۔ اس کی باتیں سن کر کرنل بلیک کی آنکھیں غصے سے سرخ ہوتی جا رہی تھی۔ باس اس کی ذہانت، اس کی طاقت اور اس کی انا کو چیلنج کر رہا تھا۔

"کیٹس۔ کیا آپ پاکیشیا میں کیٹس کو بھی بھیج رہے ہیں۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے کیٹس کا نام سن کر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیٹس۔ ہارڈ ٹارگٹ اور اس کے ساتھیوں کو اب وہی سنبھال سکتی ہیں۔ اوور"۔ باس نے غراتے ہوئے کہا۔

"مگر ہارڈ ٹارگٹ تو......" کرنل بلیک نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر کچھ سوچ کر ہونٹ بھینچ لئے۔

"اب تم صرف اور صرف اپنے مشن پر توجہ دو گے سمجھے۔ تم نہیں جانتے اس وقت ہمارے ہاتھ جو موقع آ رہا ہے اس سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہم کبھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اوور"۔ باس نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ جس طرح میں نے ہارڈ ٹارگٹ تک پہنچنے کا راستہ بنا لیا تھا اسی طرح میں سپیشل مشن کے لئے بھی راستہ بنانے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ ابھی ایکس ایکس فائر ہونے میں کئی روز باقی ہیں۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"دس دن۔ ہمارے پاس صرف دس دن ہیں کرنل بلیک اور ان دس دنوں میں ہمیں ہر حال میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ گیارہویں دن فائنل آپریشن ہو گا اور وہ دن ہمارے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیا تم سمجھ رہے ہو۔ اوور"۔ باس نے کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ اگر آپ بہتر سمجھتے ہیں تو واقعی آپ کیٹس کو یہاں بھجوا دیں۔ وہ یہاں کی انٹیلی جنس، سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس کو سنبھال لیں گی تو میں یہاں اطمینان اور آزادی سے اپنا کام کر سکوں گا۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شام تک کیٹس وہاں پہنچ جائیں گی۔ انہیں کیا کرنا

ہے یہ میں انہیں خود ہی سمجھا دوں گا۔ تمہارا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہوگا۔ وہ اپنے طور پر کام کریں گی اور تم اپنے طور پر۔ اپنی مدد کے لئے تم اس ملک میں موجود ہماری وائٹ سینڈیکیٹ سے کام لے سکتے ہو۔ وائٹ سینڈیکیٹ کے سربراہ کا یہاں بہت نام ہے۔ وہ یہاں وائٹ کنگ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا رابطہ نمبر اور کوڈ تمہیں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے۔ اسے بھی تمہاری تمام تر تفصیلات بھجوائی جا چکی ہیں۔ اس سے رابطے کا تمہارا کوڈ کرنل بلیک ہی ہوگا اور وہ تمہیں وائٹ کنگ کا کوڈ بتائے گا۔ اوور"۔ باس نے کہا۔

"او کے باس۔ میں ابھی وائٹ کنگ سے رابطہ کرتا ہوں اور اس سے مشن ڈسکس کر کے آج ہی سے مشن پر کام کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے کہا۔

"یہی تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اوور اینڈ آل"۔ باس نے سرد مہری سے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ کرنل بلیک نے بھی سر جھٹک کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے غصے سے بستر پر اچھال دیا۔

"ہونہہ۔ باس ہارڈ ٹارگٹ سے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خوفزدہ معلوم ہوتا ہے۔ جب میں نے خود اپنے ہاتھوں سے کرسٹل بلٹ کا شکار کر کے اسے ہلاک کیا ہے تو باس کو میری باتوں پر یقین کیوں نہیں آ رہا۔ ہارڈ ٹارگٹ ہونہہ۔ علی عمران کے کرسٹل بلٹ کی وجہ سے میں نے ہزاروں ٹکڑے اپنی آنکھوں سے اڑتے ہوئے دیکھے ہیں پھر وہ مر کر دوبارہ کیسے زندہ ہو سکتا ہے"۔ کرنل بلیک نے غصے سے

بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ اسی طرح غصے اور حیرت سے سوچتا رہا پھر مشن کے سلسلے میں وائٹ کنگ سے ڈسکس کرنے اس کے پاس جانے کے لئے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکل کر تہہ خانے سے نکلنے کے لئے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کتاب بند کی اور اسے ٹیبل پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے ممبروں کو سوائے سیروتفریح یا پھر آرام کرنے کے سوا کوئی کام نہیں تھا۔ سارے ممبر ایک جگہ اکٹھے ہو کر سیروتفریح کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور دل کھول کر انجوائے کرتے۔ انہوں نے عمران کو بھی اپنے ساتھ سیروتفریح کرنے کے لئے اپنے گروپ میں شامل کرنے کی کوشش کی تھی مگر کئی روز سے عمران انہیں مل ہی نہیں رہا تھا۔ فلیٹ میں موجود سلیمان کا ان کو ایک ہی جواب ملتا تھا کہ وہ صبح صبح نجانے کہاں چلے جاتے ہیں اور رات گئے ہی لوٹتے ہیں۔ وہ کہاں ہیں اور کیا کرتے پھر رہے ہیں اس کے بارے میں اسے کچھ علم نہیں تھا۔

گروپ میں عمران کے شامل نہ ہونے کا سب سے زیادہ افسوس

ظاہر ہے جولیا کو ہی ہوتا تھا جبکہ سب سے زیادہ خوشی تنویر کو تھی جسے ان دنوں جولیا کے آگے پیچھے رہنے کا زیادہ موقع مل رہا تھا۔

پچھلے دو تین دنوں سے وہ بھی کسی جگہ نہیں گئے تھے اس لئے سب اپنے اپنے فلیٹوں میں آرام کر رہے تھے۔ جولیا کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ فلیٹ میں بیٹھی کتابیں پڑھ رہی تھی۔ مسلسل کئی گھنٹوں سے ایک کتاب پڑھتے ہوئے اس کے سر پر اس وقت خشکی سی چھا گئی تھی۔ اسے چائے کی طلب محسوس ہوئی تھی۔ اس لئے وہ کتاب بند کر کے اٹھی تھی۔ ابھی وہ اٹھ کر کچن کی جانب بڑھی ہی تھی کہ کال بیل بجی اور اس کے کچن کی طرف اٹھتے ہوئے قدم رک گئے۔

" کون آ گیا اس وقت"۔ اس نے سوچا اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

" کون"۔ اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر حسب عادت پہلے پوچھ لینا مناسب خیال کیا۔

" صفدر ہوں مس جولیا"۔ باہر سے صفدر کی آواز سنائی دی اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے چٹخنی گرا کر دروازہ کھول دیا اور صفدر اندر آ گیا۔

" کیا بات ہے مس جولیا۔ کیا ابھی تک آپ سو رہی تھیں۔ باہر تو اچھا خاصا دن نکلا ہوا ہے"۔ سلام دعا کے بعد صفدر نے جولیا کی آنکھوں میں سرخی دیکھ کر کہا۔

" سو نہیں رہی تھی۔ رات سے ایک کتاب پڑھ رہی تھی۔ کتاب

پڑھتے پڑھتے رات گزر گئی اس کا پتہ ہی نہیں چل سکا"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ، اس کا مطلب ہے آپ رات سے جاگ رہی ہیں۔ ایسی کون سی خاص کتاب ہے جس کی دلچسپی نے آپ کو رات بھر سونے نہیں دیا"۔ صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" خود ہی دیکھ لو۔ اندر کمرے میں ٹیبل پر پڑی ہے"۔ جولیا نے جواب دیا اور صفدر کے ساتھ اندر آ گئی۔ صفدر ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور میز پر پڑی ہوئی کتاب کو اٹھا کر دیکھنے لگا۔

" سائیکالوجی۔ یہ آپ کو سائیکالوجی پڑھنے کا شوق کب سے ہو گیا۔ آپ تو ایسی کتابوں سے دور بھاگتی تھیں"۔ صفدر نے کتاب الٹتے پلٹتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

" بس یونہی۔ پڑھنے اور وقت گزارنے کے لئے گھر میں اور کوئی کتاب نہیں تھی اس لئے جو ہاتھ لگی پڑھنے بیٹھ گئی"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ سائیکالوجی جیسا سبجیکٹ اس قدر دلچسپی کا حامل نہیں ہے کہ اس کے لئے رات بھر جاگا جاسکے۔ بہر حال میں تو آپ کو لے جانے کے لئے آیا تھا مگر آپ رات بھر سے جاگی ہوئی ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے آپ کو اس وقت آرام کی سخت ضرورت ہے"۔ صفدر نے کتاب میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" لے جانے آئے تھے۔ کہاں"۔ جولیا نے پوچھا۔

" آج ہم نے ایک عجیب اور اہم پروگرام بنایا تھا۔ جس میں آپ کا ہونا بہت ضروری تھا۔ لیکن خیر کل سہی۔ آج آپ آرام کریں"۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" بیٹھو اور مجھے بتاؤ کون سا عجیب اور اہم پروگرام بنایا تھا تم لوگوں نے اور اس میں میری شمولیت کیوں ضروری تھی"۔ جولیا نے اسے واپس صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" آج ہمارا عمران صاحب کا گھیراؤ کرنے کا ارادہ تھا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران کا گھیراؤ۔ کیا مطلب، میں سمجھی نہیں"۔ جولیا نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

" عمران صاحب پچھلے کئی روز سے غائب ہیں۔ وہ نہ ہمارے کسی پروگرام میں شامل ہو رہے ہیں اور نہ کسی طرح ان سے ہمارا کوئی رابطہ ہو رہا ہے۔ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ آج ہم سب مل کر ان کے فلیٹ پر چھاپہ ماریں اور انہیں گھیر کر زبردستی اپنے ساتھ سیر و تفریح کے لئے لے جائیں"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پروگرام تو اچھا ہے۔ لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ عمران اس وقت ہمیں فلیٹ میں مل جائے گا"۔ جولیا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

" جی ہاں۔ اس وقت صبح کے چھ بجے ہیں۔ سلیمان کے مطابق

عمران صاحب فلیٹ سے سات اور آٹھ بجے کے درمیان نکلتے ہیں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ، واقعی پھر تو اسے پکڑا جا سکتا ہے۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

"لیکن مس جولیا آپ......." صفدر نے کچھ کہنا چاہا۔

"میری تم فکر نہ کرو۔ نیند ابھی مجھ سے کوسوں دور ہے"۔ جولیا نے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی جسے دیکھ کر صفدر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"ٹھیک ہے آپ جلدی سے نہا دھو کر کپڑے بدل لیں۔ میں اتنی دیر کچن میں جا کر آپ کے اور اپنے لئے چائے بناتا ہوں۔ نہا دھو کر اور چائے پی کر آپ فریش ہو جائیں گی"۔ صفدر نے کہا اور جولیا سر ہلا کر اندر چلی گئی۔ جولیا نہا دھو کر اور لباس بدل کر باہر آئی تو صفدر چائے کے دو کپ بنا کر میز پر رکھ چکا تھا۔

"باقی ممبر کہاں ہیں"۔ جولیا نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"آج ہم نے سی ویو پکنک پوائنٹ پر جانے کا پروگرام بنایا ہے۔ وہاں عمران صاحب نہ ہوں تو تفریح کا مزہ ہی نہیں آتا۔ میں نے تیار ہو کر انہیں وہیں پہنچنے کے لئے کہہ دیا ہے اور ان سے کہا تھا کہ میں اور مس جولیا کسی بھی طرح عمران صاحب کو لے کر ایک گھنٹے تک ان کے پاس پہنچ جائیں گے"۔ صفدر نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔

"کیوں نہ عمران کی موجودگی کا پتہ کرنے کے لئے اسے فون کر لیا جائے"۔ جولیا نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"پہلے میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ عمران صاحب کو فون کر کے انہیں فلیٹ میں ہی رہنے پر پابند کر دوں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ عمران صاحب جو کچھ کر رہے ہیں ہو سکتا ہے وہ ہمیں اس سلسلے میں کچھ نہ بتانا چاہتے ہوں اور خود ہی ہمیں کہہ دیں کہ وہ فلیٹ پر نہیں ہیں"۔ صفدر نے چائے پیتے ہوئے کہا۔

"وہ خود کیسے کہہ سکتا ہے کہ وہ فلیٹ پر نہیں ہے"۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"عمران صاحب آوازیں بدلنے کے ماہر ہیں۔ اگر وہ سلیمان کی آواز میں یہ بات کہیں تو ہم بھلا ان کی آواز کیسے پہچان سکتے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا نے پر خیال انداز میں سر ہلا دیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ آؤ پھر ہم جلد سے جلد اس کے فلیٹ پر پہنچ جائیں۔ ایسا نہ ہو وہ نکل جائے"۔ جولیا نے آدھی چائے پی کر کپ میز پر رکھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی بے تابی دیکھ کر صفدر بھی سر ہلا کر اٹھ گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھے عمران کے فلیٹ کی جانب اڑے جا رہے تھے۔ کار صفدر کی تھی اور وہی اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔

"صفدر، عمران تمہاری کار اچھی طرح سے پہچانتا ہے۔ اس کی جگہ کسی اور کار کا بندوبست ہو سکتا ہے"۔ اچانک جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو تو سکتا ہے مگر ہمیں کار بدلنے کی کیا ضرورت ہے"۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"عمران کا گھیراؤ کرنے سے پہلے کیوں نہ ہم پہلے اس بات کا پتہ چلانے کی کوشش کریں کہ وہ آجکل کیا کرتا پھر رہا ہے اور کہاں آتا جاتا ہے"۔ جولیا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"یعنی ہم عمران صاحب کی نگرانی اور ان کا تعاقب کریں"۔ صفدر نے چونکنے والے انداز میں کہا۔

"ہاں، ہو سکتا ہے عمران ان دنوں کسی کیس پر کام کر رہا ہوں اور چیف کی نظروں میں کریڈٹ لے جانے کے لئے ہم سے بالا ہی بالا سب کچھ کر رہا ہو"۔ جولیا نے بدستور سوچنے والے انداز میں کہا۔

"ان دنوں یہاں ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ لگتا ہے مجرموں نے یا تو ہمارے ڈر سے دارالحکومت میں آنا ہی چھوڑ دیا ہے یا کہیں کونوں کھدروں میں جا چھپے ہیں۔ ایسے میں عمران صاحب بھلا کس کیس پر کام کر سکتے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بعض اوقات گہری خاموشی بھی کسی بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہوتی ہے صفدر۔ ذرا سوچو عمران فراغت کے دنوں میں یا تو ہمارے ساتھ سیر وتفریح میں مصروف رہتا ہے یا پھر فلیٹ میں پڑا

کتابی کیڑا بنا رہتا ہے۔ مگر ان دنوں ایسا نہیں ہے۔ اس نے ہم سب سے ملنا جلنا ترک کر رکھا ہے۔ صبح نکلتا ہے اور رات گئے لوٹتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے وہ بغیر کسی مقصد کے لئے اتنی اتنی دیر کہیں غائب رہتا ہو گا"۔ جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ نے واقعی بڑے پتے کی بات کی ہے۔ عمران صاحب جیسے آدمی واقعی بلاوجہ اپنا وقت برباد کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔ لیکن کیا ہم ان کی نگرانی یا ان کا تعاقب کر سکیں گے"۔ صفدر نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں، کیوں ہم اس کی نگرانی اور تعاقب نہیں کر سکیں گے"۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"عمران صاحب ہزار آنکھیں رکھتے ہیں۔ ان کی نگرانی اور ان کا تعاقب کرنا اور یہ جاننا کہ وہ کہاں آتے جاتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ کیا ہم ان کی نظروں سے چھپے رہیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"میں سمجھ رہی ہوں تم کیا کہنا چاہ رہے ہو۔ تم اس کار کو بدلو۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے۔ اس ترکیب پر عمل کر کے عمران کا آسانی سے تعاقب کر سکتے ہیں اور یہ بھی جاننے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ وہ آجکل کیا کر رہا ہے"۔ جولیا نے بڑے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کون سی ترکیب ہے مس جولیا"۔ صفدر نے اس بار حیران نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ایسے نہیں۔ تم کار بدلو اور عمران کے فلیٹ کی طرف چلو۔ پھر دیکھو میں کیا کرتی ہوں"۔ جولیا نے بدستور پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر چند لمحے حیرت سے اس کی طرف دیکھا رہا پھر اس نے سر ہلا کر کار ایک طرف موڑ لی۔

"یہاں سے کچھ دور میرے ایک دوست کا شو روم ہے۔ میں اس سے کوئی کار لے لیتا ہوں"۔ صفدر نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے واقعی ایک شو روم میں جا کر اپنے دوست سے بات کی اور اس سے دوسرے ماڈل کی کار لے کر باہر آ گیا اور پھر وہ دونوں اس کار میں ایک بار پھر عمران کے فلیٹ کی جانب ہو لئے۔ جولیا کے کہنے پر کنگ روڈ پہنچ کر صفدر نے مجاہد بلڈنگ کے سامنے والی عمارت کے شیڈ میں کار روک لی۔ اس جگہ سے دوسری منزل پر موجود عمران کے فلیٹ کا دروازہ آسانی سے دکھائی دے رہا تھا۔

"تم یہیں رکو۔ میں ابھی آتی ہوں"۔ جولیا نے مجاہد بلڈنگ کے پارکنگ شیڈ میں عمران کی سپورٹس کار دیکھتے ہوئے صفدر سے کہا اور صفدر کا جواب سنے بغیر کار سے اتر گئی۔ سڑک کراس کر کے وہ سیدھی عمران کی کار کی جانب بڑھنے لگی۔ صفدر کچھ نہ سمجھتے ہوئے مسلسل اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے عمران کی سپورٹس کار کے پاس جا کر کچھ کیا اور پھر تیز تیز چلتی ہوئی واپس آ گئی۔

"میں نے عمران کی کار کے نیچے آر ٹی لگا دیا ہے۔ اس کا رسیور میرے دائیں کان کے ٹاپس میں ہے اس کے علاوہ میرے پاس یہ

چھوٹا سا آلہ ہے۔ اس کی مدد سے ہمیں آسانی سے پتہ چلتا رہے گا کہ عمران کس کس سڑک اور کس گلی میں یا بازار میں جا رہا ہے۔ رسیور کی مدد سے وہ جس کسی سے بات کرے گا میں اس کی آواز آسانی سے سن لوں گی"۔ جولیا نے کار میں بیٹھتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور پرس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر صفدر کو دکھانے لگی جس پر ایک چھوٹی سی سکرین بنی ہوئی تھی۔

"اوہ، تو آپ اس طرح عمران صاحب کی نگرانی اور تعاقب کا پروگرام بنا رہی تھیں"۔ صفدر نے ساری بات سمجھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ہم ایک دو میل کا بھی فاصلہ رکھ کر عمران کا تعاقب کریں گے تب بھی وہ ہماری نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ جہاں رکے گا ہم اس تک پہنچ جائیں گے"۔ جولیا نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی وقت ان دونوں کی نظریں عمران کے فلیٹ کی جانب اٹھ گئیں۔ دروازہ کھلا اور انہوں نے عمران کو انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں فلیٹ سے باہر آتے دیکھا۔ عمران کے چہرے پر اس قدر بوکھلاہٹ دیکھ کر جولیا اور صفدر دونوں چونک پڑے تھے مگر ان دونوں نے جب عمران کو اچانک جھٹکا کھا کر پیچھے دروازے سے ٹکرا کر نیچے گرتے دیکھا تو وہ دونوں بوکھلا گئے۔ عمران کے حلق سے نکلنے والی دلدوز چیخ نے انہیں ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"اوہ، یہ کیا ہو گیا مس جولیا۔ عمران ......" صفدر نے بو
ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے

وہ"۔ خوف، غم اور شدید بوکھلاہٹ کی وجہ سے صفدر کے منہ سے صحیح طور پر لفظ بھی نہیں نکل رہے تھے۔

"کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو صفدر۔ تم ہوش میں تو ہو"۔ ایکسٹو نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ عمران کی موت کا سن کر شاید وہ بھی بری طرح سے اچھل پڑا تھا۔

"مم، میں بالکل ہوش میں ہوں سر اور سچ کہہ رہا ہوں"۔ صفدر نے اسی انداز میں کہا اور ایکسٹو کو بتانے لگا کہ اس نے عمران کو کس طرح ہلاک ہوتے دیکھا تھا۔

"اوہ، جولیا کہاں ہے"۔ ساری بات سن کر ایکسٹو نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں بھیڑیئے جیسی غراہٹ شامل تھی۔

"مس جولیا، وہ۔ وہ تو باہر ہیں سر اور شاید وہ عمران صاحب کے جسم کو اس طرح دھماکے سے پھٹتے دیکھ کر بے ہوش ہو گئی ہیں"۔ صفدر نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ، وہ باہر بے ہوش پڑی ہے اور تم یہاں مجھے فون کر رہے ہو۔ احمق جاؤ دیکھو اس خوفناک صدمے میں وہ کہیں اپنے ہوش و حواس ہی نہ کھو بیٹھے"۔ ایکسٹو نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر، میں ابھی دیکھتا ہوں۔ مم، میں ...." صفدر کا دماغ جیسے ابھی تک اپنے ٹھکانے پر نہیں آیا تھا۔ اس نے فون کا رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔ فلیٹ کے باہر لوگوں کا اچھا خاصا ہجوم نظر آ رہا تھا جو خوف بھری نظروں سے وہاں

بکھرے ہوئے خون اور گوشت کے لوتھڑوں کے ساتھ بے ہوش پڑی جولیا کو دیکھ رہے تھے۔

"مس جولیا۔ مس جولیا۔ ہوش میں آیئے مس جولیا"۔ صفدر نے بھاگ کر جولیا کے پاس جا کر اسے بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا لیکن جولیا مکمل طور پر بے ہوش ہو چکی تھی وہ بھلا صفدر کی بات کا کیا جواب دیتی۔

"یہ صدمے سے بے ہوش ہو گئی ہیں صاحب۔ انہیں جلدی سے کسی نزدیکی ہسپتال یا کلینک پر لے جایئے"۔ ایک شخص نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور جلدی سے جولیا کو اٹھایا اور اسے لے کر سیڑھیوں کی جانب بھاگنے لگا۔ لوگوں نے اس کی مدد کی کوشش کی لیکن صفدر جیسے ان کی آوازیں سن ہی نہیں رہا تھا۔ وہ دو دو تین تین سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترا اور جولیا کو لئے ہوئے تیزی سے اپنی کار کی جانب بھاگتا چلا گیا۔ جولیا کو کار میں ڈال کر وہ جیسے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اسے سامنے سے پولیس کی کئی گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی آتی دکھائی دیں۔ اس نے سر اٹھا کر عمران کے فلیٹ کی جانب دیکھا جو دور سے سرخ رنگ میں ڈوبا دکھائی دے رہا تھا۔ بے اختیار صفدر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور پھر کار ایک جھٹکے سے وہاں سے نکل کر سڑک پر آ گئی اور نہایت تیزی کے ساتھ ایک طرف بھاگتی چلی گئی۔

میٹنگ ہال میں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سوائے جولیا کے وہاں سیکرٹ سروس کے سارے ممبر موجود تھے۔ ان سب کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور آنکھیں یوں سرخ اور بھیگی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ جیسے وہ دیر تک روتے رہے ہوں۔ رنج و غم کی وجہ سے ان کے چہروں پر چٹانوں کی سی سختی اور سنجیدگی طاری تھی۔

عمران کے گوشت کے ٹکڑے اکٹھے کر کے ایکسٹو کے حکم کے تحت نہایت عزت اور احترام کے ساتھ ایک قبرستان میں دفن کر دیئے گئے تھے۔ اس وقت عمران کو قبر میں اتارنے والوں میں وہاں سیکرٹ سروس کے ممبروں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ ایکسٹو نے ان سب کو سختی سے عمران کی موت کو چھپانے کا حکم دیا تھا۔ کسی اور کو تو بلانا درکنار خود ایکسٹو بھی عمران کی لاش جو ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی کو دفنانے نہیں آیا تھا جس کی وجہ سے سیکرٹ سروس کے تمام ممبر

ایکسٹو کی بے حسی پر پیچ و تاب کھا رہے تھے لیکن وہ ان کا چیف تھا اور چیف بھی ایسا جسے انہوں نے کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھا تک نہیں تھا اسے اور اس کی بے حسی کو وہ کیا کہہ سکتے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ایکسٹو پر عمران کی اس ناگہانی موت کا کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔ عمران جیسے اس کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ حالانکہ وہی عمران ایک لحاظ سے سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کی ساکھ بنائے ہوئے تھا۔ عملی طور پر ایکسٹو کم اور علی عمران زیادہ سے زیادہ ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ ہر مہم، ہر مشن پر کامیابی کا زیادہ سے زیادہ ہاتھ عمران کا ہی ہوتا تھا۔ سیکرٹ سروس کا ممبر نہ ہونے کے باوجود عمران ان کے شانہ بشانہ چلتا تھا اور ایسے ہزاروں مواقع آئے تھے جب عمران نے سیکرٹ سروس کو یقینی موت کا شکار ہونے سے بچالیا تھا۔ وہ عمران ہی تھا جو ان کا استاد، ان کا بھائی اور ان کا سب کچھ تھا۔ ان سب کے سکھ دکھ کے لئے کئی بار عمران موت کے منہ میں جاتا جاتا بچا تھا۔ اس لئے عمران کی موت ان کے لئے ناقابل تلافی نقصان تھا۔ ایک ایسا خوفناک سانحہ جسے وہ کسی صورت جھٹلا نہیں سکتے تھے۔ حقیقی طور پر سیکرٹ سروس میں ایک ایسا خلا آگیا تھا جسے بھرنا شاید اب کسی کے بس کی بات نہ تھی۔ اس کا وہ جتنا بھی افسوس کرتے کم تھا۔

ان سب کو یہاں ایکسٹو نے ہنگامی کال کر کے بلایا تھا۔ سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ ایکسٹو کی میٹنگ اٹنڈ کرے۔ ایکسٹو نے عمران کی موت پر جس بے حسی کا ثبوت دیا تھا اس

کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایکسٹو کے لئے بغاوت نے سر ابھارنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ صفدر کے کہنے پر میٹنگ اٹنڈ کرنے آگئے تھے۔ جولیا ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔ عمران کی موت کے صدمے نے اس کے دماغ کو بری طرح سے متاثر کر ڈالا تھا جو اسے کسی بھی طرح ہوش کی وادیوں میں لانے کے لئے تیار نہیں ہو رہا تھا۔ ایکسٹو نے صفدر سے کہہ کر اسے سپیشل ہسپتال بھجوا دیا تھا۔ جہاں ڈاکٹر صدیقی اسے ٹریٹ کر رہے تھے۔

اچانک میز کے درمیان میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور وہ چونک کر ٹرانسمیٹر کی جانب دیکھنے لگے۔ ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا ایک بلب سپارک کرنے لگا تھا۔ صفدر نے اٹھ کر بے دلی سے ایک بٹن دبا دیا۔

" کیا بات ہے ممبرز۔ میں دیکھ رہا ہوں تم سب کے چہرے ابھی تک اترے ہوئے ہیں "۔ ایکسٹو کی سرد آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

" یس سر۔ عمران صاحب کی موت ہمارے لئے اتنا بڑا سانحہ ہے جس کا ہم جتنا بھی غم کریں کم ہوگا "۔ صفدر نے تلخ لہجے میں کہا۔

" میں جانتا ہوں۔ تم سب عمران سے کتنی محبت کرتے ہو۔ تم کیا سمجھتے ہو اس کی موت کا مجھے کوئی دکھ نہیں ہے۔ وہ تمہیں جتنا عزیز تھا اس سے کہیں زیادہ مجھے عزیز تھا۔ اس کی موت سے مجھے دلی طور پر جس قدر ٹھیس پہنچی ہے اس کا تم لوگ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ لیکن مجھ میں اور تم میں فرق اتنا ہے کہ میں تمہاری طرح بیٹھا اس کی موت پر آنسو نہیں بہا رہا۔ آنسو بہانا بزدلوں کا کام ہے۔ عمران ملک کے لئے

جیتا تھا اور مرا ہے تو ملک کی آن، اس کی سالمیت اور اس کے مفاد کے لئے۔ کیا اتنا عرصہ وہ تمہارے ساتھ رہا ہے اور تم لوگوں نے اس سے یہ بھی نہیں سیکھا کہ تم لوگوں کی زندگیاں تمہاری اپنی نہیں ملک و قوم کی امانت ہیں۔ جو انسان ملک و قوم کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے اس سے بڑا بہادر اور دلیر انسان کوئی نہیں۔ یہی جہاد ہے اور یہی جہاد کی اصل معراج۔ ایک بات ذہن میں رکھو تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو جبکہ عمران سیکرٹ سروس کا باقاعدہ ممبر نہیں تھا لیکن قومی مفاد میں جہاں بھی اس کی ضرورت ہوتی تھی وہاں وہ اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر تمہارے شانہ بشانہ چلتا تھا اور تم لوگوں کو کامیابیوں سے ہمکنار کرتا تھا۔ اس کا مشن یہ نہیں تھا کہ اگر وہ کبھی مر گیا تو اس کے پیچھے اس کے ساتھی ہمت ہار کر ہی بیٹھ جائیں گے اور ہر وقت اس کا سوگ مناتے رہیں گے۔ تمہیں اس کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ دل و جان سے ملک و قوم کی خدمت کرنی چاہئے اور جہاں ضرورت ہو وہاں تمہیں اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے اگر تم لوگوں کو مجھ پر غصہ ہے کہ عمران کی تدفین کے لئے میں تمہارے ساتھ شامل نہیں ہوا تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ بوڑھے گورکن کے روپ میں، میں خود تھا۔ تمہارا چیف ایکسٹو۔ اپنے عزیز کی قبر میں نے اپنے ہاتھوں سے کھودی تھی اور اس پر پہلی مٹی ڈالنے والا بھی میں ہی تھا"۔ ایکسٹو کا لہجہ اس قدر سخت اور تلخ تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبرز دم بخود رہ گئے تھے۔ وہ کبھی خواب میں بھی نہیں

سوچ سکتے تھے کہ جس ایکسٹو کو وہ اس قدر بے حس سمجھ رہے تھے وہ اس قدر ظرف والا نکلے گا کہ ان کے ساتھی کو دفنانے کے لئے گورکن کا روپ دھار کر ان کے سامنے آ سکتا ہے۔ شرم سے ان سب کے سر جھک گئے تھے۔

"ہمیں معاف کر دیں چیف ہم واقعی آپ کو نہیں سمجھ سکے تھے۔ لیکن آپ نے ہمیں یہ بتا کر کہ آپ نے عمران صاحب کو دفنانے کے لئے گورکن کا روپ دھار کر خود ان کے لئے قبر تیار کی تھی ہمیں شرمندہ کر دیا ہے۔ آپ عظیم ہیں چیف اور ہم سب آپ کی عظمت کو سلام کرتے ہیں"۔ صفدر نے جذباتی لہجے میں کہا اور اٹھ کر اس نے واقعی فوجی انداز میں سلیوٹ کیا اس کے دیکھا دیکھی دوسرے ممبر بھی کھڑے ہو گئے اور ٹرانسمیٹر کی جانب دیکھتے ہوئے سلیوٹ کرنے لگے جیسے ٹرانسمیٹر کی بجائے ان کے سامنے ایکسٹو موجود ہو۔

"تھینک یو فرینڈز۔ اب آپ سب لوگ بیٹھ جائیں۔ میں نے آپ سب کے سامنے یہ جذباتی تقریر خود کو مقدم کرنے کے لئے نہیں کی۔ آپ سب کو یہاں بلانے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ آپ سب اپنی اپنی ڈیوٹیوں کو سمجھیں اور عمران کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلیں۔ عمران کے چلے جانے سے ہمارے درمیان جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ واقعی کسی صورت پر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کیا ہم پر فرض نہیں ہے کہ ہم ان ہاتھوں کو تلاش کریں جو عمران کی موت کے ذمہ دار ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم اس قدر قیمتی سرمائے سے محروم ہو گئے ہیں"۔ ایکسٹو

نے واقعی ان سب کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔

"وہ کون لوگ ہیں چیف جنہوں نے عمران صاحب کو ہلاک کیا ہے۔ کیا ان دنوں عمران صاحب کسی کیس پر کام کر رہے تھے"۔ خاور نے بڑے جذباتی لہجے میں پوچھا۔

"ہاں، ان دنوں پاکیشیا، خاص طور پر دارالحکومت میں مجرموں کی پراسرار سرگرمیاں ہو رہی ہیں۔ چند خفیہ مگر ایسے شواہد سامنے آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ پاکیشیا کی سالمیت ایک بار پھر کسی بڑے خطرے سے دوچار ہونے والی ہے۔ ان سرگرمیوں کا اصل ہدف دارالحکومت کے شمالی علاقے چاکور معلوم ہوتا ہے۔ چاکور میں اصل میں ان دنوں ایک خفیہ مقام پر ہمارا ایک سپیشل میزائل تیار کیا جا رہا ہے۔ اس میزائل کی طاقت اس وقت دنیا میں موجود تمام میزائلوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کی رینج اور اس میں وار ہیڈ لے جانے کی بے پناہ صلاحیت موجود ہے۔ اس میزائل پر ہمارے سائنس دان پچھلے کئی برسوں سے کام کر رہے تھے۔ جس میں انہوں نے حال ہی میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اب چاکور فیکٹری میں جو میزائل تیار کیا جا رہا ہے وہ اصل میں ایک تجرباتی میزائل ہے۔ جسے بہت جلد تیار کر کے اس کا تجربہ کر کے اس کی اصل رینج اور طاقت کا اندازہ لگایا جائے گا۔

ہمارے اس منصوبے کو ایک عرصہ سے خفیہ رکھا جا رہا تھا۔ اسی لئے اس کی تیاری کا تمام تر انتظام چاکور کے ایک خفیہ علاقے میں کیا گیا تھا۔ مگر پچھلے دنوں لیبارٹری سے ایک ایسا آدمی پکڑا گیا ہے جو

وائرلیس ٹرانسمیٹر پر نجانے کس کو اور کس جگہ کوڈ میں کوئی خفیہ پیغام دے رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنا پیغام کہیں ریکارڈ کرواتا اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا گیا مگر اس آدمی نے گرفت میں آنے سے پہلے نہ صرف ٹرانسمیٹر کو زمین پر مار کر توڑ دیا بلکہ اس نے دانتوں میں چھپائے ہوئے زہریلے کیپسول کو چبا کر خودکشی کر لی۔ تحقیقات کرنے پر بھی اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون تھا اور اس کا تعلق کس ملک سے تھا۔ مزید تحقیقات کرنے پر لیبارٹری سے دو مزید غلط آدمیوں کا بھی پتہ چلا تھا لیکن انہوں نے بھی زہریلے کیپسول چبا کر خودکشی کر لی۔ اس طرح ان دونوں کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ ان لوگوں کا تو کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ لیکن ان کے سامنے آنے اور وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر ملنے سے ایک بات کا واضح طور پر پتہ چل گیا تھا کہ ہمارے خفیہ میزائل پروگرام کی خبر کسی دشمن ملک کو ہو چکی ہے اور ظاہر ہے وہ اسی کوشش میں ہوں گے کہ یا تو اس میزائل سٹیشن کو ہی تباہ کر دیا جائے یا پھر اس میزائل کا اصل فارمولا حاصل کر لیا جائے تاکہ دشمن ملک جلد سے جلد اس میزائل کا اینٹی میزائل تیار کر سکے۔ تین آدمیوں کی ہلاکت کے بعد اس کیس کو باقاعدہ طور پر سیکرٹ سروس کے حوالے کیا گیا تھا۔ میں نے ذاتی طور پر عمران کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ سب سے پہلے ان تین آدمیوں کی تحقیقات کرے کہ وہ اصل میں کون تھے اور ان کا تعلق کس ملک سے تھا۔ عمران انہی پر کام کر رہا تھا کہ یہ سانحہ رونما ہو گیا۔

ان تمام باتوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کوئی تنظیم یہاں پہنچ چکی ہے اور اسے اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ ان کے تین خفیہ ایجنٹ ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور عمران اس سے پہلے کہ ان کی قومیت کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جائے انہوں نے عمران کو ہی ختم کر دیا"۔ یہ سب کہہ کر ایکسٹو خاموش ہو گیا۔

"اوہ، کیا لیبارٹری سے پکڑے جانے والے آدمیوں کی شکل و صورت سے بھی یہ پتہ نہیں لگایا جا سکا تھا کہ وہ کس قومیت کے ہیں"۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ تینوں میک اپ میں تھے۔ دوسرے انہوں نے منہ میں چھپے ہوئے جن زہریلے کیپسول کو کھایا تھا ان میں نجانے کس قسم کا زہر تھا کہ چند ہی لمحوں میں ان کے جسم گرم موم کی طرح پگھل گئے تھے۔ ان کے چہروں پر موجود ماسک بچ گئے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ماسک میک اپ میں تھے"۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"سر، عمران صاحب جن تین آدمیوں کی تحقیق کر رہے تھے کیا انہوں نے اس سلسلے میں آپ کو کوئی اطلاع یا ان کے بارے میں کوئی رپورٹ دی تھی"۔ خاور نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"میں تمہاری بات کا مقصد سمجھ رہا ہوں خاور۔ تم نے یہ بات اسی لئے پوچھی ہے ناں کہ اگر عمران نے مجھے ان آدمیوں کے بارے میں کوئی رپورٹ دی ہو تو تم اس پر مزید کام کر کے اس کے بارے میں

مزید معلومات حاصل کر سکو"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس سر۔ ہم عمران صاحب کی تحقیقات مکمل کر کے ان تک پہنچنا چاہتے ہیں جنہوں نے عمران صاحب کو ہلاک کیا ہے"۔ خاور نے سر ہلا کر کہا۔

"نہیں، عمران نے ابھی مجھے اس سلسلے میں کوئی رپورٹ نہیں دی تھی۔ تم اس کی عادت اچھی طرح سے جانتے ہو وہ جب تک کسی کام کو حتمی شکل نہیں دے لیتا اس وقت تک وہ ہر بات اپنے تک ہی محدود رکھتا تھا"۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"چیف، آپ ہمارے ذمے کیا ڈیوٹی لگانا چاہتے ہیں۔ ہم عمران صاحب کے قاتلوں کو تلاش کریں۔ ان تین آدمیوں کی قومیت کا کھوج لگائیں یا چاکو رجا کر میزائل سٹیشن کی حفاظت کریں"۔ تنویر جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھا تھا، نے کہا۔

"ان تینوں پوائنٹس پر کام کرنا ہے کیونکہ یہ سب ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ تم تین تین ساتھیوں کا گروپ بنا لو۔ ایک گروپ چاکو رجائے گا، ایک تین آدمیوں کی حقیقت پتہ لگانے کی کوشش کرے گا اور تیسرا گروپ ان افراد یا فرد کو تلاش کرے گا جو عمران کی موت کے ذمہ دار ہیں"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"سر عمران صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوتے دیکھا تھا۔ پہلے تو مجھے ایسا لگا تھا جیسے کسی نے ان کے سینے پر گولی ماری ہے کیونکہ وہ فلیٹ سے نکل کر جب باہر آئے تھے تو اچانک چیخ کر

زوردار جھٹکا کھا کر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر گرے تھے اور پھر جب میں اور مس جولیا اوپر پہنچے تو اچانک ان کا جسم دھماکے سے پھٹ گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کے جسم کے ساتھ کسی نے بم باندھ رکھا ہو اور سر جب وہ فلیٹ سے باہر آئے تھے تو بے حد ہراساں اور گھبرائے ہوئے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے انہیں کسی سے موت کا خطرہ ہو۔ میں نے زندگی میں پہلے کبھی عمران صاحب کو اس قدر ہراساں اور گھبراہٹ زدہ نہیں دیکھا تھا"۔ صفدر نے عمران کی موت کا منظر یاد کرتے ہوئے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔ ایکسٹو نے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔ دوسرے ممبر بھی غور سے صفدر کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"سب سے پہلی بات یہ کہ عمران صاحب اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں تھے۔ دوسری یہ کہ اگر ان کے جسم پر بم بندھا ہوا تھا تو وہ اسے کھول کر پھینک کیوں نہیں سکے۔ تیسری سب سے اہم بات یہ ہے کہ عمران صاحب کے جسم پر اگر واقعی بم بندھا ہوا تھا اور جب وہ دھماکے سے پھٹا تھا تو صرف ان کا جسم ہی کیوں ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا۔ عام طور پر اگر کہیں بم پھٹے تو کم از کم اردگرد کی عمارتوں کے شیشے ضرور ٹوٹ جاتے ہیں مگر وہ دھماکہ بے حد معمولی سا تھا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمران صاحب کے جسم میں اس قدر کوئی گیس یا ہوا بھر گئی تھی کہ دھماکہ ہوا اور ان کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے۔ کیا ایسا ہونا ممکن ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ویری گڈ صفدر، تم نے واقعی میری توجہ نہایت اہم نکتے کی طرف دلائی ہے۔ میں نے احتیاطاً عمران کے خون اور اس کے گوشت کے چند ٹکڑے نمونے کے طور پر محفوظ کر لئے تھے اور ان کا کیمیکل ٹیسٹ کروانے کے لئے بھیج دیا تھا۔ جس کی رپورٹ ابھی تک مجھے موصول نہیں ہوئی۔ اگر رپورٹ میں ایسی کسی بات کا پتہ نہ چلا تو میں ان نمونوں کا سپیشل ٹیسٹ کرواؤں گا"۔ ایکسٹو نے صفدر کی ذہانت پر اسے داد دیتے ہوئے کہا۔

"سر مس جولیا تو ابھی ہسپتال میں ہیں۔ یہاں میں، تنویر نعمانی، صدیقی، خاور اور چوہان موجود ہیں۔ ہم چھ افراد ہیں۔ تین تین افراد کا دو گروپ ہو گیا۔ تیسرا گروپ کن کا ہو گا اور ہماری اور ان کی ذمہ داری کیا ہو گی"۔ صفدر نے پوچھا۔

"تم تنویر اور چوہان ایک گروپ بنا لو اور چاکور کی جانب روانہ ہو جاؤ۔ نعمانی، صدیقی اور خاور دوسرا گروپ ہو گا جو تین پراسرار آدمیوں کے سلسلے میں کام کرے گا۔ تیسرا گروپ جولیا، جوزف اور ایک نئے آدمی کا ہو گا جو عمران کے قاتلوں کی تلاش کا کام کرے گا"۔ ایکسٹو نے ان کی گروپ بندی کرتے ہوئے کہا۔

"نیا آدمی۔ یہ نیا آدمی کون ہے"۔ ان سب نے چونک کر ایک ساتھ کہا۔

"تم اسے اچھی طرح سے جانتے ہو۔ چند منٹ اور انتظار کر لو بس وہ آنے ہی والا ہے"۔ ایکسٹو نے کہا اس کے لہجے میں عجیب سی

پراسراریت تھی۔ جو ممبران سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔

"کیا وہ سیکرٹ سروس کا نیا ممبر ہو گا"۔ چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو وہ تمہارے ساتھ کام کرے گا۔ اگر اس میں واقعی صلاحیتیں ہوئیں جو سیکرٹ سروس کے معیار پر پوری اترتی ہوں گی تو اسے سیکرٹ سروس میں شامل بھی کیا جا سکتا ہے"۔ ایکسٹو نے متانت سے کہا۔

"اس کا نام کیا ہے سر"۔ صفدر نے بے قراری سے پوچھا۔ شاید وہ سب اپنے نئے ساتھی کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔

"اور سر کیا وہ پہلے کبھی ہمارے ساتھ کام کر چکا ہے"۔ تنویر نے بھی جلدی سے پوچھا۔

"ہمارے ساتھ تو اس نے کام نہیں کیا لیکن عمران کے ساتھ اس کا گہرا تعلق تھا۔ عمران کے مطابق اس شخص میں اتنی صلاحیتیں ہیں کہ کسی موقع پر وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کر سکے۔ اس وقت ہم میں عمران نہیں ہیں اس لئے میں نے کچھ سوچ کر اسے بلا لیا ہے"۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"اگر وہ عمران صاحب کے ساتھ کام کرتا رہا ہے تو پھر اس میں یقیناً کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہو گی۔ ورنہ عمران صاحب کے معیار پر اترنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے"۔ صدیقی نے کہا اور اس کی تقلید میں سب نے گردنیں ہلا دیں۔

"ہاں، ایک بات کا دھیان رکھنا۔ میں نے اسے خاص طور پر تم لوگوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہے۔ کسی بھی موقع پر اس کا مذاق مت اڑانا۔ تم اسے اچھی طرح سے جانتے ہو مگر تم نے اسے ایک عام اور بے ضرر روپ میں دیکھا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ جب وہ یہاں آئے تو تمہیں اسے دیکھ کر شدید حیرت ہو لیکن میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس میں کچھ ایسی صلاحیتیں ہیں۔ جب وہ تمہارے ساتھ کام کرے گا تو تم خود بھی اس کے کام سے حیران رہ جاؤ گے اور تمہیں یقین ہو جائے گا کہ ایکسٹو کی نظر میں ہر وہ شخص اہمیت کا حامل ہے جو عمران جیسے انسان کے ساتھ رہ چکا ہو"۔ ایکسٹو جس انداز میں عمران کی تعریفیں کر رہا تھا سیکرٹ سروس کے ممبروں کے دلوں میں اس کی عزت اور اس کا مرتبہ اور زیادہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"چیف آپ جس شخص کی اتنی تعریفیں کر رہے ہیں اس کا کم از کم ہمیں نام ہی بتا دیں۔ حیرت اور بے چینی سے ہمارا برا حال ہوتا جا رہا ہے"۔ خاور نے واقعی انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"اس کا نام۔ اوہ، لو وہ آ گیا۔ نام سن کر کیا کرو گے خود ہی اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ صفدر اٹھ کر دروازہ کھولو"۔ ایکسٹو نے کہا اور صفدر سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے ممبر بھی اٹھ گئے تھے شاید ان سب کا اپنے نئے ساتھی کو دیکھنے کے لئے دل بے قرار ہو رہا تھا۔ صفدر نے ان سب کی طرف دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر میٹنگ ہال کا دروازہ کھول دیا۔

دروازہ کھولتے ہی جیسے ہی اس کی نظر باہر موجود ایک شخص پر پڑی وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ اسے دیکھ کر سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبر بھی بری طرح سے اچھل پڑنے پر مجبور ہو گئے تھے اور ان سب کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے یوں پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

ایکسٹو نے جس شخص کی اس قدر تعریفیں کی تھیں وہ شخص کوئی اور نہیں عمران کا باورچی سلیمان تھا۔ جو آنکھیں جھپک جھپک کر ان کی جانب یوں دیکھ رہا تھا جیسے کسی الو کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔

جیسے ہی ٹرانسمیٹر آن ہوا ہال نما کمرے میں ایک میز کے گرد بیٹھی ہوئی چاروں لڑکیاں یکدم چونکی ہو گئیں۔

وہ چاروں نہایت خوبصورت اور جوان لڑکیاں تھیں ان میں تین لڑکیوں کا رنگ تو بے حد دلکش اور تروتازہ پھول کی طرح کھلتا ہوا نظر آ رہا تھا البتہ چوتھی لڑکی کا رنگ سیاہ تھا۔ سیاہ رنگت ہونے کے باوجود اس کے نین نقش بے حد تیکھے تھے اور کسی بھی طرح وہ ان سے کم خوبصورت نہ دکھائی دے رہی تھی۔ ان چاروں نے ایک ہی رنگ کے چست لباس پہن رکھے تھے۔ ان چاروں کے چہروں پر سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ ان کے سپاٹ چہروں کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے ہنسنا تو درکنار وہ دھیرے سے مسکرانا بھی نہ جانتی ہوں۔

ٹرانسمیٹر کے آن ہوتے ہی سیاہ رنگت والی لڑکی نے اٹھ کر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے پہلے ہلکی ہلکی موسیقی کی

آواز نکلی پھر اس میں سے ہلکا سا شور بلند ہوا جیسے سمندر کی لہریں اچھل اچھل کر چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔

"ہیلو۔ ہیلو بگ باس کالنگ یو۔ کیٹس کیا تم میری آواز سن رہی ہو"۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز نکلنے لگی۔

"یس باس۔ ہم آپ کی آواز بخوبی سن رہی ہیں"۔ سیاہ رنگت والی لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے اپنے کوڈ بتاؤ"۔ دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیٹ ون۔ ریٹا"۔ اس لڑکی نے کہا۔

"کیٹ ٹو۔ روزی"۔ اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی دوسری لڑکی نے کہا۔

"کیٹ تھری۔ کیتھی"۔ تیسری لڑکی نے کہا۔

"کیٹ فور۔ شارکی سپیکنگ باس"۔ چوتھی لڑکی نے جلدی سے کہا۔

"گڈ۔ پاکیشیا پہنچنے میں تمہیں کوئی دقت تو نہیں ہوئی"۔ بگ باس نے پوچھا۔ میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جدید طرز کا تھا جس میں رسیور اور مائیک دونوں لگے ہوئے تھے اس لئے اس میں بار بار اوور کہنے کا جھنجھٹ نہیں تھا۔ اس میں دونوں اطراف سے گفتگو اس انداز میں ہو رہی تھی جیسے ٹیلی فون پر ہوتی ہے۔

"نہیں باس۔ پاکیشیا پہنچنے میں ہمیں بھلا کیا دقت ہو سکتی ہے۔

ہم یہاں اطمینان اور سکون سے پہنچ گئی تھیں"۔ کیٹ ون ریٹا نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ۔ تم لوگوں کو پاکیشیا میں کیا کرنا ہے اس کے لئے روانگی سے قبل تمہیں بریفنگ دے دی گئی ہے۔اس لئے اس سلسلے میں مجھے تم سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں کال کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ تم چاروں کو یہاں جس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے اس کے لئے تمہیں ہتھیار، رہائش گاہیں اور استعمال کے لئے کاروں کی لامحالہ ضرورت پڑے گی۔ یہاں کی ایک سپر سینڈیکیٹ جس کا نام وائٹ سینڈیکیٹ ہے کو تمہاری آمد کی اطلاع دے دی گئی ہے۔وائٹ کنگ کا سربراہ راجر ہے جسے کوڈ میں وائٹ کنگ کہا جاتا ہے۔اس کا پتہ اور فون نمبر نوٹ کر لو۔اس نے تمہاری رہائش اور تمہاری دوسری تمام ضروریات کا سامان تیار کر رکھا ہے۔ تم چاروں ایک دوسرے سے الگ الگ رہ کر کام کرو گی۔آپس میں رابطہ اور مشورے کے لئے تم بی تھری ٹرانسمیٹر سے کام لے سکتی ہو۔ اس ملک میں تمہیں انتہائی تیز رفتاری اور جنون سے کام کرنا ہوگا۔ ہر گلی، بازار اور سڑکیں خون سے رنگ دو۔ بڑی بڑی عمارتیں اور پلازوں کو راکھ کر ڈھیر بنا دو۔ ہر جگہ اپنی وحشت کا ایسا سکہ جما دو کہ پاکیشیا کے لوگ خود کو گھروں میں مقید کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ کاروباری مراکز بند ہو جائیں اور سڑکیں اور گلیاں ویران ہو جائیں۔ جس جگہ بھی تم کارروائی کرنا اپنا مخصوص کیٹس کا نشان ضرور چھوڑ کر

جانا تاکہ پاکیشیا کے لوگ پاکیشیا میں عام بلیاں بھی دیکھ لیں تو خوف کے مارے ان کے دل دھڑکنا بھول جائیں۔جب تک تم ایسی خوفناک کارروائیاں نہیں کرو گی اس وقت تک پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوگی۔ تمہیں کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو ان کے بلوں سے باہر لانا ہے اور انہیں ہر ممکن طریقے سے اپنے ساتھ الجھائے رکھنا ہے اور انہیں کسی بھی حالت میں ختم کرنا ہوگا۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کے نام ان کے حلیئے اور ان کی تعداد کے بارے میں تمہیں وائٹ کنگ سے رپورٹ مل جائے گی۔

تم چاروں کی کارکردگی بے مثال ہے اور تمہیں ہم نے خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نپٹنے کے لئے ہی تیار کیا ہے۔اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس چوہوں سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے۔مگر ان چوہوں کو بعض اوقات شیر بننے میں دیر نہیں لگتی۔ میں بگ باس تمہیں اس بات کی سختی سے ہدایات دیتا ہوں کہ جیسے ہی سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر تمہارے سامنے آئے وقت ضائع کئے بغیر اسے اسی وقت ہلاک کر ڈالنا۔عام طور پر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بات پہلے کرتے ہیں اور گولی بعد میں چلاتے ہیں مگر تم چاروں کو اس اصول کے الٹ چلنا ہوگا۔ گولی پہلے اور بات بعد میں۔ تم سمجھ رہی ہو میں تم سے کیا کہہ رہی ہوں"۔ دوسری طرف سے انتہائی سرد مہری سے کہا گیا۔

"یس باس۔ہم آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کریں گے۔ اگر آپ حکم دیں تو یہاں کی سیکرٹ سروس تو کیا ہم پورے پاکیشیا کو ہی مٹا کر رکھ دیں گی"۔ کیٹ ون ریٹا نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں جو حکم دیا گیا ہے صرف اسی پر عمل کرو۔ ملک کو مٹانا ہوتا تو اس کے لئے مجھے تمہاری یا تمہارے کسی مشورے کی ضرورت نہیں تھی"۔ باس نے انتہائی غزاہٹ آمیز لہجے میں کہا اور اس کی غزاہٹ سن کر وہ چاروں سہم گئیں۔

"آئی ایم سوری باس۔ مجھ سے غلطی ہو گئی"۔ کیٹ ون نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری پہلی اور آخری غلطی ہونی چاہئے کیٹ ون۔ تم صرف حکم کی پابند ہو جتنا کہا جائے اس پر عمل کرنا تمہاری ذمہ داری ہے سمجھیں"۔ باس کا لہجہ انتہائی غضبناک تھا۔

"یس باس۔ مم، میں سمجھ گئی"۔ کیٹ ون نے خوف سے تھوک نگل کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم اسی وقت وائٹ کنگ کی جانب روانہ ہو جاؤ اور اپنا کام شروع کر دو۔ اپنی کارکردگی کی رپورٹ تم وائٹ کنگ کو ہی دیتی رہنا۔ میں سب کچھ اسی سے پوچھ لیا کروں گا"۔ باس نے کہا اس کے لہجے میں بدستور زخمی سانپ کی سی پھنکار تھی۔

"یس باس"۔ ان چاروں نے کہا اور ایک ساتھ اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ جیسے ہی وہ کرسیوں سے اٹھیں میز پر رکھے ہوئے

ٹرانسمیٹر کا رنگ یکلخت سرخ ہو گیا اور پھر وہ یوں جل کر راکھ ہو گیا جیسے لکڑی آگ لگنے سے جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ کیٹس نے ایک طویل سانس لی اور ایک دوسرے کو دیکھتی ہوئیں ایک ایک کر کے وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔ یہ ایک بڑے اور شاندار فائیو سٹار ہوٹل کا کمرہ تھا جہاں وہ اپنے باس کی ہدایات پر اکٹھی ہوئی تھیں اور اب وہاں سے واپس جا رہی تھیں۔

جولیا نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں اور پھر اس کی نگاہیں جیسے سفید چھت پر جم کر رہ گئیں۔ چند لمحے وہ یونہی لاشعور کی کیفیت میں پڑی رہی پھر اچانک اس کی نگاہوں کے سامنے عمران کا مسکراتا ہوا چہرہ آ گیا۔ اس نے عمران کے چہرے کو چھونے کے لئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا اور اس نے عمران کے سر کے پرخچے اڑتے دیکھے۔ ہر طرف خون اور گوشت کے لوتھڑے بکھر گئے تھے۔

"عمران"۔ خون اور گوشت کے لوتھڑوں کو دیکھ کر جولیا کے ذہن میں جیسے ہلچل سی مچ گئی۔ اس کے منہ سے "عمران" پورے زور اور قوت سے نکلا تھا۔ جس کی وجہ سے کمرہ عمران کے نام سے گونج کر رہ گیا تھا اور جولیا ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

وہ اس وقت فاروقی ہسپتال کے سپیشل روم میں تھی۔ کمرے میں

اس کے سوا کوئی موجود نہ تھا اور کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔ جولیا نے اپنے منہ پر چڑھا ہوا آکسیجن ماسک ایک جھٹکے سے اتار پھینکا تھا اور اب وہ بڑی بے دردی سے اپنے بازوں میں لگی ہوئی ڈرپس کی سوئیاں نکال رہی تھی۔

اس کی تیز آواز سن کر کمرے کے باہر سے تیز تیز قدموں کی آواز ابھری اور پھر یکدم دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا ڈاکٹر فاروقی تھا۔ اس نے جو جولیا کو ہوش میں اور اسے بازوؤں سے اس بری طرح سے سوئیاں نکالتے دیکھا تو وہ بوکھلا گیا اور تیزی سے جولیا کی جانب بڑھ آیا۔

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں مس۔ مس جولیا"۔ اس نے جولیا کے قریب آکر اس کا بازو پکڑ کر تیز لہجے میں کہنا چاہا مگر اسی وقت جولیا نے اپنا ہاتھ گھمایا۔ اس کا گھومتا ہوا ہاتھ ڈاکٹر فاروقی کے سینے پر پڑا تھا جو اپنی جگہ سے اچھل کر دور جا گرا۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتا جولیا تمام سوئیاں اتار کر تیزی سے بستر سے اتر آئی۔

"مس جولیا۔ مس جولیا۔ پلیز میری بات سنیئے۔ رک جایئے۔ رک جایئے مس جولیا آپ کہاں جا رہی ہیں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے جولیا کو بستر سے اتر کر تیزی سے دروازے کی جانب لپکتے دیکھ کر گھبرا کر کہا مگر جولیا کے ذہن میں تو جیسے دیوانگی چھائی ہوئی تھی۔ وہ ڈاکٹر فاروقی کی آواز تک نہیں سن رہی تھی۔ تیزی سے بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر

نکل گئی۔ یہ دیکھ کر ڈاکٹر فاروقی بری طرح بوکھلا گیا اور تیزی سے اٹھ کر جولیا کے پیچھے بھاگنے لگا۔ اس نے چیخ چیخ کر اپنی مدد کے لئے دوسرے ڈاکٹروں، نرسوں اور وارڈ بوائے کو آوازیں دینا شروع کر دی تھیں۔ پھر راہداری میں موجود ہسپتال کا عملہ جولیا کو روکنے کی کوشش کرنے لگا۔ جولیا نے دیوانگی کے عالم میں اچھل اچھل کر انہیں مارنا شروع کر دیا۔

"ہٹ جاؤ۔ ہٹ جاؤ میرے راستے سے ورنہ عمران کی موت کا بدلہ لینے کے لئے میں تم سب کو مار ڈالوں گی"۔ اس نے اپنے سامنے آنے والے دو ڈاکٹروں کو دیکھ کر انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں اور چہرہ خون کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور وہ اس وقت واقعی ایک خونخوار شیرنی دکھائی دے رہی تھی۔

"نہیں، ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے مس۔ آپ کی حالت ایسی نہیں کہ ہم آپ کو کہیں جانے دیں"۔ ایک ڈاکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا کے حلق سے خوفناک غراہٹ نکلی۔ ساتھ ہی اس نے اچھل کر ان ڈاکٹروں پر حملہ کر دیا۔ دونوں ڈاکٹر بری طرح سے چیختے ہوئے پیچھے جا گرے۔ جولیا نے ان کے اوپر سے چھلانگ لگائی اور تیزی سے سامنے مین دروازے کی جانب بھاگتی چلی گئی۔ اسے جو روکنے کی کوشش کرتا جولیا اسے نہایت غصیلے اور نفرت بھرے انداز میں اچھال کر دور پھینک دیتی اور پھر جیسے سارے کا سارا ہسپتال جولیا کے پیچھے لگ گیا۔ مگر جولیا کا دماغی توازن بگڑا ہوا تھا۔ وہ کسی

چھلاوے کی طرح ہسپتال میں بھاگ رہی تھی اور جیسے ہی اس کے سامنے مین دروازہ آیا اس نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور تقریباً اڑتی ہوئی دروازے سے ہوتی ہوئی باہر جا گری۔ کیونکہ دروازے کے قریب موجود ایک چوکیدار نے اسے دیکھ کر دروازہ بند کرنے کی کوشش کی تھی۔ جتنی دیر میں وہ دروازہ بند کرتا جولیا باہر جا چکی تھی۔ زمین پر گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور پھر ہسپتال کے مین گیٹ کی جانب بھاگتی چلی گئی۔ گیٹ کراس کرتے وہ جیسے ہی سڑک پر آئی ایک طرف سے آنے والی ایک تیز رفتار کار کے ٹائر شدید احتجاج کے طور پر بری طرح سے چیخ اٹھے اور کار سڑک پر سیاہ رنگ کی لکیریں کھینچتی ہوئی جولیا سے عین ایک فٹ کے فاصلے پر ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ کار والا اگر عین وقت پر بریک پر پاؤں نہ رکھ دیتا تو جولیا کا کار کے ساتھ حادثہ ناگزیر ہو چکا تھا۔ اس قدر تیز رفتار کار سے ٹکرا کر وہ یقینی طور پر ہلاک ہو سکتی تھی۔ اس نے نہایت خونخوارانہ نظروں سے کار ڈرائیور کی جانب دیکھا تھا جیسے کار کو اس طرح روک کر اس نے کوئی بہت بڑا جرم کیا۔ پھر مڑ کر وہ بھاگنے ہی لگی تھی کہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گئی اور کار کے ڈرائیور کو مڑ کر غور سے دیکھنے لگی۔

کار سے نوجوان نکلا اور تیر کی طرح اس کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار تھے۔ جولیا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

"تت، تم زندہ ہو"۔ جولیا نے نوجوان کی جانب انگلی اٹھا کر

لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تو زندہ ہوں مگر لگتا ہے تمہیں اپنی زندگی سے ذرا بھی پیار نہیں ہے جو اس طرح بھاگتی ہوئی میری کار کے آگے آگئی تھیں۔ اگر میں نے بروقت بریک نہ لگا دی ہوتی تو تمہارے ٹکڑے سڑک پر پڑے تڑپ رہے ہوتے"۔ نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تت، تم زندہ ہو۔ یہ، یہ کیسے ممکن ہے۔ مم، میں نے تو خود اپنی آنکھوں سے تمہیں۔ اوہ، اوہ شاید۔ شاید میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مم، میں پاگل ہو گئی ہوں"۔ جولیا نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا تھا اور یوں لہرانے لگی تھی جیسے ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑے گی۔ اردگرد سے گزرنے والے لوگ چونک چونک کر ان کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

"ہوش کرو جولیا۔ میں زندہ ہوں۔ اگر زندہ نہ ہوتا تو تمہارے سامنے کیسے کھڑا ہوتا۔ اپنے آپ کو سنبھالو۔ آؤ میرے ساتھ کار میں بیٹھو اور مجھے اور خود کو یوں تماشہ نہ بناؤ"۔ نوجوان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ جولیا نے ایک بار پھر چونک کر اس کا چہرہ دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر جیسے رونق سی آتی چلی گئی۔

"عمران۔ تت، تم اوہ خدایا یہ سچ مچ عمران ہی ہے۔ مم، مجھے اپنی آنکھوں پر یقین کیوں نہیں آرہا"۔ جولیا نے فرط مسرت سے کانپتے ہوئے کہا۔ اس کے سامنے واقعی عمران کھڑا تھا۔ وہی عمران جسے جولیا نے خود اپنی آنکھوں سے گولی کھا کر لٹتے پھر اس کے جسم کو کسی بم

کی طرح پھٹتے دیکھا تھا لیکن اب عمران اس کے سامنے یوں جیتا جاگتا نظر آرہا تھا جیسے مرنے والا عمران نہیں ہو بلکہ کوئی اور تھا۔

"تمہیں یقین دلانے کے لئے لگتا ہے مجھے سربازار لوگوں کے جوتے کھانے پڑیں گے۔ آؤ میرے ساتھ"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر جولیا کا بازو پکڑ کر اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا کار میں لے گیا۔ ہسپتال کا عملہ اور ڈاکٹر فاروقی جو اب جولیا کے قریب پہنچ گئے تھے عمران کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔ جولیا کو اگلی سیٹ پر بٹھا کر عمران تیزی سے کار کی دوسری جانب سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا اور پھر اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی کیونکہ راہ چلتے ہوئے لوگ جو اب رک کر ان کی جانب دیکھ رہے تھے انہوں نے بے اختیار ہنسنا شروع کر دیا تھا۔ عمران ہونٹ بھینچے کار ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ جولیا ابھی تک یک ٹک اس کی جانب دیکھے جا رہی تھی۔

"عمران تم"۔ جولیا نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ، خاموشی سے بیٹھی رہو"۔ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور جولیا اس کا لہجہ سن کر بوکھلا گئی۔

"کہاں لے جا رہے ہو تم مجھے"۔ جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"جہنم میں"۔ عمران غرایا اور جولیا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ عمران کا اس قدر سخت رویہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ وہ عمران سے بہت کچھ

پوچھنا چاہتی تھی لیکن ایک تو عمران حد سے زیادہ سنجیدہ تھا اور دوسرے اس کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی جولیا نے اس سے کوئی اور بات کی تو وہ اسے چلتی کار سے نیچے دھکا دے دے گا۔ اس لئے جولیا نے خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔ عمران کی ہولناک موت دیکھ کر اسے جو ذہنی صدمہ پہنچا تھا۔ اسے زندہ سلامت دیکھ کر اس کا ذہن اعتدال پر آتا جا رہا تھا اور وہ خود کو بے حد ہلکی پھلکی محسوس کر رہی تھی۔ اسے وہ سب ایک خواب کی طرح معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اور صفدر عمران کا گھیراؤ کرنے کے لئے اس کے فلیٹ کی طرف گئے تھے تو انہوں نے اچانک عمران کو فلیٹ سے نکلتے ہی جھٹکا کھا کر الٹتے اور پھر اس کے جسم کو کسی بم کی طرح پھٹتے دیکھا تھا۔ وہ خواب تھا یا وہ اب خواب دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سلسلے میں عمران سے بات کرنا چاہتی تھی مگر عمران کا بدلا ہوا رویہ اور اسے شدید غصے میں دیکھ کر اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ عمران سے کچھ پوچھ سکے۔ اس نے عمران کو ایک بار پھر دیکھا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے اس نے کار کی سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی پھر عمران نے ایک عمارت کے پاس لے جا کر کار روک لی۔ کار کے رکتے ہی جولیا نے آنکھیں کھول دیں۔ عمارت دانش منزل کی تھی۔ دانش منزل کو دیکھ کر جولیا ایک بار پھر چونک پڑنے پر مجبور ہو گئی اور استفہامیہ نظروں سے عمران کی جانب دیکھنے لگی مگر عمران جیسے اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

اس نے کار میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو دانش منزل کا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی پورا گیٹ کھلا عمران کار عمارت کے اندر لے گیا۔ جونہی کار دانش منزل میں داخل ہوئی عقب میں گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔ عمران نے کار کا انجن بند کیا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"باہر آؤ"۔ عمران نے جولیا کی جانب دیکھے بغیر سرد لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندرونی عمارت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ جولیا کچھ نہ سمجھتے ہوئے کار سے اتری اور اس کے پیچھے چلنے لگی۔ خود کو ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر میں پا کر اس کے دل میں عجیب سے خوف کا احساس ہو رہا تھا۔ نجانے عمران اسے یہاں کیوں لایا تھا۔ اگر عمران چیف کو بتا دیتا کہ وہ کس طرح ہسپتال سے بھاگ کر سڑک پر آئی تھی تو چیف نجانے اس سے کس انداز میں پیش آتا۔ اس خیال سے ہی جولیا کی جان نکلی جا رہی تھی۔ لیکن اب جو ہونا تھا وہ تو ہو کر ہی رہنا تھا کیونکہ وہ اس وقت ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر میں آ چکی تھی اور لامحالہ ایکسٹو نے عمران اور اسے دانش منزل میں داخل ہوتے دیکھ لیا ہو گا۔ اب وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

"تم اس کمرے میں بیٹھو۔ میں ابھی آتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور جولیا سر ہلا کر اس کمرے میں چلی گئی۔ کمرہ ڈرائنگ روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ جولیا ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ اس کے ذہن میں عجیب سی خلفشار ہو رہی تھی۔ چہرے اور آنکھوں میں شدید الجھن کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں عمران واپس آ گیا۔ اس کے

ہاتھوں میں چائے کے دو کپ تھے۔اس نے ایک کپ جولیا کی جانب بڑھا دیا۔جولیا نے حیرت سے سر جھٹکتے ہوئے اس سے کپ لے لیا۔

"عمران، یہ سب کیا ہے۔مجھے بتاؤ۔یہ سب کیا ہو رہا ہے ورنہ شدید حیرت اور پریشانی کی وجہ سے میرا دماغ پھٹ جائے گا۔میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں ہلاک ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے اور پھر۔اور پھر شاید میں ذہنی صدمے سے بے ہوش ہو گئی تھی۔جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھی مگر اس وقت میری ذہنی کیفیت ایسی تھی کہ مجھ سے کچھ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔میری آنکھوں کے سامنے تمہارے ٹکڑے اور خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔میرا دل چاہ رہا تھا کہ جو بھی میرے سامنے آئے میں اس کے اسی طرح ٹکڑے اڑا کر رکھ دوں جس طرح میں نے تمہارے ٹکڑے اڑتے دیکھے تھے۔پھر اچانک تم میرے سامنے آ گئے۔تمہیں اس طرح جیتا جاگتا دیکھ کر مجھے خوشی تو بے حد ہو رہی ہے مگر وہ منظر۔میں اس منظر کو کیسے بھول سکتی ہوں اور اب تم مجھے یہاں چیف کے ہیڈ کوارٹر میں لے آئے ہو اور یہاں لا کر ایسے چائے پلا رہے ہو جیسے اس ہیڈ کوارٹر کے تم ہی مالک ہو اور تم ہی ایکسٹو ہو"۔جولیا سے رہا نہ گیا تو تیز تیز لہجے میں کہتی چلی گئی۔

"اگر میں کہوں کہ واقعی میں ہی ایکسٹو ہوں تو پھر"۔عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مارے حیرت اور خوشی سے میں مر ہی جاؤں گی"۔جولیا نے

کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جولیا ایک بات بتاؤ۔تم نے سیکرٹ سروس کس لئے جوائن کی تھی"۔عمران نے اچانک پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں، تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو"۔جولیا نے حیرانی سے پوچھا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا"۔عمران نے ایک بار پھر اپنا لہجہ بدل لیا تھا۔اس کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی جسے محسوس کر کے جولیا کانپ اٹھی تھی۔

"میں اس ملک اور اس ملک کے لوگوں سے محبت کرتی ہوں اور ان کی خدمت کرنا چاہتی ہوں"۔جولیا نے سر جھٹک کر جواب دیا۔

"کیا تمہیں سیکرٹ سروس جوائن کرنے کے لئے کسی نے زبردستی مجبور کیا تھا"۔عمران کا لہجہ تلخ ہوتا جا رہا تھا۔

"نن، نہیں"۔جولیا نے جلدی سے کہا۔

"ہوں۔سیکرٹ سروس کی تمہاری نظر میں کیا اہمیت ہے یا تمہارے خیال میں کیا ہونی چاہئے"۔عمران نے کہا۔

"سیکرٹ سروس ملک و قوم کے مفاد کے لئے کام کرتی ہے اور ملک کی آن و بقاء کے لئے غیر ملکی عناصر کا مقابلہ کرتی ہے۔دشمنوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کے خلاف کام کر کے یا تو ان کا خاتمہ کر دیتی ہے یا پھر ضرورت پڑنے پر ملکی مفاد کے لئے جان بھی دے دیتی ہے۔مگر تم مجھ سے یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔آخر تمہارے اس انٹرویو کا مقصد کیا ہے"۔جولیا نے جواب دے کر جھلاہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دیکھو جولیا، تم نے ابھی خود ہی کہا ہے کہ جہاں ملکی مفاد کی بات ہو وہاں سیکرٹ سروس کے ممبروں یا پھر ملک کی حفاظت کرنے والوں کو جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ ملک کی بقاء کے لئے بعض اوقات دشمنوں سے لڑتے ہوئے سرحدوں پر ہزاروں فوجی اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ ان فوجوں کی بھی اپنی ایک زندگی ہوتی ہے۔ کوئی کسی کا بھائی ہوتا ہے، کوئی کسی کا شوہر۔ کوئی کسی کا بیٹا۔ مگر وہ سب کچھ چھوڑ کر سرحدوں پر دشمنوں کا مقابلہ کرنے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور جب دشمنوں کی گولیوں کا شکار ہوتے ہیں تو ان کے رشتہ دار، ان کے عزیزان کی لاشوں پر روتے نہیں بلکہ انہیں شہید کہہ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح ہماری یعنی سیکرٹ سروس کا بھی ایسے دشمن عناصر سے سابقہ پڑتا ہے جن کے سر کچلنے کے لئے ہمیں بھی سر دھڑ کی بازی لگانا پڑتی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہی ہے کہ جب سے ہماری سیکرٹ سروس معرض وجود میں آئی ہے ہم میں سے کسی ایک شخص کو بھی ملک و قوم پر قربان ہونے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ تمہارا کیا خیال ہے اگر ہم میں سے کوئی ایک ملک و قوم کے دشمنوں سے لڑتے ہوئے یا ان کی کسی سازش کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے تو کیا وہ شہید نہیں ہوگا۔ کیا اس کی شہادت پر ہمیں فخر نہیں ہونا چاہئے"۔ عمران کا ایک ایک لفظ تیر کی طرح جولیا کے سینے میں چبھ رہا تھا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کی جانب یوں دیکھ رہی تھی جیسے اس کے سامنے عمران کے بجائے کسی دوسری دنیا کی

مخلوق ہو۔

" بالکل ہوگا۔ اس بات کا جتنا فخر ہمیں ہوگا اتنا شاید ہی کسی اور کو ہو"۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ جو ذی روح اس دنیا میں آتی ہے اسے ایک روز واپس بھی جانا ہے۔ اپنے مالک حقیقی کے پاس"۔ عمران نے جولیا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر عجیب اور پراسرار تھا کہ جولیا کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی اور اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہوتا جا رہا تھا۔

" عم، عمران تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ تمہیں جو کہنا ہے کھل کر کہو اس قدر تمہید مت باندھو"۔ اس نے کہا۔

" ہوں، اگر میں کہوں کہ ہماری سیکرٹ سروس کا ایک ممبر دشمنوں کی سازش کا شکار ہو کر جام شہادت نوش کر چکا ہے تو"۔ عمران نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" کک، کون۔ کس کی بات کر رہے ہو"۔ جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کے دل میں جو شکوک سر ابھار رہے تھے آخرکار عمران نے اس سے وہ بات کر ہی دی تھی۔

" عمران"۔ عمران نے نہایت پراسرار لہجے میں کہا اور جولیا بری طرح سے اچھل پڑی۔

" عم، عم۔ عمران۔ مم، مگر تم تو ...." جولیا نے ہکلا کر اور آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"عمران کو تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوتے دیکھا تھا جولیا۔اس کے جسم کے ہزاروں ٹکڑے ہوئے تھے ۔اس حقیقت کو تسلیم کرواور اس بات کو ذہن میں رکھو کہ ایک تو عمران ہماری طرح کا ہی انسان تھادوسرے وہ جس قدر دشمنوں میں گھرا رہتا تھا یہ تو اس کی خوش نصیبی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ کام کرتا چلا آرہا تھا ورنہ اب تک دشمنوں کے ہاتھوں وہ نہ جانے کب کا ہلاک ہو چکا ہوتا"۔عمران نے کہا اور جولیا اس کی جانب یوں دیکھ رہی تھی جیسے یا تو وہ ایک بار پھر اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہو یا پھر اس کی نظر میں عمران مخبوط الحواس ہو چکا تھا۔

"عمران، اگر ہلاک ہو چکا ہے تو پھر تم کون ہو"۔جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چیف۔ایکسٹو"۔عمران نے سرسراتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے سردی کی ایک تیز لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی تک سرایت کر گئی ہو۔وہ اٹھی پھر بیٹھی اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور پھر وہ لہرائی اور صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔اس کی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر اندھیرا چھا گیا تھا جبکہ اس بار عمران کے ہونٹوں پر سکون اور اطمینان بخش مسکراہٹ تیر رہی تھی۔جولیا کے بے ہوش ہوتے ہی اس نے اٹھ کر اپنے چہرے پر سے جھلی اتارنا شروع کر دی۔اب وہاں عمران کے بجائے بلیک زیرو کھڑا مسکرا رہا تھا۔وہ چند لمحے جولیا کو دیکھتا رہا پھر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ان کی آنکھوں میں سوچ و تفکر کی گہری پرچھائیاں تیر رہی تھیں اور پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔چند لمحے وہ اسی عالم میں سوچتے رہے پھر سیدھے ہو کر انہوں نے انٹرکام کا بٹن دبایا۔

"یس سر"۔دوسری جانب سے صدر مملکت کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے میری بات کراؤ"۔صدر مملکت نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے سر۔میں ابھی کال ملاتا ہوں"۔ملٹری سیکرٹری نے جواب دیا اور صدر مملکت نے انٹرکام بند کر دیا۔چند لمحوں بعد میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بجی تو صدر مملکت نے

جلدی سے رسیور اٹھالیا۔

"سر سلطان لائن پر ہیں سر۔ بات کیجئے"۔ ملٹری سیکرٹری نے کہا پھر کلک کی آواز آئی۔

"السلام و علیکم سر۔ میں سر سلطان بول رہا ہوں"۔ رابطہ ملتے ہی سر سلطان کی مدبرانہ اور پروقار آواز سنائی دی۔

"سر سلطان، کیا آپ اس وقت میرے پاس آ سکتے ہیں"۔ صدر مملکت نے ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ضرور سر۔ کیوں نہیں"۔ سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو ایوان صدر پہنچ جائیے"۔ صدر مملکت نے کہا اور فون بند کر دیا۔ انٹرکام پر انہوں نے ملٹری سیکرٹری کو سر سلطان کی آمد کی اطلاع دی اور ایک بار پھر کرسی کی پشت پر سر ٹکا کر سوچ کی دنیا میں غلطاں ہونے لگے۔

تقریباً بیس منٹ بعد سر سلطان ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ وہ غور سے صدر مملکت کے چہرے اور آنکھوں میں پریشانی، سوچ اور تفکرات کی پرچھائیوں کو دیکھ رہے تھے۔

"سر سلطان، آپ جانتے ہیں۔ میں نے آپ کو یہاں کیوں بلایا ہے"۔ کچھ دیر بعد صدر مملکت نے غور سے سر سلطان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ کچھ اندازہ ہے سر۔ آپ شاید ہمارے نئے سپر سپیڈ میزائل پر مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ہوں، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیے کہ ہم نے سپر سپیڈ میزائل پروگرام شروع کر کے کوئی غلطی کی ہے"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"غلطی، کیا مطلب سر۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔ سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہم نے اس پراجیکٹ پر اب تک کروڑوں روپے صرف کر دیئے ہیں۔ اس میزائل کی تیاری کے لئے ایک عرصہ سے خفیہ طور پر کام جاری تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے جو سیکورٹی بنائی گئی تھی وہ انتہائی سخت اور فول پروف تھا۔ پراجیکٹ پر کام کرنے والوں کی انتہائی خفیہ طور پر نگرانی کی جاتی تھی تاکہ وہ اس راز کو کسی بھی طرح لیک آؤٹ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میزائل کا تمام تر میٹریل پاکیشیا میں ہی تیار کیا جا رہا تھا۔ پراجیکٹ کے سائنسدان دن رات اور انتھک محنت کر کے میزائل پر کام کر رہے تھے۔ اس قدر حفاظت اور خاموشی سے کام ہونے پر ہم اسی خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ ایس ایس ایم کی تیاری کا راز کسی بھی صورت میں لیک آؤٹ نہیں ہوگا۔ میزائل تیار ہونے کے بعد ہم خاموشی سے اس کا تجربہ کریں گے اور اندرونی طور پر ہم مضبوط سے مضبوط تر اور طاقتور ہو جائیں گے۔ وقت آنے پر جب ہم اس میزائل کو سامنے لائیں گے تو اس کی رفتار، اس کی طاقت دیکھ کر

دشمنوں کے اوسان خطا کر دیں گے۔ مگر یہ ہماری محض خام خیالی ہی تھی۔ ہمارے ایس ایس ایم پراجیکٹ کی نہ صرف ہمارے دشمن ملکوں کو خبر ہو گئی ہے بلکہ ایس ایس ایم پراجیکٹ میں تین ایسے آدمی داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے جنہوں نے اس سارے منصوبے کو نجانے کیسے ساری دنیا کے سامنے آشکار کر دیا۔ ہم ابھی تک ان تین آدمیوں کی قومیت کا پتہ نہیں لگا پائے۔ ادھر ہمارا میزائل تیار ہو چکا ہے۔ ان دنوں لیبارٹری میں تجرباتی میزائل کی تیاری کا کام کیا جا رہا ہے۔ ادھر مجھے سپر پاورز اور بڑے بڑے ملکوں کی فون کالز موصول ہو رہی ہیں اور مجھے دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ میں اس پراجیکٹ کو فوری طور پر ختم کر دوں۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو ہمارے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔ ہمارے ملک پر ہر قسم کی معاشی اور اقتصادی پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔ تمام ممالک ہم سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیں گے اور ایشیاء میں ہی نہیں پوری دنیا میں ہم اکیلے رہ جائیں گے۔ ابھی ابھی مجھے ایکریمیا کے صدر نے فون پر دھمکی دی ہے کہ اگر ہم نے ایس ایس ایم کا تجربہ کیا تو وہ ہمارے خلاف انتہائی جارحانہ قدم اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ یہی نہیں ایکریمیا کے صدر کے ساتھ ساتھ باچان اور یورپی ممالک کے صدور نے بھی۔ مجھے اسی قسم کی دھمکیاں دی ہیں اور کافرستانی صدر نے تو واضح طور پر پاکیشیا کی سرحدوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ کافرستان کی فوج مکمل طور پر ہر قسم کے

ہتھیاروں سے لیس ہو کر ہماری سرحدوں پر آ چکی ہیں اور انہوں نے جنگی مشقیں بھی کرنا شروع کر دی ہیں۔ ادھر ہم نے تجرباتی میزائل فائر کیا ادھر وہ ہمارے ملک پر چڑھائی کر دیں گے۔ ان کی سرپرستی کرنے کے لئے ایکریمیا، کرانس، باچان اور یورپی ممالک کے صدور نے بھی حامی بھر لی ہے اور ہمارے لئے جو سب سے زیادہ تشویشناک بات ہے وہ یہ ہے کہ ایس ایس ایم پراجیٹ پر ہمارے سب سے عزیز اور دوست ملک شوگران نے بھی سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ باچینی صدر نے بھی کہا ہے کہ ہم اپنے اس تجربے کو روک دیں ورنہ ان کے اور ہمارے درمیان بھی کشیدگی آ سکتی ہے"۔ صدر مملکت یہ سب بتا کر خاموش ہو گئے۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بہت تشویشناک بات ہے۔ ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمارے ایس ایس ایم پراجیکٹ کے خلاف پوری دنیا سر اٹھا رہی ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے دوست ملک بھی ہمارے اس پروگرام سے خوش نہیں ہیں"۔ سر سلطان نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ایک خفیہ اطلاع کے مطابق یہ بھی پتہ چلا ہے کہ شوگران نے بھی سرحدوں پر اپنی فوج لانی شروع کر دی ہے۔ جو نہایت حیران کن اور خطرناک بات ہے۔ اسی لئے میں کہہ رہا تھا کہ لگتا ہے ہم نے اس میزائل کو تیار کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اس وقت ساری کی ساری دنیا ہمارے خلاف ہے اور ہماری ایک چھوٹی سی غلطی ہمیں

عظیم ترین نقصان سے دوچار کر سکتی ہے۔ کافرستان کا مقابلہ کرنا تو ہمارے لئے کوئی مسئلے کی بات نہیں لیکن اگر دوسری طرف شوگران نے بھی حملہ کر دیا تو ہم اپنے دوستوں کے خلاف ہتھیار کیسے اٹھائیں گے۔ یہی سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے"۔ صدر مملکت نے کہا۔

" پھر سر، آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے"۔ سر سلطان نے چند لمحے توقف کے بعد گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

" مجھے جواب دینے کے لئے چوبیس گھنٹوں کا وقت دیا گیا ہے۔ اطلاع کے مطابق عالمی سطح پر اس مسئلے کو بین الاقوامی سلامتی کونسل کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ پاکیشیا کا ایس ایس میزائل پروگرام پوری دنیا کے لئے مسئلہ کھڑا کر سکتا ہے۔ اس کے دیکھا دیکھی دوسرے ممالک بھی ہتھیاروں کی دوڑ میں آگے نکلنے کے لئے خطرناک اور تباہ کن ہتھیار بنانا شروع کر دیں گے جو عالمی برادری کے لئے سب سے زیادہ خطرناک بات ہو گی۔ مجھے بین الاقوامی سلامتی کونسل میں چوبیس گھنٹے کے اندر اندر شمولیت اور جواب دہی کے لئے نوٹس جاری کر دیا گیا ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں"۔ صدر مملکت کی بات واقعی بے حد تشویشناک تھی۔ جسے سن کر سر سلطان کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

" تب پھر کیا سر ہمیں واقعی اپنے اس پراجیکٹ کو ختم کرنا پڑے گا"۔ سر سلطان نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

" صورتحال تو ایسی ہی ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے ابھی ہنگامی اجلاس نہیں بلایا۔ میں پہلے چیف ایکسٹو سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ چیف کو مجھ سے ملاقات پر آمادہ کریں"۔ صدر مملکت نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے سر میں چیف ایکسٹو سے بات کرتا ہوں"۔ سر سلطان نے کہا۔

" یہ ملاقات فوری ہونی چاہئے"۔ صدر مملکت نے کہا۔ ان کے لہجے میں عجیب سی بے بسی تھی۔

آپریشن روم کی دیوار پر لگا ہوا ایک بلب اچانک سپارک کرنے لگا اور کمرے میں تیز سیٹی کی آواز ابھری تھی جسے سن کر بلیک زیرو چونک پڑا تھا۔ اس نے اٹھ کر ایک مشین کا بٹن دبایا تو دیوار پر لگی ہوئی ایک سکرین آن ہو گئی۔ سکرین پر دانش منزل کا گیٹ کھل رہا تھا اور ایک نوجوان بڑے اطمینان سے اندر داخل ہو رہا تھا۔ نوجوان نے بہترین تراش خراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نوجوان کو دیکھ کر بلیک زیرو کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے ایک بٹن دبا کر آپریشن روم کا دروازہ کھول دیا۔ نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم میں آ گیا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو۔ بیٹھو تمہیں کتنی بار کہا ہے جب میں آیا کروں تو خواہ مخواہ میرے احترام میں کرسی سے اٹھ کر کھڑے نہ ہو جایا کرو۔ تمہیں ابھی

تک اس کرسی کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ کرسی کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو باہر جا کر کسی الیکشن میں کھڑے ہو کر دیکھ لو۔ ایک کرسی کے حصول کے لئے لوگوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے اور کیسی چھینا جھپٹی ہوتی ہے۔ میرے ہاتھوں سے تو یہ کرسی پہلے ہی نکل چکی ہے۔ تم بار بار کرسی چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہو۔ اگر تمہارے ہاتھ سے بھی یہ نکل گئی تو سوائے ہاتھ ملنے کے تمہارے پاس اور کچھ نہیں رہ جائے گا اور اگر کھڑا ہونا اتنا ہی ضروری ہے تو کرسی کے اوپر کھڑے ہو جایا کرو"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر بلیک زیرو کے ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ اور زیادہ گہری ہو گئی۔

"جس کرسی کی اہمیت آپ کی نظر میں کچھ نہ ہو میں نے اس کرسی پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کیا کرنا ہے۔ جب سے آپ نے اس کرسی کی مجھ پر ذمہ داری ڈالی ہے میں تو صفر ہو کر رہ گیا ہوں۔ یہاں بیٹھے بیٹھے ممبروں کو احکامات دینے یا ان کی رپورٹیں سننے کے مجھے اور کوئی کام ہی نہیں ہوتا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"صفر ہو کر نہیں کالے صفر ہو کر رہ گئے ہو۔ اسی لئے تو میں تمہیں بلیک زیرو کہہ کر پکارتا ہوں اور تمہیں صفر کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں ہے۔ بلیک زیرو اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ صفر کی کیا اہمیت ہے تو تم حیرت اور خوشی سے چھلانگیں مارنا شروع کر دو"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا، صفر کی بھلا کیا اہمیت ہو سکتی ہے جسے سن کر میں چھلانگیں

مارنا شروع کر دوں گا"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک کی ویلیو تب بڑھتی ہے جب اس کے ساتھ صفر لگ جائے۔ اس کے آگے ایک صفر لگایا جائے تو دس بنتا ہے، دو صفر ہوں تو سو، تین صفر سے ہزار، چار سے دس ہزار، اسی طرح صفر پر صفر لگاتے جاؤ تو بات لاکھوں کروڑوں تک چلی جاتی ہے بلکہ اربوں کھربوں تک"۔ نوجوان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک ہی صفر ہوں اور وہ بھی کالا۔ میری ویلیو تو دس سے زیادہ نہیں ہو سکتی"۔ بلیک زیرو نے کہا اور نوجوان اس کی بات سن کر ہنس پڑا۔

"چلو تمہاری ویلیو دس کی تو ہے ناں۔ تم دس دس کو افورڈ کر سکتے ہو اور ایک میں ہوں کہ ایک بھی افورڈ کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ میں دن رات محنت مزدوری کر کے جان ہتھیلی پر رکھ کر دشمنوں کی گولیاں سینے پر کھا کر جو کچھ کماتا ہوں اس سے سلیمان جیسا باورچی مجھے سوائے مونگ کی دال کھلانے کے اور کیا کر سکتا ہے"۔ نوجوان نے کہا اور اس کی بات کا مطلب سمجھ کر بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ سے باتوں میں جیتنا واقعی کسی کے بس کی بات نہیں ہے عمران صاحب۔ آپ باتوں کا رخ کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران، ارے کیا کر رہے ہو۔ اس طرح میرا نام مت لو۔ کانوں

کی بھی دیواریں۔ اوہ، مم میرا مطلب ہے دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں"۔ نوجوان جو اصل میں عمران تھا نے جلدی سے کہا۔

باہر کی دیواروں کے کان ہوتے ہوں گے یہ دانش منزل ہے اور آپ نے دانش منزل کی تمام دیواروں کے کان خود ہی کاٹ رکھے ہیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر تو میں نے یقیناً ان کی آنکھیں بھی پھوڑ رکھی ہوں گی۔ اس کا مطلب کہ میں اپنے اصلی حلیئے میں بھی واپس آسکتا ہوں"۔ عمران نے یوں سر ہلا کر کہا جیسے یہ بات بتا کر بلیک زیرو نے اس کے علم میں واقعی بے پناہ اضافہ کر دیا ہو اور پھر عمران اپنے چہرے پر سے ماسک میک اپ کی باریک جھلی اتارنے لگا۔ پھر اس نے آنکھوں پر لگے ہوئے لینز بھی اتارے اور دانتوں اور مسوڑھوں میں ایڈجسٹ کئے ہوئے سپرنگ بھی باہر نکال دیئے۔

"بس یہ بہت ہے یا اپنے کپڑے بھی اتار دوں"۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے، ارے نہیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے"۔ بلیک زیرو نے بوکھلا کر کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس نے اگر نہ روکا تو عمران سچ مچ اس کے سامنے کپڑے اتارنے شروع کر دے گا۔

"اچھا، تم کہتے ہو تو نہیں اتارتا ورنہ میں تمہاری آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ کر کچھ دیر قدرتی لباس میں ادھر ادھر ٹہلنا چاہتا تھا"۔ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ جیسے بلیک زیرو نے اسے روک کر اس

کے دل کو سخت ٹھیس پہنچائی ہو۔اس کی شکل دیکھ کر بلیک زیرو قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"اگر آپ میری آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایسا کرنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔آپ کچھ دیر تو کیا سارا دن قدرتی لباس میں ادھر ادھر ٹہل سکتے ہیں"۔بلیک زیرو بھی جو شاید عمران کی باتوں میں لطف لینے پر آ گیا تھا، نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سارا دن، ارے باپ رے۔اگر اس دوران تمہاری آنکھوں سے پٹی اتر گئی تو میری عزت تو خاک میں مل جائے گی نہ بابا میں باز آیا اپنے ارادوں سے"۔عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کے قہقہے کمرے کی چھت اڑانے لگے۔

"اچھا اچھا اب اتنا مت ہنسو کہ کمرے کی چھت ہی مجھ پر آ گرے۔ابھی تو میں سیکرٹ سروس کی نظروں میں ویسے ہی مرا ہوں۔اگر کمرے کی چھت مجھ پر گر گئی تو پھر تمہیں واقعی مجھے قبر میں بوڑھا گورکن بن کر اتارنا پڑ جائے گا"۔عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سنجیدہ ہو گیا۔

"عمران صاحب، اس سارے کھیل کا مقصد کیا تھا۔آپ نے خود کو سیکرٹ سروس سے کیوں چھپایا ہوا ہے۔یقین کریں ان کے سامنے آپ کی موت کا ڈرامہ کرتے کرتے میں خود...رہ گیا تھا اور خاص طور پر جولیا کو تو سمجھانا میرے لئے ایسا تھا جیسے میں کسی نادان بچی کو سمجھا رہا ہوں"۔بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں جانتا ہوں جولیا کو ذہنی صدمے سے نکلنے کے لئے اس کے سامنے ایک بار عمران کا آنا بہت ضروری تھا۔اگر وہ عمران اس کے سامنے نہ آتا تو اسے پاگل ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی تھی۔تم جس وقت فاروقی ہسپتال میں عمران بن کر جا رہے تھے اور جولیا تمہیں بیچ سڑک میں مل گئی تھی۔جانتے ہو اس نے ہسپتال میں کس قدر ہنگامہ برپا کیا تھا۔اس وقت اس کی ذہنی حالت ایسی تھی کہ اس کے سامنے جو بھی آ جاتا وہ اسے مار ڈالتی۔یہ تو اتفاق ہی تھا کہ جس وقت وہ ہسپتال سے بھاگ رہی تھی اچانک تمہاری کار کے سامنے آ گئی اور تمہیں عمران سمجھ کر اس کا ذہن فوری طور پر اعتدال پر آ گیا ورنہ شاید وہ اپنے اس لاشعوری عمل سے اپنی جان سے ہی ہاتھ دھو ڈالتی۔بہرحال تم نے اسے جس طریقے سے سمجھایا تھا وہ واقعی ایک اچھا طریقہ تھا۔جولیا کو حقیقت کا عکس اسی طریقے سے ہی دکھایا جا سکتا تھا"۔عمران نے بلیک زیرو کی جانب تعریفانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس وقت تو یقین کریں میرے پیٹ میں قہقہے مچلنا شروع ہو گئے تھے جب ایکسٹو عمران کے روپ میں جولیا کے سامنے گیا تھا اور میں نے بحیثیت عمران کے جولیا کو بتایا تھا کہ میں ایکسٹو ہوں۔جس پر جولیا کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی کہ عمران کے روپ میں ایکسٹو ہے اور پھر اسی شدید حیرت کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی۔اس بے چاری کو کیا معلوم تھا کہ عمران ہی اصل ایکسٹو ہے"۔بلیک زیرو نے ہنستے

ہوئے کہا اور عمران بھی ہنسنے لگا۔

"اچھا۔ ان کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے یا نہیں"۔ عمران نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

"نہیں، ابھی تک کسی نے کوئی رپورٹ نہیں دی"۔ بلیک زیرو نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

"بلیک زیرو، اس وقت ملکی حالات بے حد خراب ہیں۔ کافرستان کے ساتھ ساتھ اس وقت سرحدوں پر باچینی فوج بھی آ چکی ہے اور وہ سرحدوں پر جنگی مشقیں کر رہے ہیں۔ ان کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی وقت اور کسی بھی لمحے حملہ کر سکتے ہیں اور ان کا حملہ بے حد جارحانہ اور خوفناک ہوگا۔ کیونکہ وہ جدید اور ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ اس وقت پاکیشیا کے سر پر ایٹمی جنگ کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔ اگر انہوں نے واقعی حملہ کر دیا تو پاکیشیا کا وجود اس کرہ ارض سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"۔ عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"شوگران۔ اوہ، مگر شوگران تو ہمارا گہرا دوست ملک ہے۔ اس نے تو ہمارے اچھے اور برے وقت میں ہمیشہ ساتھ دیا ہے اور خاص طور پر جنگ کے زمانے میں اس ملک نے جس قدر ہماری امداد کی تھی اتنی امداد تو کسی مسلم ملک نے بھی نہیں کی تھی۔ پھر شوگران ہمارے خلاف کیوں اٹھ کھڑا ہوا ہے"۔ بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

"شوگران ہی نہیں۔ اس وقت پوری دنیا پاکیشیا کے خلاف نعرے بلند کر رہی ہے اور اس کی وجہ سے ہمارا نیا اور جدید ایٹمی اور انتہائی تیز رفتار میزائل جسے سپر سپیڈ میزائل کا نام دیا گیا ہے اس میزائل کی رفتار، اس کی طاقت اور وار ہیڈ لے جانے کی صلاحیت نے سپر پاورز کی نیندیں اڑا کر رکھ دی ہیں اور اب وہ پاکیشیا پر ہر طرف سے دباؤ ڈال کر اس پراجیکٹ کو ہر صورت میں ختم کرانے کے درپے ہو رہے ہیں تاکہ پاکیشیا کسی بھی طریقے سے ان کے سامنے سر اٹھانے کے قابل نہ ہو سکے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"دوسرے ممالک کی تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن شوگران۔ شوگران کو کیا ہوا۔ وہ ہمارے اس پروگرام کی مخالفت میں کیوں اٹھ کھڑا ہوا ہے"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بلیک زیرو، دانش منزل میں رہ کر بھی تمہاری دانش کام نہ کرے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے شوگران ہمارے میزائل پروگرام کی مخالفت میں کھڑا ہوا ہے اور کیا وہ اپنی فوجیں عالمی دباؤ میں آ کر ہماری سرحدوں پر لایا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اور کیا وجہ ہو سکتی ہے"۔ بلیک زیرو نے واقعی کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ لیبارٹری میں جو تین آدمی پکڑے گئے تھے انہوں نے جس قسم کے زہر کھائے تھے وہ تمہارے خیال میں کہاں دستیاب ہو

سکتے ہیں۔جانتے ہو ناں اس زہر کو کھانے سے ان کے جسم کس طرح
پانی بن کر بہہ گئے تھے۔ پھر انہوں نے جس طرح عمران کو ہلاک
کرنے کے لئے جو حربہ استعمال کیا گیا تھا اسے ذہن میں رکھ کر سوچو تو
تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ میزائل لیبارٹری میں پکڑے جانے
والے آدمی کون تھے۔ان کا کس ملک اور کس قومیت سے تعلق تھا اور
شوگران کس کے حکم سے یا کس کے ڈر سے اپنی فوجیں ہماری
سرحدوں پر لانے پر مجبور ہو سکتا ہے"۔عمران نے بے حد سخت لہجے میں
کہا اور بلیک زیرو سوچ میں ڈوب گیا۔چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اچانک
وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔اس کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف سے
پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ، زیرولینڈ۔اس ساری کارروائی کے پیچھے اس کا مطلب ہے کہ
زیرولینڈ کا ہاتھ ہے۔انسانی جسم کو موم کی طرح پگھلانے اور سلادی
نامی زہر جو گرانڈیل ہاتھی کے جسم میں بھی اتار دیا جائے۔تو اس کا
جسم بھی کسی بم کی طرح پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔یہ
دونوں سریع الاثر زہر صرف اور صرف زیرولینڈ میں ہی پائے جاتے ہیں
اور شوگران اگر کسی کا حکم ماننے پر مجبور ہوتا ہے تو وہ صرف زیرولینڈ
ہی ہے۔اس کے علاوہ شوگران کسی دوسرے ملک کو خاطر میں ہی
نہیں لاتا"۔بلیک زیرو نے پرتشویش لہجے میں کہا۔

"بہت خوب۔تم نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔یہ سارا کھیل
زیرولینڈ کا ہی رچایا ہوا ہے۔زیرولینڈ پاکیشیا کا سب سے بڑا اور

خطرناک دشمن ملک ہے۔سب سے زیادہ سازشیں زیرولینڈ کی
پاکیشیا کے خلاف ہی ہوتی ہیں۔اس قدر عجیب اور الجھی ہوئی سازش
زیرولینڈ کے علاوہ اور کون کر سکتا ہے۔اس وقت زیرولینڈ نے ہی
ساری دنیا کو پاکیشیا کے خلاف اٹھ کر کھڑے ہونے پر مجبور کیا ہے۔
یہ سب جو کچھ ہو رہا ہے صرف ایک دکھاوے کے سوا کچھ نہیں ہے۔
بین الاقوامی دھمکیاں، سرحدوں پر دشمن ملک اور دوست ملک کی
افواج کی آمد اور مجھے ہلاک کرنے کے پیچھے زیرولینڈ کا مقصد کچھ اور ہی
ہے۔ورنہ اسے اتنا بکھیڑا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ان کے تین آدمی
میزائل لیبارٹری میں گھسنے میں کامیاب ہو ہی گئے تھے۔جس طرح
لیبارٹری میں وہ وائرلیس ٹرانسمیٹر لے جا سکتے ہیں اسی طرح وہ خاموشی
سے میگا پاور چپ بم بھی لے جا سکتے تھے جنہیں کہیں بھی بیٹھ کر
ریموٹ سے تباہ کیا جا سکتا تھا مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔میرے
اندازے کے مطابق وہ تینوں لیبارٹری میں بیس روز تک رہے تھے۔
لیبارٹری میں موجود ان کے رہائشی حصے سے مجھے ایسے ثبوت ملے ہیں
جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ وہاں بڑے اطمینان سے کام کر رہے تھے اور
ان کی رسائی میزائل تک آسانی سے ہو سکتی تھی۔اتنے دن وہ
لیبارٹری میں کیوں رہے اور کیا کرتے رہے۔اگر ان کا مقصد
لیبارٹری یا میزائل کی تباہی کا ہوتا تو بتاؤ انہوں نے ایسا کیوں نہیں
کیا"۔عمران کہتا چلا گیا۔

"اوہ، اگر ان کا مقصد ایس ایس میزائل یا میزائل لیبارٹری کو

اڑانے کا نہیں تھا تو پھر واقعی وہ لیبارٹری میں کیوں گئے تھے اور پھر اس وقت ہمارے ملک پر جو خطرات منڈلا رہے ہیں اس کے پیچھے ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اگر سمجھ میں آ جاتا تو پھر رونا کس بات کا تھا۔ مجھے کرسٹل بلٹ سے ہلاک ہو کر سیکرٹ سروس کی نگاہوں سے کیوں چھپنا پڑتا"۔ عمران نے سرد آہ بھر کر کہا۔

"ہاں واقعی آپ نے یہ بھی نہیں بتایا کہ آپ خاص طور پر سیکرٹ سروس سے کیوں آؤٹ ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے فلیٹ کے پاس جسے ہلاک کیا گیا تھا وہ کون تھا اور اس کی شکل آپ سے کیوں ملتی تھی اور پھر سیکرٹ سروس میں سلیمان کی شمولیت بھی میری سمجھ میں نہیں آئی اور ہاں یہ کرسٹل بلٹ سے آپ کی کیا مراد ہے"۔ بلیک زیرو ایک ہی سانس میں سوال کرتا چلا گیا۔

"کوئی اور سوال رہ گیا ہو تو وہ بھی پوچھ لو تاکہ میں ایک ہی بار تمہیں جواب دے دوں"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں بس، آپ میرے انہی سوالوں کا جواب دے دیں باقی میں خود سمجھ جاؤں گا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا خاک سمجھ جاؤ گے۔ اگر تم میں اتنی سمجھ ہوتی تو بلیک زیرو کیوں کہلاتے۔ وائٹ زیرو کیوں نہیں"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا اور بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

"آپ میری باتوں کو ٹالیئے مت اور مجھے بتایئے۔ الجھن کے مارے

میرا برا حال ہو رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"الجھن کے مارے اگر برا حال ہو رہا ہے تو تمہیں فوری طور پر کسی قریبی ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے۔ الجھن صحت کے لئے اچھی نہیں ہوتی"۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ابھی عمران اسے بتانا نہیں چاہتا اس لئے وہ ادھر ادھر کی ہانک رہا تھا۔ اس کا منہ بنتے دیکھ کر عمران بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ایسے منہ مت بنایا کرو۔ جب تم اس قدر عجیب و غریب منہ بناتے ہو تو مجھے خواہ مخواہ ہنسی آ جاتی ہے۔ بالکل روٹھی ہوئی بیوی معلوم ہوتے ہو"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔

"عمران صاحب، پلیز"۔ بلیک زیرو نے بے چارگی سے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا تو سنو۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ اس ساری کارستانی کے پیچھے زیرولینڈ کا ہاتھ ہے جہاں زیرولینڈ کا نام آ جائے وہاں ظاہر ہے دو بڑے مجرموں کا ہی نام ذہن میں گونجتا ہے۔ ایک میرا ولد حرام چچا سنگ ہی اور دوسرا نام تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کا ہے جسے میری محبوبہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ محبوبہ بھی ایسی جو بات کم کرتی ہے اور گولیاں زیادہ مارتی ہے۔ بہرحال میرے علم میں جب یہ بات آئی کہ زیرولینڈ ایک بار پھر پاکیشیا کے خلاف سرگرم ہے تو میں نے

وقتی طور پر منظر سے غائب ہو جانا ہی مناسب سمجھا کیونکہ سنگ ہی اور تھریسیا جب کسی مشن پر ہوتے ہیں تو وہ نہایت خاموشی سے کام کرتے رہتے ہیں لیکن جب انہیں پتہ چلتا ہے کہ مجھے ان لوگوں کی موجودگی کا علم ہو گیا ہے تو وہ ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور ان کی ہر ممکن یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ یا تو مجھے کسی اور معاملے میں الجھا دیں یا پھر جس طرح بھی بن پڑے ہلاک کر دیں۔ اس بار بھی یہی ہوا تھا میں نے اپنے سامنے والی بلڈنگ کے ایک فلیٹ میں ایسی نقل و حرکت محسوس کی تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ میری خاص طور پر نگرانی کی جا رہی ہے لیکن نگرانی صرف میرے فلیٹ کی حد تک ہی محدود تھی۔ نہ میرا تعاقب کیا جاتا تھا اور نہ ہی کسی اور جگہ میں نے اپنی نگرانی ہوتے دیکھی تھی۔ اس چیز سے مجھے شک سا ہونے لگا کہ میرے فلیٹ میں آنے جانے کا وقت خاص طور پر نوٹ کیا جا رہا ہے۔ بات صرف نگرانی کی حد تک تھی اس لئے وہ جو کوئی بھی تھا میں نے اسے فی الحال چھیڑنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ لیکن میں نے اس شخص کو بہرحال دیکھ لیا تھا۔ وہ لمبے قد کا مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس نے گو کہ مقامی میک اپ کر رکھا تھا لیکن اس کی آنکھوں، اس کے بالوں کے خاص اسٹائل اور اس کے مخصوص انداز سے چلنے کی وجہ سے میں نے اسے پہچان لیا تھا کہ اس کا تعلق زیرولینڈ سے ہے۔ زیرولینڈ کے باسیوں کی آنکھوں کی رنگت ہلکی سبز ہوتی ہے اور وہ سر کے بال دائیں طرف رکھتے ہیں جبکہ ان کے چلنے کا انداز ایسا ہوتا ہے جیسے وہ بہت جلدی میں

یعنی چلتے چلتے جیسے اچانک وہ بھاگنا شروع کر دیں گے۔ ایک روز جب وہ فلیٹ سے باہر نکلا تو میں چپکے سے اس کے فلیٹ میں گھس گیا۔ فلیٹ میں مجھے کوئی کام کی چیز نہ ملی تھی۔ وہاں زیرولینڈ کے مخصوص برانڈ کے سگریٹ کے چند ٹکڑے ضرور ملے تھے جن سے میرے خیال کی تصدیق ہوتی تھی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس کا تعلق زیرولینڈ سے ہی ہے۔

جس روز مجھے ہلاک کیا جانا تھا۔ اس سے پچھلی رات ایک دلچسپ واقعہ ہوا تھا۔ سلیمان نے ایک محفل سماع میں جانا تھا اور اسے تاخیر ہو رہی تھی۔ چونکہ اس کی عادت ہے کہ وہ کچن کے تمام کام نمٹا کر اور برتن وغیرہ سمیٹ کر ہی کہیں جاتا ہے اس لئے بوکھلاہٹ میں فلیٹ کا عقبی دروازہ وہ بند کرنا بھول گیا۔ فلیٹ کا عقبی دروازہ کھلا دیکھ کر کسی چور نے فلیٹ کی صفائی کا پروگرام بنا لیا۔ سلیمان کچن میں تھا کہ اسے فلیٹ میں کسی تیسرے فرد کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس کی رگ جاسوسی پھڑک اٹھی اور وہ بڑی ہوشیاری سے اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں چور صاحب بڑے اطمینان سے کمرے کی صفائی کر رہے تھے۔ سلیمان کے ہاتھ میں فرائی پین تھا اسے اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے پیچھے سے چور کے سر پر فرائی پین مار مار کر اسے بے ہوش کر دیا۔ شور سن کر میں اس کمرے میں گیا تو سلیمان فخریہ انداز میں مجھے اپنے اس کارنامے کے متعلق بتانے لگا۔ میں سوائے ہنسنے کے اور کیا کر سکتا تھا۔ میں نے چور کی نبض دیکھی تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ صبح سے

پہلے اس کا ہوش میں آنا مشکل ہے۔ سلیمان کو چونکہ جلدی تھی اس لئے وہ چور کو اٹھا کر عقبی راہداری میں لے گیا اور اسے فلیٹوں کے درمیان بنی ہوئی سیڑھیوں میں لٹا دیا تاکہ صبح اٹھ کر یہ خود ہی چلا جائے گا اور سلیمان محفل سماع میں شرکت کے لئے چلا گیا۔ چور کا قد کاٹھ چونکہ میرے جیسا تھا اس لئے میری حس ظرافت جاگ اٹھی۔ میں چور کو اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آیا اور اپنا لباس اتار کر نیا لباس پہن لیا اور اس کا لباس اتار کر اسے اپنا لباس پہنچا دیا اور اس کا لباس چھپا دیا۔ پھر میں نے چور کے چہرے پر اپنا میک اپ کر کے اسے اپنے بستر پر لٹا دیا تاکہ صبح چور اور سلیمان کے درمیان ہونے والی کارروائی سے محظوظ ہو سکوں۔ میں نے چور کی نبض دوبارہ دیکھی۔ وہ صبح سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا تھا اس کے بعد میں سونے کے لئے سپیشل روم میں چلا گیا۔ صبح اٹھ کر میں عقبی راستے سے نماز فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں چلا گیا۔ نماز پڑھ کر میں اسی راستے سے واپس اپنے فلیٹ میں آگیا۔ چور بدستور میرے بیڈ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر میں واپس اپنے سپیشل روم میں آگیا اور سلیمان کا انتظار کرنے لگا۔ پھر مجھے فلیٹ کا مین دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو میں مسکرانے لگا کہ سلیمان آگیا ہے کہ اچانک مجھے ایک کربناک چیخ اور پھر کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ میں تیزی سے فلیٹ کے مین دروازے کی طرف لپکا۔ مین دروازہ کھلا ہوا تھا اور باہر میرا ہمشکل راہداری میں پڑا تڑپ رہا تھا۔ میں بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف لپکا مگر ابھی میں

مین دروازے کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ ایک دھماکہ ہوا اور میرے ہمشکل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر راہداری میں بکھر گئے۔ میں آگے بڑھنے کی بجائے تیزی سے واپس پلٹا اور سپیشل روم میں آگیا۔

وہاں میں نے ریسٹ واچ پر سلیمان سے رابطہ قائم کیا اور اسے تفصیل بتا کر رانا ہاؤس پہنچنے کے لئے کہا اور اپنے چہرے پر نیا میک اپ کر کے فلیٹ کے عقبی راستے سے نکل کر فلیٹ کے فرنٹ پر پہنچ گیا جہاں اب میرے ہمشکل کی لاش کے ٹکڑے اٹھائے جا رہے تھے۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ سامنے موجود فلیٹ میں جو میری نگرانی کر رہا تھا اسی نے میرے دھوکے میں چور کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ رات مجھے بار بار یہ احساس کیوں ہو رہا تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہونے والا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس چور کو چھوٹے سے جرم کی اتنی بڑی سزا ملنے والی ہے تو میں اس کے چہرے پر اپنا میک اپ نہ کرتا۔ لیکن شاید اس چور کی موت ہی اسے یہاں کھینچ لائی تھی۔ میں نے چور کا خون ٹیسٹ کے لئے حاصل کر لیا اور جب اس کا لیبارٹری میں ٹیسٹ کروایا تو پتہ چلا کہ اس کے خون میں کسی زہر کی آمیزش ہے۔ اس زہر کو عام طور پر شیشے کے جار یا کرسٹل بلٹ میں ہی رکھا جا سکتا ہے ورنہ اس زہر میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ فولاد تک کو پگھلا کر رکھ دیتا ہے۔ چور کے اس طرح مرنے کا مجھے بے حد افسوس تھا۔ میں نے فوری طور پر اس فلیٹ کا محاصرہ کیا لیکن مجرم اپنا کام کر کے وہاں سے جا چکا تھا۔ البتہ وہاں مجھے ایک کارڈ ضرور پڑا ملا تھا

جس پر کالے سانپ کا مونو گرام بنا ہوا تھا اور اس پر کوبرا ہوٹل اور
اس کا پتہ لکھا ہوا تھا۔

میں نے سوچا کہ میرے لئے یہ موقع بے حد اہم ہے۔ مجرم اپنی
طرف سے مجھے ہلاک کر گیا ہے۔ اب وہ میری ہلاکت کی یقیناً اوپر خبر
پہنچا دے گا۔ ولد حرام چچا اور تھریسیا میری موت کا یقین شاید آسانی کے
ساتھ نہ کریں لیکن اگر میں وقتی طور پر منظر سے ہٹ جاؤں تو وہ
دونوں یقیناً الجھ جائیں گے اور شاید کھل کر سامنے آ جائیں۔ دوسرا میں
سیکرٹ سروس سے قطعی طور پر علیحدگی میں کام کرنا چاہتا تھا۔ ساتھ
ہی یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ میرے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے وہ کیسا
کام کرتے ہیں اور رہی بات ان کے ساتھ سلیمان کو شامل کرنے کی تو
اسے تم میرے دماغ کی خرابی ہی سمجھو۔ بس اسے یونہی جوزف اور
جولیا کے ساتھ نتھی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ سارا دن فلیٹ میں پڑا
مونگ کی دال بگھارتا رہتا ہے کسی کام میں آگے آنے کی کوشش
کرے۔ اس کی دوسری وجہ سلیمان کی احمقانہ باتیں بھی ہیں۔ شاید
اس کی موجودگی میں سیکرٹ سروس کا دل لگا رہے اور یہ بھی ممکن ہے
سنگ ہی یا تھریسیا دونوں اسے عمران سمجھ کر اس کے پیچھے لگے رہیں
اور ان کا دھیان مجھ سے ہٹا رہے"۔ عمران کہتا چلا گیا۔

" اوہ، تو آپ سلیمان کو ٹریپ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں"۔
بلیک زیرو نے عمران کی بات سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ایسا ہی سمجھ لو"۔ عمران نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے میں ساری بات سمجھ گیا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔
عمران کی وضاحت سے واقعی اس کی ساری الجھنیں دور ہو گئی تھیں۔

" سمجھ گئے ہو تو بتاؤ۔ دنیا میں مرغی پہلے آئی تھی یا انڈا۔ عمران
ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گیا۔

" میرے خیال میں ان دونوں سے پہلے آپ ہی دنیا میں آئے ہوں
گے جو آپ آسانی سے مجرموں کو اور مجرموں کے ارادوں کے بارے
میں جان لیتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران
بلیک زیرو کے فی البدیہہ جواب پر زوردار قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گیا۔
اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور بلیک زیرو
نے آگے بڑھ کر تیزی سے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو"۔ اس نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سلطان بول رہا ہوں"۔ دوسری جانب سے سر سلطان کی گھمبیر
آواز سنائی دی۔

" اوہ، یس سر میں طاہر بول رہا ہوں"۔ بلیک زیرو نے سر سلطان
کی آواز پہچان کر انہیں جلدی سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

" عمران کہاں ہے"۔ سر سلطان نے پوچھا۔

" یہیں ہیں سر لیجئے بات کیجئے"۔ اس کے سر کہنے اور اصل آواز میں
بولنے سے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ فون سر سلطان کا ہے۔

" اگر آپ کو مجھ سے کوئی قرض لینا ہے تو آپ میرے فنانس
سیکرٹری جناب آغا سلیمان پاشا سے مل لیں وہ آپ کو دس روپے تک

کا قرض، قرض حسنہ کے طور پر دے دے گا۔ جس کی آپ کو رسید بھی دینا پڑے گی اور اپنی کسی پراپرٹی کے کاغذات جمع کروانا پڑیں گے"۔ عمران نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے رسیور پکڑ کر کسی سود خور بنیئے کی طرح کہا۔

" ملک اس وقت خوفناک دوراہے پر کھڑا ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے"۔ سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ملک اگر دوراہے پر کھڑا ہے تو اسے ایک راہے پر لا کر بیٹھنے کو کہہ دیں۔ سارا خوف ناک کے راستے بہہ جائے گا"۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

" عمران سنجیدگی سے میری بات سنو گے"۔ سرسلطان نے درشتگی سے کہا۔

" سنجیدہ ہونے کے لئے مجھے سر کے بل کھڑا ہونا پڑے گا۔ سر کے بل کھڑا ہو کر میں سنجیدہ تو ہو جاؤں گا مگر پھر آپ کی بات نہیں سن سکوں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ لگتا ہے اس وقت تم پر مذاق کا بھوت سوار ہے۔ تم سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ فون طاہر کو دو"۔ سرسلطان نے واقعی غصیلے انداز میں کہا۔

" صرف رسیور یا فون سیٹ ہی اٹھا کر طاہر کو دے دوں"۔ عمران کے ذہن پر سچ مچ مذاق کا بھوت سوار ہو چکا تھا جو آسانی سے اترنے والا نہیں تھا۔

" عمران"۔ سرسلطان غصے سے دھاڑے۔ ان کی آواز اس قدر تیز تھی کہ عمران نے بوکھلا کر رسیور کان سے ہٹا لیا اور بے اختیار کان میں انگلی پھیرنے لگا جیسے سرسلطان کی تیز آواز نے اس کے کان کے پردے کو نقصان پہنچا دیا ہو۔

" لو بھائی، سلطان معظم تو میرے کانوں کے پردے پھاڑنے پر اتر آئے ہیں۔ تم بھی ان سے بات کر کے اپنے کانوں کی صفائی کروا لو"۔ عمران نے آنکھ کا اشارہ کرتے ہوئے رسیور بلیک زیرو کو دے دیا۔

" یس سر۔ میں طاہر بول رہا ہوں"۔ رسیور لے کر بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

" عمران سے کہو کہ وہ سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ کر فوراً ایوان صدر پہنچے صدر صاحب نے اسے بطور ایکسٹو وہاں بلایا ہے۔ اگر وہ نہ آنا چاہے تو بے شک تم آجاؤ"۔ سرسلطان نے کہا اور پھر انہوں نے بلیک زیرو کا جواب سنے بغیر رابطہ منقطع کر دیا۔

" لو اب صدر صاحب کو بھی مجھ سے کام آن پڑا ہے۔ اس وقت وہ کہاں تھے جب ان سے کہا گیا تھا کہ لیبارٹری کی سکیورٹی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کر دی جائے۔ اس وقت تو انہوں نے ہماری ایک نہیں سنی تھی اب جب سارا کام تلپٹ ہو گیا ہے تو سیکرٹ سروس کے چیف کو مدد کے لئے بلایا جا رہا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے رسیور بلیک زیرو کو دیتے ہوئے فون کے لاؤڈر کا بٹن دبا دیا تھا جس سے اس نے سرسلطان کی بات سن لی

تھی۔

" صدر صاحب کا بلاوا ہے۔ اس لئے جانا تو ہو گا ہی "۔ بلیک زیرو نے کندھے اچکا کر کہا۔

" تم چلے جاؤ "۔ عمران نے کہا۔

" میں۔ لیکن میں ان سے کیا کہوں گا "۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

" کہہ دینا کہ وہ دشمنوں کے سامنے سر جھکانے کی بجائے ان کے سامنے سر اٹھانا سیکھیں۔ اس بار انہوں نے اگر ان کے دباؤ میں آکر اپنا پراجیکٹ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تو ایک روز دشمن اسی طرح دباؤ ڈال کر ان سے پاکیشیا ہی چھین لیں گے "۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور بلیک زیرو کا جواب سنے بغیر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جولیا نے بڑی مشکلوں سے خود کو عمران کی موت کے بعد ایکسٹو کے ساتھ کام کرنے کے لئے آمادہ کیا تھا۔ ایک طرح سے ایکسٹو کا اس پر احسان بھی تھا جس نے عمران بن کر اسے ایک نئی زندگی دی تھی ورنہ عمران کی موت کا سن کر اسے جو ذہنی صدمہ ہوا تھا وہ اس صدمے سے یا تو ہمیشہ کے لئے اپنا ذہنی توازن کھو سکتی تھی یا پھر وہ اپنا خاتمہ خود ہی کر ڈالتی۔ لیکن ایکسٹو نے اس کے سامنے عمران کے روپ میں آ کر اسے نہ صرف ذہنی صدمے سے نکال دیا تھا بلکہ اس کے سامنے جو سوال و جواب کئے تھے اس سے جولیا کے دل میں ایکسٹو کی عزت اور زیادہ بڑھ گئی تھی کہ وہ اپنے ممبروں کا کس قدر خیال رکھتا ہے۔

عمران کی موت کوئی عام بات بھی نہیں تھی جسے وہ آسانی سے بھول جاتی۔ عمران جسے دل ہی دل میں وہ چاہتی تھی اور ہمیشہ اس سے یہی آس لگائے رہتی تھی کہ ایک نہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب

عمران خود ہی اس سے اپنی محبت کا اظہار کرے گا۔ لیکن اب وہ خیال، وہ سوچ عمران کی لاش کے ٹکڑوں کے ساتھ اس کی قبر میں دفن ہو گئے تھے۔ اب جو ایکسٹو نے اس کے دل میں نیا جذبہ جگایا تھا وہ تھا انتقام کا جذبہ۔ عمران کے ان قاتلوں سے انتقام کا جذبہ جنہوں نے عمران کو اس قدر سفاکی اور درندگی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جولیا کا دل چاہ رہا تھا کہ ایک بار اسے عمران کے قاتل مل جائیں تو وہ ان سے اس کی موت کا ایسا بھیانک انتقام لے گی کہ ان کی نسلیں بھی کانپ اٹھیں گی۔

ایکسٹو نے جوزف اور سلیمان کے ساتھ اسے عمران کے قاتلوں کی تلاش کا ہی کام سونپا تھا۔ جوزف کی بات تو جولیا کو سمجھ میں آتی تھی کہ اسے اس کے ساتھ کیوں رکھا گیا ہے۔ اکثر مشنز میں جولیا جوزف کی کارکردگی دیکھ چکی تھی مگر سلیمان کو اس کے ساتھ نتھی کرنا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ سلیمان جو عمران کا باورچی تھا بے وقوف، احمق اور باتونی۔ جس نے سوائے کچن سنبھالنے کے اور کوئی کام نہیں کیا تھا۔ وہ بھلا عمران کے قاتلوں کی تلاش میں اس کی کیا مدد کر سکتا تھا۔ اس کی بات کا جواب ایکسٹو نے اسے یہ دیا تھا کہ سلیمان کی خود بھی یہی خواہش ہے کہ وہ اپنے صاحب کے قاتلوں کو تلاش کرے اور انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرے۔ ایکسٹو کا حکم تھا اس لئے حکم حاکم مرگ مفاجات کے مصداق جولیا اس پر کیا اعتراض کر سکتی تھی۔

اس وقت وہ تینوں کار میں فلیٹ کی جانب جا رہے تھے۔ کار جولیا

ڈرائیو کر رہی تھی۔ سلیمان اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ جوزف پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ان تینوں کے چہروں پر چٹانوں کی سی سختی چھائی ہوئی تھی۔

تفتیش کا آغاز جولیا نے عمران کے فلیٹ سے ہی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"جس وقت عمران کو ہلاک کیا گیا تھا تم اس وقت کہاں تھے"۔ جولیا نے سلیمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں عمران صاحب کے سر کی مالش کے لئے بازار سے تیل لینے گیا ہوا تھا"۔ سلیمان نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا اور اس کا جواب سن کر جولیا بھونچکی رہ گئی۔ سلیمان جس طرح سنجیدہ انداز میں بیٹھا تھا اس سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ ہنسنا مسکرانا اور بات کرنا تک بھول گیا ہے اور عمران کی موت کا گہرا اثر لئے بیٹھا ہے۔ لیکن اس وقت اس نے جولیا کو جو جواب دیا تھا اس سے جولیا کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے سلیمان نے اس کے ساتھ مذاق کیا تھا یا پھر شاید عمران کی موت نے واقعی اس کے دماغ پر گہرا اثر ڈال رکھا تھا کیونکہ عمران اور اپنے سر پر تیل سے مالش کروائے یہ تو ممکن ہی نہیں تھا اور نہ ہی جولیا نے کبھی اس کے سر پر تیل لگا دیکھا تھا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم"۔ جولیا نے حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"کس چیز کا مطلب پوچھ رہی ہیں آپ مس جولیا۔ تیل کا یا مالش

کا"۔ سلیمان نے بھولپن سے پوچھا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ
لئے۔ واقعی سلیمان کی دماغی حالت درست نہیں تھی۔
"سلیمان، میں تم سے جو پوچھ رہی ہوں اس کا سیدھا سادا جواب
دو۔ میں اس وقت مذاق کے موڈ میں بالکل بھی نہیں ہوں"۔ جولیا
نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔
"سیدھا سادا تو جواب دے رہا ہوں مس جولیا۔ میں نے کون سا
بات کو ٹیڑھے میڑھے یا الٹے سیدھے انداز میں بتایا ہے"۔ سلیمان
نے حیرانگی سے جواب دیا۔
"ہونہہ، تو تم بازار سے تیل لینے گئے ہوئے تھے"۔ جولیا نے ہنکارہ
بھر کر کہا۔
"جی ہاں۔ اگر آپ کو یقین نہیں آرہا تو میں آپ کو اس تیل فروش
کے پاس لے چلتا ہوں جس سے میں نے ادھار تیل لیا تھا۔ اس کمبخت
نے بھی ادھار تیل دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں پہلے
جو تیل لے جاتا رہا ہوں پہلے اس کا حساب بے باق کروں پھر وہ مجھے
مزید ادھار میں تیل دے گا۔ اس نے مجھ سے تیل کی شیشی بھی چھین
کر اپنے پاس رکھ لی تھی کہ اگر میں نے شام تک اس کے تیل کے پیسے
نہ دیئے تو وہ شیشی بیچ کر اپنے پیسے پورے کرے گا۔ آپ نہیں جانتیں
میرے لئے اس شیشی کی کیا اہمیت تھی۔ وہ دو ہزار برس پرانی شیشی
تھی جس میں میرے آباؤ اجداد بھی ادھار میں ہی تیل ڈلواتے آرہے
تھے۔ میں غصے سے واپس آیا کہ عمران صاحب سے لڑ کر زبردستی ان

سے پیسے لوں اور لے جا کر تیل فروش کے منہ پر دے ماروں اور اس
سے اپنی تیل کی شیشی واپس لے آؤں۔ لیکن جب واپس آیا تو پتہ چلا
کہ عمران صاحب میری کئی سالوں کی تنخواہ دیئے بغیر اوپر سدھار گئے
ہیں تو میں اپنی قسمت پر آنسو بہانے کے سوا کیا کر سکتا تھا۔ اب میرا
دل چاہتا ہے کہ میں جلد سے جلد عمران صاحب کے قاتلوں کو تلاش
کروں اور ان سے اپنی اگلی پچھلی تنخواہیں اور ان لوگوں کے پیسے
وصول کروں جن کا قرض دینا ہے"۔ سلیمان کہتا چلا گیا۔ اس کی
باتیں سن کر جولیا کا ذہن ہوا میں اڑنے لگا تھا۔ اب اس کا شک یقین
میں بدل چکا تھا کہ سلیمان واقعی ذہنی طور پر اپ سیٹ ہو چکا ہے۔
"اس کا مطلب ہے تمہیں عمران کی موت کا کوئی دکھ نہیں ہوا"۔
جولیا نے حیرت زدہ نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"عمران صاحب کی طرف میری ہزاروں نہیں تو سینکڑوں تنخواہیں
نکلتی ہیں۔ ان کے مرنے کا دکھ مجھے نہیں ہوگا تو اور کسے ہوگا"۔
سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔
"اوہ جوزف۔ تم کیا کہتے ہو"۔ جولیا نے بیک مرر میں جوزف کی
طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اور پھر یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ جوزف
سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے بڑے آرام سے سو رہا تھا۔ اب تو جولیا کی
کھوپڑی بیچ بیچ گھومنے لگی۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ ان دو بڑے احمقوں
کو ایکسٹو نے اس کے ساتھ لگا کر اس کے ساتھ سخت زیادتی کی ہے۔
انتہائی حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ دونوں عمران کے قاتلوں کو تلاش

کرنے اور ان سے انتقام لینے کے لئے نکلے تھے۔ ان میں سے ایک حماقت آمیز باتیں کر رہا تھا اور دوسرا بڑے اطمینان سے سو رہا تھا جیسے وہ لانگ روٹ پر سیر کرنے نکلے ہوں۔ اسے شک ہونے لگا کہ کہیں عمران زندہ تو نہیں۔ ان کے انداز سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا اس نے خود اپنی آنکھوں سے عمران کو ہلاک ہوتے دیکھا تھا۔ پھر یہ دونوں۔ وہ پریشانی کے عالم میں سوچتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وہ کنگ روڈ پہنچ گئے۔ مجاہد بلڈنگ کے پاس کار روک کر جولیا اترنے ہی لگی تھی کہ سلیمان نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میڈم، اگر آپ نے عمران صاحب کی موت کی تحقیق کرنی ہے تو اس بلڈنگ اور فلیٹ میں جانے کی بجائے سامنے والے فلیٹوں میں جائیں۔ خاص طور پر تیسری منزل کے فلیٹ نمبر دو سو دس میں۔ وہاں آپ کو عمران صاحب کے قاتلوں کی کوئی نہ کوئی نشانی ضرور مل جائے گی"۔ سلیمان کی بات سن کر جولیا چونک اٹھی۔

" یہ بات تم کیسے کہہ سکتے ہو"۔ جولیا نے اسے بری طرح گھورتے ہوئے کہا۔

" ابھی ابھی عمران صاحب کے غیبی بھوت نے یہ بات میرے کان میں کہی ہے"۔ سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" بھبھ، بھوت۔ کہاں ہے بھوت۔ کون بھوت۔ مجھے بتاؤ میں ابھی وچ ڈاکٹر پاکاشو شو کی روح سے رابطہ قائم کرتا ہوں وہ بھوت کے پیٹ میں گھونسے مار کر اس کی آنتیں باہر نکال دے گا"۔ جوزف نے بھوت کا

نام سن کر ہڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ابے شب دیجور کی ناخلف اولاد سپڑارہ اسی طرح۔ تو کسی بھوت سے کم ہے کیا۔ اپنے وچ ڈاکٹر پاکاشو شو کی روح کو بلوا کر خود گھونسے کھا کر اپنی آنتیں باہر نکلوا لے"۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

" میرے منہ لگنے کی کوشش مت کر بدصورت باورچی۔ ورنہ میرا ایک گھونسہ تیری کھوپڑی کے ٹکڑے کر دینے کے لئے کافی ہوگا"۔ جوزف نے اسے بری طرح گھور کر کہا۔

" جوزف میرے ساتھ آؤ"۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں بات بڑھاتے جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس مس"۔ جوزف نے فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر ہولسٹر لٹک رہے تھے۔ جس میں بھاری دستوں والے ریوالور صاف دکھائی دے رہے تھے۔

" میں بھی آؤں مس جولیا"۔ سلیمان نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" نہیں، تم یہیں رکو میں ابھی آکر تم سے بات کرتی ہوں"۔ جولیا نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور سلیمان سر ہلا کر رہ گیا۔ جولیا جوزف کے ساتھ اس بلڈنگ کی جانب بڑھ گئی جس کے بارے میں سلیمان نے اسے بتایا تھا۔

فلیٹ نمبر دو سو دس کے دروازے پر پہنچ کر جولیا نے دروازے پر

دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا وہ شاید لاک نہیں تھا۔

"آؤ"۔ جولیا نے جوزف سے کہا اور وہ دونوں فلیٹ میں داخل ہو گئے ۔ فلیٹ میں اچھا خاصا اندھیرا تھا۔ جولیا تیزی سے سامنے والی کھڑکی کی جانب بڑھ گئی جس پر دبیز پردہ پڑا ہوا تھا۔ پردہ ہٹا کر وہ کمرے میں کچھ روشنی کرنا چاہتی تھی تا کہ وہ وہاں کسی دیوار پر لگا ہوا لائٹ آن کرنے والا بٹن تلاش کر سکے ۔ ابھی وہ کمرے کے وسط میں ہی پہنچی تھی کہ اچانک اس کے سامنے ایک سایہ سا گھوما اور اس نے تیز چیخ مارتے ہوئے اچھل کر ایک ٹانگ جولیا کے سینے پر دے ماری۔ جولیا کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اپنی جگہ سے اچھل کر اپنے پیچھے موجود جوزف سے جا ٹکرائی ۔ اگر جوزف بروقت عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اسے دبوچ نہ لیتا تو جولیا جس بری طرح سے اس سے ٹکرائی تھی یقیناً وہ دونوں الٹ کر گر پڑتے ۔ جس سائے نے جولیا پر حملہ کیا تھا وہ کسی لڑکی کا تھا کیونکہ اس نے کک مارتے ہوئے کنگفو کے مخصوص سٹائل میں چیخ بھی ماری تھی ۔ اس سے پہلے کہ جوزف جولیا کو ایک طرف کرتا سایہ نے زمین پر ہاتھوں اور پیروں کے بل پر قلابازیاں کھائیں اور پھر اس نے دونوں پیر پھیلا کر ایک جوزف اور دوسرا جولیا کے پہلو میں رسید کر دیا اور خود قلابازی کھا کر دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی ۔ اس بار بھی اس کا حملہ بے حد تیز اور اچانک تھا۔ جوزف اور جولیا دونوں سنبھل نہ سکے تھے اور پہلوؤں کے بل زمین پر جا گرے تھے ۔ سایہ نے پھر چیخ مار کر حرکت کی اور اپنی

جگہ سے اچھل کر تقریباً اڑتی ہوئی ان کی طرف آئی تھی ۔ اس نے فضا میں دونوں پیروں کو موڑ لیا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پوری قوت سے دونوں گھٹنوں سمیت جوزف پر گرنا چاہتی ہو ۔ جوزف نے سائے کو اس انداز میں اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے زمین پر چکنی مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے اپنے جسم کو موڑا اور جیسے ہی سایہ اس کے قریب آیا اس نے دونوں پاؤں اٹھا کر اس کے مڑے ہوئے گھٹنوں پر دے مارے ۔ سایہ فضا میں قلابازی کھا گیا۔ اسی لمحے جولیا نے بھی لیٹے لیٹے اپنی ٹانگ سایہ کے گھومتے ہوئے جسم پر دے ماری ۔ سایہ رول ہوتا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ جوزف اور جولیا نے اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی اور آنکھیں پھاڑ کر اندھیرے میں اس سائے کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگے ۔ جو اندھیرے میں کہیں گم ہو گیا تھا۔

"مس آپ ایک طرف ہو جائیے ۔ اس سے میں لڑوں گا"۔ جوزف نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہیں جوزف تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ وہ لڑکی ہے اس کا مقابلہ میں کروں گی" جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے برق سی کوندی اور سامنے سے کوئی چمکتی ہوئی چیز جوزف کی طرف بڑھی اسی لمحے جولیا نے جسم کو مارشل آرٹس کے مخصوص انداز میں موڑتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر ایک خاص انداز میں چمکتی ہوئی چیز کو ہاتھ مار دیا۔ چمکتی ہوئی چیز جو یقیناً خنجر تھا جولیا کا ہاتھ پڑتے ہی ایک طرف جا گرا۔ جوزف نے

اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آگے کی جانب چھلانگ لگا دی اور زمین پر گر کر تقریباً گھسٹتا ہوا اس طرف بڑھا جہاں سے اس پر خنجر پھینکا گیا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ پھیلا رکھے تھے۔ اس بار اس کا داؤ چل گیا۔ اس کے ہاتھ سائے کی ٹانگوں سے ٹکرائے اور پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ جوزف سائے کی ٹانگوں کو چھوڑ دیتا۔ ٹانگیں پکڑتے ہی اس نے انہیں ایک زوردار جھٹکا دیا اور سایہ الٹ کر گر پڑا۔ اس کے منہ سے ایک بار پھر نسوانی چیخ نکل گئی تھی۔

"میں نے اسے پکڑ لیا ہے مس۔ جلدی سے آگے آئیں"۔ جوزف نے چیختے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ مگر اس سے قبل کہ جولیا اس کی مدد کے لئے آگے بڑھتی سائے نے اچانک جوزف کے سر پر ضرب لگائی تو جوزف کی آنکھوں کے سامنے سورج سا روشن ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی گرفت سائے کی ٹانگوں سے ڈھیلی پڑ گئیں۔ سائے نے اس کی گرفت سے ٹانگیں چھڑائیں اور کروٹ بدل کر اندھیرے میں چلا گیا۔

"جوزف، کہاں ہو تم"۔ جولیا اندھیرے میں جوزف کی جانب بڑے چوکنے انداز میں بڑھ رہی تھی لیکن جوزف اس کی بات کا کیا جواب دیتا اس کے ذہن پر جو سورج روشن ہوا تھا تو اس کی روشنی چند لمحوں کے لئے ہی پھیلی تھی پھر ہر طرف گہری تاریکی سی چھا گئی تھی۔ سائے کی زوردار ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

"جوزف"۔ جولیا نے پھر اسے آواز دی۔ اسی وقت اس نے دائیں

طرف سے سائے کو اپنی طرف آتے دیکھا جولیا ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں نیچے جھک گئی۔ سایہ اس کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ اس نے شاید جولیا پر چھلانگ لگائی تھی۔ سایہ جیسے ہی دوسری طرف گرا اسی لمحے جولیا نے بھی بھوکی شیرنی کی طرح پلٹ کر اس پر چھلانگ لگا دی اور سیدھی سائے پر جا گری۔ جولیا نے اسے بری طرح سے رگید کر رکھ دیا تھا اور پھر وہ سایہ کو جنونیوں کے سے انداز میں مارنے لگی۔ سایہ کے منہ سے گھٹی گھٹی آوازیں نکل رہی تھیں۔ اس نے اچانک اپنے ہاتھ پیر موڑ کر جولیا کو ایک طرف اچھال دیا اور جیسے ہی جولیا فرش پر گری وہ کروٹیں بدلتی ہوئی اس پر آ گئی۔ اس بار جولیا سائے کے نیچے تھی اور سائے کے ہاتھ چل رہے تھے اور جولیا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے چہرے کی کھال پھٹتی جا رہی ہو۔

جولیا پوری قوت سے اسے پرے دھکیلنے میں مصروف تھی کہ اچانک کمرہ تیز اور چکاچوند روشنی سے بھر گیا۔ تیز روشنی کی وجہ سے جولیا اور سایہ کی آنکھیں بری طرح سے چندھیا گئی تھیں۔ اسی لمحے جولیا نے موقع کا فائدہ اٹھا کر سایہ کو ایک طرف اچھال دیا اور پھر اچانک کمرہ سایہ کی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ جولیا کی آنکھیں جب روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو اس نے ایک سیاہ پوش لڑکی کے پاس سلیمان کو کھڑے دیکھا جو بڑی بے دردی سے اس کے سر پر بوٹ کی ٹھوکریں مار رہا تھا۔ لڑکی کا جسم ساکت ہو چکا تھا۔ شاید کمرے میں سلیمان نے ہی لائٹ آن کی تھی اور پھر جیسے ہی جولیا نے اسے اپنے پر

سے ایک طرف اچھال کر پھینکا تھا وہ شاید سلیمان کے قریب ہی گری
تھی اور سلیمان نے بوٹ مار مار کر بے ہوش کر دیا تھا۔

" مس جولیا۔ میں بڑی دیر سے نیچے آپ لوگوں کا انتظار کر رہا تھا۔
پھر میں خود ہی اوپر آگیا۔ فلیٹ کے دروازے پر آیا تو اندر سے مجھے
دھینگا مشتی کی آواز سنائی دی۔ میں نے چپکے سے کمرے میں آکر لائٹ
آن کر دی۔ اس وقت آپ نے اس لڑکی کو اچھال کر میری طرف
پھینک دیا۔ اس سے پہلے کہ یہ مجھ پر حملہ کرتی میں نے اسے بے ہوش
کر دیا ہے۔ کون ہے یہ اور یہ آپ سے کیوں لڑ رہی تھی۔ یہ کالے دیو
کو کیا ہوا ہے۔ زمین پر اوندھا پڑا کیا کر رہا ہے"۔ سلیمان حیرت سے
آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہتا چلا گیا۔ لڑکی کا چہرہ خون سے بھرا ہوا تھا۔
یہ شاید جولیا کے جنونیانہ انداز کا نتیجہ تھا۔ اس طرح جولیا کا بھی بایاں
گال اور ایک ہونٹ پھٹ گیا تھا جہاں سے خون ابھی تک رس رہا
تھا۔ لڑکی واقعی بہترین لڑاکا اور پھرتیلی معلوم ہوتی تھی جس نے
اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر ان پر بھرپور انداز میں حملہ کیا تھا اور جوزف
جیسے گرانڈیل دیو کو بھی بے ہوش کر دیا تھا۔

جولیا اپنی جگہ سے اٹھی اور لڑکی کے قریب آگئی۔ اس نے لڑکی کی
نبض چیک کی وہ واقعی بے ہوش ہو چکی تھی۔ کسی خیال کے تحت
جولیا نے لڑکی کا منہ کھولا اور اس کے دانتوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔
پھر جب اس کی انگلیاں باہر آئیں تو اس میں شیشے جیسا ایک چھوٹا سا
کیپسول چمک رہا تھا جس میں ہلکے سبز رنگ کا محلول سا بھرا ہوا نظر آرہا

تھا۔

" اوہ، شاید اس نے اپنے دانتوں میں یہ زہریلا کیپسول چھپا رکھا
تھا تاکہ اگر کبھی یہ پکڑی جائے تو کیپسول چبا کر اپنا خاتمہ کر لے۔
آپ کو اس کا خیال کیسے آیا مس جولیا اور یہ ہے کون"۔ سلیمان نے
حیرت سے کیپسول کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" عمران کی قاتل یا پھر قاتل کی ساتھی"۔ جولیا نے مبہم سا جواب
دیا۔

" اوہ، تب پھر اسے باندھ لینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ ہوش میں آتے
ہی یہ ایک بار پھر اودھم مچا دے اور مجھے بھی کالے دیو کی طرح زمین
کی مٹی چاٹنے پر مجبور ہونا پڑے"۔ سلیمان نے گھبرا کر کہا اور جولیا نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا کے کہنے پر سلیمان فلیٹ میں سے ایک رسی
ڈھونڈ لایا۔ جولیا نے لڑکی کے ہاتھ پاؤں مضبوطی کے ساتھ باندھ
دیئے۔

" سلیمان فلیٹ کا دروازہ بند کر دو اور اس لڑکی کو اٹھا کر میرے
ساتھ اندرونی کمرے میں لے چلو۔ میں اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتی
ہوں۔ ایسا نہ ہو اس کی چیخیں سن کر اردگرد کے فلیٹوں کے لوگ
یہاں اکٹھے ہو جائیں۔ اس کے بعد جوزف کو بھی ہوش میں لانا ہے"۔
جولیا نے کہا اور سلیمان نے اس کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا۔
لڑکی کو اندرونی کمرے میں لے جا کر ایک کرسی پر بٹھا کر اس کے
گرد رسیاں لپیٹ دی گئیں۔ سلیمان جوزف کے چہرے پر پانی کے

چھینٹے مار کر اسے ہوش میں لے آیا تھا۔ جوزف نے ہوش میں آ کر کراہتے ہوئے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔

"اب اپنا سر پکڑ کر کیوں کراہ رہے ہو بدصورت دیو۔ ہونہہ بڑے لڑاکا بنے پھرتے تھے۔ ایک لڑکی سے مار کھا گئے۔ ہونہہ"۔ سلیمان نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"بکو مت۔ اس بدبخت نے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر ہم پر حملہ کیا تھا۔ میں نے اندھیرے کے باوجود اس کو پکڑ لیا تھا مگر اس نے نجانے میرے سر پر کیا چیز ماری تھی کہ میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا"۔ جوزف نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اندھیرے میں اندھیرے کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا بڑے تعجب کی بات ہے۔ تم تو افریقہ کے کالے جنگلوں میں پلے بڑھے ہو۔ جہاں دن رات اندھیرا چھایا رہتا ہے۔ وہاں تو تم نے بڑے بڑے شیروں، کالے شیروں اور بڑے بڑے خطرناک جانوروں کا خالی ہاتھوں مقابلہ کیا تھا اور بقول تمہارے تم نے ان کی گردنیں توڑ ڈالی تھیں۔ کیا یہ قصے کہانیوں کی باتیں اپنی بڑائی کے لئے مجھے بتاتے رہتے ہو"۔ سلیمان نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور جوزف اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

"اس نے بڑی بہادری اور جرأت سے اس لڑکی کا مقابلہ کیا تھا سلیمان۔ مگر یہ لڑکی سچ مچ بے حد تیز طرار اور خطرناک حد تک لڑاکا ہے۔ اس سے لڑتے ہوئے مجھے بھی دانتوں پسینہ آ گیا تھا۔ بہرحال

اب باتوں میں وقت ضائع مت کرو۔ ہمیں اس لڑکی سے پوچھ گچھ کرنی ہے اور پھر اس کے بارے میں چیف کو بھی رپورٹ دینی ہے"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔ اس کا سخت لہجہ سن کر جوزف اور سلیمان نے سر جھکا لئے۔ جولیا نے وہاں گرا ہوا خنجر اٹھایا اور اس کمرے کی جانب بڑھ گئی جہاں لڑکی کو کرسی سے باندھا گیا تھا۔ جوزف اور سلیمان بھی اس کے پیچھے اس کمرے میں آ گئے۔

جولیا کے اشارے پر جوزف نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اس کی چٹخنی لگا دی۔

جولیا لڑکی کی طرف آگے بڑھی اور اس نے لڑکی کے بال پکڑ کر اس کا چہرہ سیدھا کرتے ہوئے زور زور سے اس کے منہ پر طمانچے مارنے شروع کر دیئے۔ چند ہی لمحوں میں لڑکی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آ کر اس نے خود کو بری طرح جکڑا ہوا اور اپنے سامنے ایک لڑکی کو دیکھا تو اس کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

"کون ہو تم لوگ اور مجھے اس بری طرح کیوں باندھا گیا ہے"۔ لڑکی کے حلق سے غراہٹ نما آواز نکلی۔

"جوزف اگر اس لڑکی کی ایک آنکھ نکال دی جائے تو یہ کیسی لگے گی۔ اس کی خوبصورتی میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا ناں"۔ جولیا نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے جوزف سے مخاطب ہو کر بڑی لاپرواہی سے پوچھا۔

"نہیں مس۔ اگر آپ مجھے اس کی آنکھ نکالنے کا حکم دیں تو میرا وچ ڈاکٹر پاکاشو شو مجھ سے خوش ہو جائے گا۔ اس کی روح جو میرے سر کی حفاظت کرتی ہے ایک آنکھ سے کافی ہے۔ اس لڑکی کی اگر میں آنکھ نکالوں گا تو اس کی آنکھ ٹھیک ہو جائے گی اور وہ میرے لئے بے پناہ طاقتوں کے دروازے کھول دے گا"۔ جوزف نے خوش ہو کر جلدی سے کہا۔ اس کی بات سن کر سلیمان برے برے منہ بنانے لگا۔

"ہونہہ، ایک تو وچ ڈاکٹروں کی بدروحیں اس بدروح کے سر پر چڑھی رہتی ہیں۔ کم بخت کو اپنے ساتھ بھی نہیں لے جاتیں"۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ جوزف نے سن لی تھی۔ وہ غصیلی نظروں سے اسے گھورنے لگا تھا۔

"لڑکی کے ساتھ ساتھ اگر آپ مجھے اس باورچی کی بھی آنکھیں نکالنے کا حکم دے دیں مس جولیا تو پاکاشو شو کی روح کی تیسری آنکھ بھی کھل جائے گی اور اس کی تیسری آنکھ کھل جائے تو آنے والے خطرات کے بارے بھی مجھے بہت کچھ بتا سکتا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"میری آنکھوں میں ککرے پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں نکالنے کی کوشش کی تو تمہارے وچ ڈاکٹر پاکاشو شو کی اکلوتی آنکھ بھی ضائع ہو جائے گی۔ پھر وہ تمہاری رہی سہی طاقتیں بھی چھین لے گا اور تم بے دم کے لنگور بن کر رہ جاؤ گے"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں اپنی بکواس بند کرو اور لڑکی بتاؤ تم کون ہو اور اس فلیٹ میں کیا کر رہی تھی۔ کیا عمران کو تم نے ہلاک کیا ہے"۔ جولیا

نے پہلے جوزف اور سلیمان کو ڈانٹا اور پھر لڑکی کی جانب دیکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم سیکرٹ سروس کی ممبر جولیانا فٹزواٹر ہو ناں"۔ لڑکی نے جولیا کے سوال کا جواب دینے کے بجائے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں زہریلی ناگن کی سی کاٹ تھی۔ اس کی بات سن کر جولیا بری طرح چونک اٹھی۔

"تم میرے بارے میں کیسے جانتی ہو"۔ جولیا نے اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہارے اور تمہارے دوسرے تمام ساتھیوں کے بارے میں اچھی طرح سے جانتی ہوں۔ مگر تمہارے ساتھ یہ دونوں کون ہیں۔ یہ تو سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہیں"۔ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لاپرواہانہ انداز سے لگ رہا تھا جیسے بندھے ہونے کے باوجود بھی وہ ذرا بھی خائف نہیں تھی۔

"تم ہو کون اور تمہارا کس گروپ سے تعلق ہے"۔ جولیا نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"کیٹس کے گروپ سے۔ میرا نام شارکی ہے لیکن میں کیٹ فور کے نام سے جانی جاتی ہوں"۔ لڑکی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"کیٹس۔ کیا مطلب۔ کس ملک سے تمہارا تعلق ہے اور یہاں کیا کرنے آئی ہو"۔ جولیا نے حیرت سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کیٹس گروپ کو سپیشل طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک

کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے جولیا نافٹرواٹر۔ تمہارا ایک ساتھی تو
ہلاک ہو چکا ہے۔ اب یہاں میں تمہیں ہلاک کروں گی جبکہ میری
دوسری ساتھی کیٹس تمہارے دوسرے ساتھیوں کو ہلاک کریں گی۔
ہمیں ڈیتھ کیٹس بھی کہا جاتا ہے۔ جب تک ہم مطلوبہ ٹارگٹس کو
ہٹ نہ کرلیں ہم چین سے نہیں بیٹھتیں۔ تم نے مجھے یہاں اس طرح
باندھ کر اگر یہ سمجھ لیا ہے کہ مجھ پر تشدد کر کے مجھ سے کچھ اگلوا لو گی تو
یہ تمہاری محض خام خیالی ہے۔ تم چاہے میری ایک آنکھ نکالو یا
دونوں۔ میرے جسم کا ریشہ ریشہ بھی الگ کر دو تب بھی میں تمہیں وہ
نہیں بتاؤں گی جو تم پوچھنا چاہتی ہو"۔ کیٹ فور نامی لڑکی نے انتہائی
زہریلے لہجے میں کہا۔

" کہنا بہت آسان ہے شار کی۔ لیکن زخم سہنا بہت مشکل ہے۔ تم
لوگوں کا کس ملک سے تعلق ہے اور یہاں تم کس مشن پر کام کرنے
آئی ہو اس کے بارے میں مجھے سب کچھ بتادو۔ ورنہ یہ تمہارا ہی خنجر
ہے۔ یہ تمہارے جسم پر کہاں کہاں اور کیسے کیسے نشان ڈالے گا اس کا
اندازہ تم خود لگالو"۔ جولیا کے لہجے میں یکلخت بے پناہ سرد مہری ابھر آئی
تھی۔

" چلو۔ پہلے تم اپنی کوششیں کر کے دیکھ لو۔ باری آنے پر میں جو
تمہارا حشر کروں گی تم اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی"۔
کیٹ فور غرائی۔ اس کا انداز دیکھ کر جولیا کو تاؤ آ گیا۔ اس نے خنجر
ایک زوردار جھٹکے سے کیٹ فور کے دائیں کندھے پر مار دیا۔ کیٹ فور

کا سارا بدن ایک لمحے کے لئے لرزا لیکن اس نے دانتوں پر دانت جما
کر ہونٹ مضبوطی سے بھینچ لئے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کے حلق
سے چیخ کی آواز نہ نکلی تھی۔

" کچھ محسوس ہوا"۔ جولیا نے اس کے کندھے میں اترے ہوئے
خنجر کو ادھر ادھر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

" ن۔ نہیں"۔ کیٹ فور نے کہا۔ شدید کرب اور تکلیف کی وجہ
سے اس کا رنگ سرخ ہو گیا تھا لیکن وہ کمال برداشت کا مظاہرہ کر رہی
تھی۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کی کربناک چیخوں سے اب تک
پورا کمرہ تھرا اٹھتا۔

اس کی ہمت اور قوت برداشت دیکھ کر سلیمان اور جوزف بھی
حیرت زدہ رہ گئے۔ جولیا نے ایک جھٹکے سے خنجر اس کے کندھے سے
نکال لیا اور انتہائی سفاکی سے اس کے زخموں میں خنجر کی نوکیں مارنے
لگی۔ کیٹ فور کا جسم زخم میں بار بار خنجر کی نوک لگنے سے بری طرح
سے لرز رہا تھا اور اس کے مساموں سے پسینہ تک پھوٹ نکلا تھا مگر
اس نے چہرے پر اذیت کا معمولی سا شائبہ تک نہیں پڑنے دیا تھا۔

" یہ مت بھولنا کہ تم آسانی سے مر جاؤ گی۔ میں نے تمہارے
دانتوں سے زہریلا کیپسول نکال لیا ہے۔ دیکھتی ہوں تم کب تک
اذیت برداشت کرتی ہو"۔ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی
بات سن کر کیٹ فور ایک لمحے کے لئے چونکی۔ اس نے جلدی سے
دانتوں میں زبان پھیری اور پھر واقعی اس کے چہرے پر پہلی بار تشویش

کے سائے پھیلتے چلے گئے مگر جلد ہی اس نے خود کو نارمل کر لیا۔

" میرا خودکشی کرنے کا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے جولیانا۔ میں مروں گی تو تمہیں اپنے ساتھ ہی لے کر مروں گی۔ تم اپنا کام جاری رکھو"۔ اس نے بھیانک پن سے کہا اور جولیا اس کے اطمینان بھرے انداز سے سلگ اٹھی۔ اس نے خنجر کی نوک واقعی بڑی بے رحمی سے کیٹ فور کی دائیں آنکھ میں اتار دی۔ کیٹ فور نے اپنی چیخیں روکنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن جب جولیا نے اس کی آنکھ میں گڑا ہوا خنجر گھمایا اور کیٹ فور کا کٹا ہوا ڈھیلا خون اور غلیظ مواد سمیت باہر نکل آیا تو وہ کسی بھی طرح اپنے آپ پر قابو نہ پا سکی۔ اس نے فلک شگاف انداز میں چیخنا چاہا مگر عین وقت پر جوزف نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی چیخوں کا گلہ گھونٹ دیا۔ کیٹ فور کرسی پر بندھی اس بری طرح سے لرز رہی تھی جیسے اس کے جسم سے جان نکلی جا رہی ہو۔ پھر یکلخت اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

" ہونہہ۔ بڑی ہمت اور قوت برداشت کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ جوزف اس کی آنکھ میں کوئی کپڑا ٹھونس دو اور اس کے منہ میں بھی کپڑے کا گولا بنا کر ڈال دو۔ دیکھتی ہوں یہ کیسے میرے سوالوں کا جواب نہیں دیتی"۔ جولیا کا لہجہ اس قدر خوفناک تھا کہ پیچھے کھڑا سلیمان بری طرح سہم کر رہ گیا تھا۔ کسی مجرم یا اس کے ساتھی پر اس قدر خوفناک تشدد ہوتے وہ شاید پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ جوزف نے سر ہلا کر جیب سے رومال نکالا۔ اس کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک کا گولا بنا کر

کیٹ فور کی خون اگلتی ہوئی آنکھ میں اور دوسرا ٹکڑے کا گولا بنا کر اس کے منہ میں ڈال دیا۔ جولیا آگے بڑھی اور اس نے خنجر کی نوک ایک بار پھر کیٹ فور کے کندھے کے زخم پر مارنا شروع کر دی۔ کیٹ فور کا جسم پھر لرزنے لگا اور پھر اس نے یکدم آنکھ کھول دی۔

کیا ہوا کیٹ فور۔ ابھی تو شروعات ہے۔ میں نے تمہاری ایک آنکھ نکالی اور تم ابھی سے ہی بے ہوش ہو گئیں۔ ابھی تو میں نے تمہاری دوسری آنکھ نکالنی ہے۔ پھر کان، پھر ناک اور پھر تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی الگ الگ کر ڈالوں گی"۔ جولیا نے کہا اس کا لہجہ درندگی سے بھرپور تھا۔ کیٹ فور کی دوسری آنکھ شدید اذیت اور غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا اس لئے وہ کچھ کہہ تو نہیں سکی مگر اس کے حلق سے نکلنے والی غراہٹ بے حد خوفناک تھی۔ جولیا نے خنجر کی نوک اس کی دوسری آنکھ کے سامنے کر دی۔ کیٹ فور کی آنکھ میں خوف کی پرچھائی نظر آنے لگی۔ پھر اچانک اس کی آنکھ میں جیسے برق سی کوندی۔ اس نے اچانک اپنا پیر اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر مار دیا۔ اچانک ایک ہولناک اور کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے عمران کی طرح اس کے جسم کے بھی ہزاروں ٹکڑے ہو کر کمرے میں بکھر گئے ہوں۔ یہی حال جوزف اور سلیمان کا بھی ہوا تھا۔ انہیں بھی اپنے جسم دھماکے سے پھٹتے معلوم ہوئے تھے اور پھر ان کے ذہنوں پر تاریکی کی دبیز چادریں چڑھتی چلی گئیں۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

دانش منزل سے نکلتے ہی عمران نے اپنی کار کا رخ موڑا اور اسے بڑی سڑک پر لے آیا۔ دانش منزل سے نکلنے سے پہلے وہ ماسک میک اپ کرنا نہیں بھولا تھا۔ اس وقت وہ ایک عام سا نوجوان دکھائی دے رہا تھا۔چونکہ وہ سیکرٹ سروس اور مجرموں کی نگاہ میں مر چکا تھا اس لئے وہ اپنی سپورٹس کار بھی استعمال نہیں کر رہا تھا۔ اس وقت جس کار میں وہ بیٹھا تھا وہ نئے ماڈل کی کار تھی۔ جسے اس نے حال ہی میں خریدا تھا۔

سڑک پر آتے ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک وزیٹنگ کارڈ نکال لیا۔ کارڈ پر ایک سانپ کا نشان بنا ہوا تھا جس کے تین سر تھے۔ اس کے نیچے وائٹ کنگ کا نام اور کنگ ہوٹل کا نام و پتہ لکھا ہوا تھا۔ کارڈ پڑھ کر عمران نے پرخیال انداز میں سر ہلایا اور کارڈ دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ اس کی کار مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی واسطی

روڈ پر پہنچ گئی۔ اس سڑک پر کنگ ہوٹل کی بلند و بالا عمارت دور سے ہی نظر آ رہی تھی۔

عمران کار ہوٹل کی پارکنگ میں لے گیا۔ پھر کار سے اتر کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس وقت اس نے بہترین تراش خراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ جس میں اس کی شخصیت بارعب اور جاذب نظر دکھائی دے رہی تھی۔ گیٹ پر ایک باوردی دربان نہایت چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔

"سلام صاحب"۔ اس نے عمران کے قریب آنے پر اس کے لئے دروازہ کھولتے ہوئے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کے سلام کا جواب دینے کے لئے سر کو خفیف سی جنبش دی اور اندر داخل ہو گیا۔

ہوٹل کا ہال بے حد وسیع و عریض اور شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ سارا فرش کارپٹڈ تھا۔ کرسیاں اور وہاں رکھی ہوئی میزیں بھی اعلیٰ قسم کی لکڑیوں کی اور خوبصورت ڈیزائن کی نظر آ رہی تھیں۔ ہال کا زیادہ تر حصہ آباد تھا۔ ایک طرف چھوٹا سا گول ریوالونگ چبوترا بنا ہوا تھا جہاں ایک بڑے اور خوبصورت پیانو پر ایک نہایت حسین لڑکی بیٹھی بڑی میٹھی دھن میں پیانو بجا رہی تھی۔ لڑکی نے بہترین تراش کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے سر پر موتیوں جڑا ایک خوبصورت تاج بھی تھا۔ سچ مچ وہ اس وقت پرانے زمانے کی حسین شہزادی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران اس کے قریب سے گزرا تو اس

نے پلکیں اٹھا کر عمران کی جانب دیکھا۔ جیسے ہی اس کی نظریں عمران کی نظروں سے ملیں عمران کو ایک عجیب سا احساس ہونے لگا۔ اسے یوں لگا جیسے وہ ان حسین آنکھوں کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہے۔ آنکھوں کی بناوٹ اسے جانی پہچانی سی لگی تھی مگر آنکھوں کا رنگ سبزی مائل تھا۔ جس کی وجہ سے عمران کو یاد نہیں آرہا تھا کہ اس نے ان آنکھوں کو پہلے کب اور کہاں دیکھا ہے۔

سبز آنکھوں والی لڑکی کا چبوترا چاروں طرف گھوم رہا تھا۔ عمران چبوترے سے کچھ فاصلے پر ایک خالی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔ ہال میں نظریں دوڑاتے ہوئے وہ بار بار پیانو بجانے والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

"یس سر"۔ اس کے میز پر بیٹھتے ہی ایک ویٹر تیر کی طرح اس کے پاس آیا تھا۔ عمران نے اسے گھور کر دیکھا۔ اس کے ذہن میں ایک لمحے کے لئے شرارت کا عنصر جاگا لیکن پھر اس نے جلدی سے خود پر قابو پا لیا۔ وہ یہاں جس کام کے لئے آیا تھا اگر اس نے یہاں کوئی احمقانہ حرکت کی تو اس کا پہچان لیا جانا یقینی سی بات تھی اور وہ ابھی خود کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے پیچھے اس کا کیا مقصد تھا۔ یہ عمران نے اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی میں ہی چھپا رکھا تھا۔

"فل کریم ہاٹ کافی"۔ عمران نے ویٹر سے کہا اور ویٹر سر ہلا کر واپس مڑ گیا۔ لڑکی کا چبوترا گھوم کر اسی طرف آرہا تھا۔ عمران مسلسل اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر اس کی آنکھوں کو دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کا لڑکی کو اس طرح دیکھنے پر وہاں کوئی اعتراض نہیں

کر سکتا تھا کیونکہ ہال میں موجود نوجوانوں کی اکثریت اس کی تھرکتی ہوئی انگلیوں اور اس کے حسین چہرے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتی ہوں"۔ اچانک ایک مترنم آواز سن کر عمران چونک اٹھا۔ وہ پیانو بجانے والی لڑکی کی جانب اس قدر محو تھا کہ اسے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ کب ایک خوبصورت لڑکی اس کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ وہ لڑکی بھی بے حد حسین تھی۔ اس کی گوری رنگت، شانوں پر بکھرے ہوئے سنہری بال، نیلی آنکھیں اور اس کا فیشن ایبل لباس اس پر خوب جچ رہا تھا۔

"اوہ ضرور، تشریف رکھیئے۔ تشریف رکھیئے"۔ عمران نے جلدی سے اٹھ کر اس لڑکی کے آگے بچھ جانے والے لہجے میں کہا۔

"شکریہ"۔ لڑکی نے کہا اور کرسی کھینچ کر بڑے اطمینان سے بیٹھ گئی۔ لڑکی غیر ملکی تھی اس کے نین نقش ایشیائی ملک کے تھے۔ وہ بڑے غور سے عمران کی جانب دیکھ رہی تھی۔ عمران بھی دھیمی مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسی وقت ویٹر نے عمران کے آگے کافی کا مگ لا کر رکھ دیا۔ وہ جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ عمران نے اسے روک لیا۔

"آپ کچھ لینا پسند کریں گی مس"۔ عمران نے لڑکی سے پوچھا۔

"جو آپ نے اپنے لئے منگوایا ہے وہی میرے لئے منگوا لیجئے"۔ لڑکی نے بڑے ناز بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویٹر مس صاحبہ کے لئے بھی ایک کافی لے آؤ۔

جلدی "۔ عمران نے ویٹر سے کہا اور وہ یس سر کہتا ہوا مڑ گیا۔

" میرا نام ماریا ہے اور میں ساک لینڈ سے آئی ہوں۔ اس ٹیبل پر اکیلی بیٹھی بور ہو رہی تھی۔ آپ کو بھی اکیلے دیکھا تو کمپنی کے لئے یہاں آ گئی۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے"۔ لڑکی نے عمران کی جانب بڑی ملتفت زدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں، آپ جیسی حسین دوشیزہ کی کمپنی پا کر تو مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہونے لگا ہے۔ مجھے خالد کہتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ماریا کا چہرہ کھل اٹھا۔

" آپ اس ہوٹل میں پہلی بار آئے ہیں یا اکثر آتے رہتے ہیں"۔ ماریا نے اس کی جانب پرشوق نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہوٹل گردی میرا شوق ہے۔ مگر اس ہوٹل میں آنے کا آج میرا پہلا اتفاق ہے۔ اور اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں پہلے یہاں کیوں نہیں آیا۔ یہاں کا پر فضا ماحول اور یہاں اٹھلاتی ہوئی تتلیاں اس قدر حسین اور دلکش ہوں گی اس کے بارے میں، میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا"۔

" تتلیاں۔ اوہ شاید آپ کو تتلیاں بہت پسند ہیں۔ اسی لئے آپ نے اپنے کوٹ پر ایک خوبصورت تتلی کا بیج لگا رکھا ہے"۔ ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ بس یہ تو یونہی"۔ عمران نے کوٹ پر لگی تتلی کو پکڑتے ہوئے کہا۔ اسی وقت ویٹر ماریا کے سامنے بھی کافی کا فل کریم مگ سرو

کر گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس سے بات کرتا ماریا نے پرس میں سے ایک کارڈ نکال کر عمران کے آگے رکھ دیا۔ اس کارڈ کو دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ وہ بالکل ویسا ہی وزیٹنگ کارڈ تھا جو عمران کو کرسٹل بلٹ چلانے والے کے فلیٹ میں پڑا ملا تھا۔ اس پر وہی مخصوص وائٹ کنگ کا نشان بنا ہوا تھا اور اس ہوٹل کا نام پتہ درج تھا۔ عمران نے کسی خیال کے تحت جیب سے اپنا کارڈ بھی نکال کر میز پر ڈال دیا۔

" ہوں، تم یہاں سے سیدھے گریز کالونی ایچ بلاک کوٹھی نمبر سات سو سترہ میں چلے جاؤ۔ وہاں ایس ایچ تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ تمہاری طرف میز کے نیچے ایک پیکٹ چپکا ہوا ہے اسے ساتھ لے جاؤ اور ایس ایچ سے کہنا کہ ٹی تھری بی دوسرا پیکٹ لے کر رات کو اس کے پاس پہنچے گی"۔ ماریا نے اچانک بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ ایس ایچ اور ٹی تھری کا نام سن کر عمران کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے تھے۔ ایس ایچ سے اس کی مراد یقیناً سنگ ہی تھا اور ٹی تھری بی تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی۔ وہی تھریسیا اس وقت عمران کے سامنے بیٹھی تھی جس نے اس کمال کا میک اپ کر رکھا تھا کہ عمران جیسا گھاگ انسان بھی اسے پہچان نہ پایا تھا۔

عمران کنگ کے نشان کے کارڈ کی وجہ سے اس ہوٹل میں آیا تھا۔ وہ اس قاتل کو اس ہوٹل میں تلاش کرنے آیا تھا۔ جس نے عمران کے دھوکے میں ایک چور کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس ہوٹل میں آتے

ہوئے عمران نے کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا اور یونہی بے مقصد اس ٹیبل پر آبیٹھا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وہ اس ہوٹل میں آئے گا تو سنگ ہی اور تھریسیا جیسے خطرناک مجرم اس طرح کھل کر اس کے سامنے آجائیں گے۔ ماریا جو اصل میں تھریسیا تھی اس نے جان بوجھ کر اس کے حسن کی تعریف کی تھی تاکہ وہ کچھ دیر اس ہوٹل میں آنے جانے والوں پر نظر رکھ سکے۔ تھریسیا کو شاید اپنے کسی خاص آدمی کا انتظار تھا اور وہ شاید اس آدمی کی شکل سے واقف نہیں تھی۔ اس کے اور اجنبی کے لئے یہ مخصوص میز اور شاید تتلی کا کوڈ طے تھا۔ عمران کے کوٹ پر لگی ہوئی تتلی معمولی سی تھی جو اس کے کوٹ کے ساتھ ٹنگی ہوئی تھی۔ تھریسیا کو سامنے دیکھ کر سچ مچ عمران کا ذہن دھماکوں کی زد میں آگیا تھا۔ ان دونوں کے یہاں ہونے کا یہی مطلب تھا کہ وہ ایک بار پھر پاکیشیا کے خلاف کسی گھناؤنی سازش کر رہے ہیں۔ سنگ ہی اور تھریسیا جب بھی مل کر کام کرتے تھے تو اپنے پلان پر عمل کرنے کے لئے ہر طرف سازشوں کا جال پھیلا دیتے تھے۔ ایسا جال جس کے تانے بانے نجانے کہاں کہاں تک پھیلے ہوتے تھے۔ عمران کے ساتھ اب تک جو واقعات پیش آئے تھے ان سے صاف پتہ چلتا تھا کہ اس سارے کھیل کے پیچھے زیرولینڈ کا ہاتھ ہے اور زیرولینڈ اپنے مفاد اور پاکیشیا کے خلاف سنگ ہی اور تھریسیا کو ہی آگے کرتا تھا جو ہر قسم کے ماسٹرز پلانز کو ہینڈل کرنے میں ماہر تھے۔ سنگ ہی اور تھریسیا ابھی پاکیشیا آئے تھے یا نہیں اس کے بارے میں عمران کو کچھ معلوم

نہیں تھا اور نہ ہی اس کے پاس کوئی ایسا کلیو تھا کہ وہ ان دونوں کی تلاش میں ہاتھ پاؤں مارتا۔ مگر اب نہ صرف اس کے سامنے تھریسیا خود بہ نفس نفیس موجود تھی بلکہ وہ اسے سنگ ہی کے بارے میں بھی بتا رہی تھی کہ وہ کہاں ہے اور نجانے اس پیکٹ میں کیا تھا جسے تھریسیا اس کے ذریعے سنگ ہی کے پاس بھیج رہی تھی۔ اسی طرح کا دوسرا پیکٹ شام کو وہ خود لے کر سنگ ہی کے پاس جانے والی تھی۔

ان کے عزائم اور ان کا مشن معلوم کرنے کے لئے عمران کو بہت کام کرنا تھا اور ہر قدم پھونک کر رکھنا تھا۔ ورنہ وہ سنگ ہی اور تھریسیا کی فطرت سے اچھی طرح سے واقف تھا اگر ان کو ذرا بھی بھنک مل گئی کہ عمران کی نظروں میں وہ آچکے ہیں تو وہاں سے فرار ہو کر اپنے مشن پر کسی اور جگہ بیٹھ کر بھی کام کر سکتے تھے۔ اس لئے اس نے سامنے بیٹھی ہوئی تھریسیا پر اپنا آپ ظاہر کرنے سے احتیاط برتنا مناسب سمجھا تھا۔ تھریسیا جیسی خطرناک اور چالاک ترین مجرمہ مغالطے میں تھی جو اسے پہچان نہیں پا رہی تھی ورنہ وہ تو اس کے سائے سے بھی بھاگتی تھی۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ عمران جس میک اپ میں تھا تھریسیا سے بات کرتے ہوئے اس نے اپنی آواز بھی بدل لی تھی۔ ورنہ تھریسیا اس کی آواز سن کر ہی اسے پہچان جاتی اور عمران اندھیرے میں ہی رہ جاتا۔

عمران نے تھریسیا کے کہنے پر نہایت احتیاط سے میز کے نیچے ہاتھ مارا تو اسے میز کے نیچے چپکی ہوئی ایک چھوٹی سی ڈبیہ مل گئی جو اس

نے بڑی ہوشیاری سے اپنے کوٹ کی جیب میں منتقل کر لی۔

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ"۔ تھریسیا نے کافی کا مگ اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کافی کے مگ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ وہ خود بھی اب جلد سے جلد وہاں سے اٹھ جانا چاہتا تھا کیونکہ تھریسیا نے جس کے مغالطے میں اس کے سامنے اپنی اصلیت ظاہر کی تھی اور ڈبیہ دی تھی وہ کسی بھی لمحے وہاں آ سکتا تھا اور عمران چاہتا تھا کہ وہ اس شخص کو باہر ہی کور کر لے۔ اس شخص کو پہچاننے کے لئے اس کے لباس پر لگی ہوئی تتلی کا نشان ہی اس کے لئے کافی تھا۔

ہوٹل سے باہر آ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر دروازے کے ایک طرف دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہا ہو۔ اس وقت اس کا وہاں کھڑا ہونا خطرناک ہو سکتا تھا۔ تھریسیا یا اس کا کوئی ساتھی جو اسے تھریسیا کے ساتھ دیکھ چکا تھا اسے یہاں کھڑے دیکھ کر چونک سکتا تھا لیکن عمران کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا کیونکہ وہ اس وقت اپنی مدد کے لئے کسی ممبر کو بھی وہاں نہیں بلا سکتا تھا۔ کیونکہ آنے والا کبھی بھی آ سکتا تھا۔

اچانک عمران کی نظر کار پارکنگ کی طرف سے آتے ہوئے ایک نوجوان پر پڑی۔ اس نے ہلکے گرے کلر کا عمران جیسا ہی سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے دائیں طرف موجود جیب پر ویسی ہی تتلی کا نشان

بنا ہوا تھا جیسے عمران کے کوٹ پر بنا ہوا تھا۔ قدرت کے اس حسین اتفاق پر عمران عش عش کر اٹھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ تھریسیا جیسی مجرمہ کیسے دھوکے میں آ گئی تھی۔ اس نوجوان کو دیکھ کر عمران تیزی سے آگے بڑھا۔

"اندر خطرہ ہے۔ جلدی سے میرے پیچھے آؤ۔ یہ ٹی تھری بی کا حکم ہے"۔ عمران نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر نوجوان بری طرح سے چونک پڑا اور رک کر اس کی جانب دیکھنے لگا لیکن عمران رکے بغیر تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس نے نوجوان پر نفسیاتی حملہ کیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ ٹی تھری بی کا حوالہ سن کر وہ اس کے پیچھے ضرور آئے گا اور وہی ہوا۔ نوجوان تذبذب کے عالم میں چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر اس کے پیچھے آنے لگا۔

عمران اسے کار پارکنگ میں لے آیا تھا۔ کار پارکنگ میں آتے ہی نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے نزدیک آ گیا تھا۔

"ٹھہرو۔ کون ہو تم"۔ نوجوان نے اس کے قریب آ کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں کون ہوں۔ اس کے بارے میں بعد میں پوچھ لینا۔ تمہارے لئے ٹی تھری بی کا حوالہ ہی کافی ہونا چاہئے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اپنی کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ نوجوان اسے تیز نظروں سے گھور رہا تھا وہ مکمل طور

پر عمران کے نفسیاتی اثر میں آ گیا تھا۔ چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد وہ عمران کی ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اس کی کار ہوٹل کی پارکنگ سے نکلتی چلی گئی۔

عمران اس نوجوان کو رانا ہاؤس لے جانا چاہتا تھا تا کہ اس سے اس کا شجرہ نسب پوچھ سکے تا کہ سنگ ہی کے سامنے اسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کرنل بلیک اس وقت ایک مقامی نوجوان کے روپ میں تھا۔ اس نے آفیسر کالونی کے علاقے میں کار روکی اور ایک بڑی کوٹھی کے گیٹ کے پاس کھڑے محافظ کو اشارے سے اپنی طرف بلالیا۔

" کیا بات ہے جناب "۔ محافظ نے اس کے قریب آکر بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" اس علاقے میں کہیں ڈاکٹر کاشف مرزا صاحب رہتے ہیں۔ مجھ سے ان کا کارڈ کہیں مس پلیس ہو گیا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان کی کوٹھی کہاں ہے "۔ کرنل بلیک نے اس سے پوچھا۔

" ڈاکٹر کاشف مرزا صاحب۔ آپ ان ڈاکٹر صاحب کی بات تو نہیں کر رہے جو کسی سائنسی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں "۔ محافظ نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں انہی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں "۔ کرنل بلیک نے

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ ایسا کریں تھوڑا سا آگے جا کر سیدھے ہاتھ مڑ جائیں۔ پہلی کوٹھی چھوڑ کر دوسری کوٹھی ڈاکٹر صاحب کی ہے۔ ان کے گیٹ کا رنگ براؤن ہے اور گیٹ پر بڑا سا عقاب بنا ہوا ہے"۔ محافظ نے کہا اور کرنل بلیک نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔ پھر دائیں طرف کار کو موڑ کر اس نے براؤن رنگ کے عقاب والے گیٹ کے سامنے کار روکی اور کار کا انجن بند کر کے کار سے نیچے اتر آیا۔ کوٹھی کے ایک طرف محافظوں کا چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا جہاں ایک مسلح محافظ نہایت چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ کرنل بلیک نے ساتھ والی سیٹ پر پڑا ہوا ایک بریف کیس اٹھا کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

"یس سر فرمایئے۔ آپ کو کس سے ملنا ہے"۔ کار روک کر اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر محافظ نے کیبن سے باہر آ کر بڑے دبنگ لہجے میں کہا۔

"میرا نام پروفیسر احسن رضوی ہے۔ ڈاکٹر کاشف مرزا سے فون پر میری بات ہو چکی ہے۔ میں ان سے ملنے آیا ہوں" کرنل بلیک نے کہا اور ایک کارڈ نکال کر محافظ کو دے دیا۔

"پروفیسر احسن رضوی۔ اوہ یس سر، ڈاکٹر صاحب آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ آیئے"۔ محافظ نے کارڈ پڑھ کر جلدی سے کہا اور گیٹ کی جانب بڑھ گیا۔ گیٹ کا چھوٹا سا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ کرنل بلیک کو لے کر اندر چلا گیا۔

کوٹھی باہر سے جتنی خوبصورت تھی اندر سے اور زیادہ کشادہ اور دلکش نظر آ رہی تھی۔ لان میں دو پہرے دار موجود تھے۔ محافظ نے ایک پہرے دار کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ یہ پروفیسر رضوی صاحب ہیں۔ انہیں لے جا کر ڈرائینگ روم میں بٹھاؤ اور ڈاکٹر صاحب کو اطلاع کر دو۔ پہرے دار نے اثبات میں سر ہلایا اور کرنل بلیک کو لے کر اندرونی عمارت کی جانب بڑھ گیا۔

کرنل بلیک کو اس نے ایک خوبصورت ڈرائینگ روم میں بٹھایا اور خود باہر نکل گیا۔ کرنل بلیک نے بریف کیس سامنے بڑی میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر آ گیا۔ اس نے نہایت قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ اس کے سر کے بال آدھے سے زیادہ سفید دکھائی دے رہے تھے۔ اسے دیکھتے ہی کرنل بلیک سمجھ گیا کہ یہی ڈاکٹر کاشف مرزا ہے۔ اس لئے وہ اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میرا نام کاشف مرزا ہے۔ آپ وہی ہیں جنہوں نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھ سے خاص طور پر ملنے کے لئے فون کیا تھا۔ آپ نے اگر مجھے پروفیسر بشارت کا حوالہ نہ دیا ہوتا تو میں آپ سے شاید ابھی نہ ملتا۔ کیونکہ میں ان دنوں بے حد مصروف ہوں۔ فرمایئے کیا کام تھا آپ کو مجھ سے"۔ ادھیڑ عمر ڈاکٹر کاشف مرزا نے کرنل بلیک سے ہاتھ ملا کر اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ آپ بے حد مصروف آدمی ہیں لیکن میرا آپ سے ملنا از حد ضروری تھا۔ ڈاکٹر بشارت آپ کے عزیز ہیں اور وہ ان دنوں ایکریمیا میں ہیں۔ انہوں نے ہی مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ انہوں نے مجھے جو پیغام دیا ہے بہتر ہوگا آپ کسی ایسی جگہ چلئے جہاں میری اور آپ کی باتیں کوئی سن نہ سکے"۔ کرنل بلیک نے کہا۔

"اوہ، ایسی کونسی خاص بات ہے جو ڈاکٹر بشارت نے آپ کو مجھ سے اس قدر رازداری سے بتانے کے لئے کہا ہے۔ آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔ کوٹھی میں اس وقت میرے اور میرے محافظوں کے سوا کوئی موجود نہیں ہے اور میرے محافظوں میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ دیواروں سے کان لگا کر ہماری باتیں سننے کی کوشش کریں"۔ ڈاکٹر کاشف مرزا نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے"۔ اس کی بات سن کر کرنل بلیک نے مطمئن انداز میں سر ہلا کر کہا۔ اس نے میز پر پڑا ہوا برف کیس اٹھا کر اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اس کا نمبر نگ تالا کھولنے لگا۔ بریف کیس کھول کر اس نے اس میں سے اچانک ایک چھوٹا اور چپٹا سا پستول نکال کر ڈاکٹر کاشف مرزا کی طرف کر دیا۔

"یہ۔ یہ کیا"۔ پستول دیکھ کر ڈاکٹر کاشف مرزا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے پستول کی نال سے روشنی کی باریک سی لکیر نکل کر ڈاکٹر کاشف مرزا کی پیشانی سے ٹکرائی اور ڈاکٹر کاشف مرزا

کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سارا جسم یکلخت مفلوج ہو کر رہ گیا ہو۔ وہ سن سکتا تھا لیکن نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا۔ کرنل بلیک نے پستول واپس بریف کیس میں رکھا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا چوکور ڈبہ نکال کر میز پر رکھ دیا۔ ڈبے کے درمیان سے اس نے ایک ایریل نما تار باہر نکالی اور ڈبے پر لگے دو بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ ڈبے میں سے زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔ کرنل بلیک نے دوسرا بٹن پریس کیا تو زوں زوں کی آواز نکلنا بھی بند ہو گئی۔

"یہ ساؤنڈ سکر مشین ہے۔ میں نے اسے آن کر دیا ہے اب اگر تم حلق پھاڑ پھاڑ کر بھی چیخنا چاہو تو چیخ لو کیونکہ تمہاری معمولی سی آواز بھی اس ڈبے کی وجہ سے باہر نہیں جا سکے گی"۔ کرنل بلیک نے کاشف مرزا سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر بریف کیس کو ایک طرف رکھ کر اس نے کمرے کے دونوں دروازے بند کر دیئے اور دوبارہ اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ بریف کیس میں سے اس نے چھوٹی چھوٹی عجیب و غریب مشینیں نکال کر میز پر رکھنا شروع کر دیں۔ ڈاکٹر کاشف مرزا حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان چیزوں کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ ان چیزوں کے استعمال سے اچھی طرح سے واقف ہو۔

کرنل بلیک نے سب سے آخر میں ایک سرنج اور ایک چھوٹی سی شیشی نکالی تھی اور پھر بریف کیس بند کر دیا تھا۔ بریف کیس بند کرنے کے بعد اس نے سرنج اٹھا کر اس کی کیپ اتار لی اور شیشی میں

موجود ہلکے سرخ رنگ کا محلول سرنج میں بھرنے لگا۔ سرنج بھر کر اس نے شیشی ایک طرف رکھی اور اٹھ کر ڈاکٹر کاشف مرزا کے قریب آ گیا۔ اس نے ڈاکٹر کاشف مرزا کا ایک بازو ننگا کیا اور اس میں سرنج اتار دی۔ سارا محلول انجیکٹ کر کے اس نے سوئی ایک جھٹکے سے باہر نکالی اور سرنج کو ایک طرف اچھال دیا۔

"ڈاکٹر کاشف مرزا۔ جو دوا میں نے تمہارے بازو میں انجیکٹ کی ہے اس کی وجہ سے تم بول بھی سکو گے۔ میں تم سے کچھ ضروری باتیں پوچھنے کے لئے آیا ہوں۔ تمہارے لئے بہتر ہو گا کہ تم مجھے میری تمام باتوں کا جواب دے دو۔ ورنہ ان اوزاروں کو تم دیکھ ہی رہے ہو۔ یہ خوفناک حد تک ایذا پہنچانے والے جدید ترین اوزار ہیں۔ اگر تم نے میرے سوالوں کا جواب نہ دیا تو میں ان اوزاروں کو استعمال کروں گا۔ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ الگ الگ کر دوں گا۔ تم لاکھ چیخو گے چلاؤ گے مگر میرے سوا تمہاری چیخیں کوئی اور نہیں سن سکے گا"۔ کرنل بلیک نے ڈاکٹر کاشف مرزا سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ڈاکٹر کاشف مرزا کو محسوس ہوا جیسے واقعی اس کی زبان حرکت کرنے کے قابل ہو گئی ہو۔

"تت، تم کون ہو اور .... اور مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔ ڈاکٹر کاشف مرزا نے لکنت زدہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں اور چہرے پر بلا کا خوف طاری تھا۔

"تم ایس ایس ایم یعنی سپر سپیڈ میزائل کی لیبارٹری میں بطور

اسسٹنٹ انچارج ہو اور اسسٹنٹ انچارج ایک لحاظ سے تمام لیبارٹری کا کرتا دھرتا ہوتا ہے۔ میں تم سے ایس ایس ایم لیبارٹری کے سکیورٹی سسٹم کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے مجھ سے تعاون کیا تو فائدے میں رہو گے ورنہ ......" کرنل بلیک نے ورنہ کہہ کر جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔ ایس ایس ایم لیبارٹری کا نام سن کر ڈاکٹر کاشف مرزا کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"نہیں۔ نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ایس ایس ایم لیبارٹری کے بارے میں نہ میں کچھ جانتا ہوں اور نہ ہی اس کے بارے میں تمہیں کچھ بتا سکتا ہوں"۔ ڈاکٹر کاشف مرزا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر کاشف مرزا۔ میرے پاس تمہاری ایکٹیوٹی کی رپورٹ ہے۔ تم ان دنوں ذاتی طور پر ریسٹ کرنے کے لئے لیبارٹری سے باہر آئے ہوئے ہو۔ آج شام کو تمہیں ہر صورت میں واپس لیبارٹری پہنچنا ہے اور تمہیں یہاں سے لیبارٹری کی خاص سکیورٹی لینے کے لئے آئے گی۔ تم لیبارٹری میں کیا کرتے ہو اور کیا کر سکتے ہو مجھے اس کی پوری معلومات ہیں۔ ان دنوں لیبارٹری میں ایس ایس میزائل کا تجرباتی میزائل تیار کیا جا رہا ہے جس کا تم نے اسی ہفتے میں تجربہ کرنا ہے۔ آج جب تم لیبارٹری میں جاؤ گے تو تم اس وقت تک وہیں رہو گے جب تک تجرباتی میزائل فائر نہیں کر دیا جاتا"۔ کرنل بلیک نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تت، تم کون ہو اور تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں"۔

ڈاکٹر کاشف مرزا نے ہکلاہٹ زدہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھ سے اگر تعاون کرو گے تو میں تمہارا دوست بھی ہو سکتا ہوں۔ عدم تعاون کی بنا پر تم مجھے اپنی موت سمجھ لو۔ دردناک اذیت بھری اور انتہائی خوفناک موت اور مجھے ان تمام باتوں کا کیسے علم ہے اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے"۔ کرنل بلیک نے خوفناک لہجے میں کہا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے کہ تم کسی دشمن ملک کے جاسوس ہو۔ مجھ سے لیبارٹری اور اس کے سیکورٹی راز معلوم کر کے تم لیبارٹری میں گھسنا چاہتے ہو تاکہ تم لیبارٹری اور میزائل کو تباہ کر سکو۔ نہیں، نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ یہ تو سراسر ملک سے غداری ہو گی۔ ڈاکٹر کاشف مرزا مر تو سکتا ہے لیکن اپنے ملک سے غداری کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ کبھی نہیں"۔ ڈاکٹر کاشف مرزا کا لہجہ یکدم بدل گیا تھا۔ اس کا لہجہ بے حد ٹھوس اور چٹانوں کی طرح مضبوط نظر آ رہا تھا۔

"تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے"۔ کرنل بلیک نے زخمی سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے پوچھا۔

"قطعی۔ تم لوگ کچھ بھی کر لو مگر نہ تم اس لیبارٹری تک پہنچ سکتے ہو اور نہ ہی اس کا سیکورٹی سسٹم توڑ کر اندر جا سکتے ہو۔ تم جیسے جاسوسوں سے بچنے کے لئے ہی لیبارٹری میں انتہائی جدید اور سپیشل انتظام کیا گیا ہے تم تو کیا تمہاری نسلیں بھی اس لیبارٹری میں داخل

نہیں ہو سکتیں"۔ ڈاکٹر کاشف مرزا نے غصے اور نفرت سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر کرنل بلیک کے ہونٹوں پر ایک زہرانگیز مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے میز پر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین اٹھا لی جس کے آگے تیز اور گول بلیڈ لگے ہوئے تھے۔ کرنل بلیک نے اس کا بٹن دبایا تو بلیڈ کسی پنکھے کی طرح گردش کرنے لگے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ڈاکٹر کاشف مرزا کے قریب آ گیا۔

"ان گھومتے ہوئے بلیڈوں کو دیکھ رہے ہو ڈاکٹر۔ اس سے میں تمہاری گردن کی ہڈی بھی ایک لمحے سے کم وقفے میں کاٹ سکتا ہوں۔ لیکن گردن سے پہلے میں تمہارے ہاتھوں، پیروں کی انگلیاں کاٹوں گا۔ اس کے بعد پاؤں اور بازو، پھر تمہارے گھٹنے اور کندھوں کی ہڈیاں کاٹوں گا۔ جہاں جہاں سے ہڈیاں کاٹتا جاؤں گا وہاں وہاں میں سامی کون ڈالتا جاؤں گا۔ سامی کون کے بارے میں تم جانتے ہی ہو گے۔ فاسفورس کی شکل کا پاؤڈر ہوتا ہے۔ فاسفورس کو تو ہوا لگنے سے آگ لگتی ہے لیکن سامی کون کا پاؤڈر خاص طور پر انسانی خون اور ہڈیوں میں موجود گودے پر اثر کرتا ہے۔ یہ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں ہڈیوں کی گہرائی تک اتر جاتا ہے اور اندر ہی اندر سے ہڈیوں کو گلانا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے تمہیں کس قدر تکلیف اور کس اذیت کو برداشت کرنی پڑے گی یہ تم خود ہی سوچ سکتے ہو"۔ کرنل بلیک نے میز پر سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ اٹھا کر اس کا ڈھکنا کھولتے ہوئے کہا۔

"نن، نہیں ۔ نہیں ۔ تت، تم مجھ پر اس قدر ظلم نہیں کر سکتے ۔ تم انسان ہو اور ایک انسان دوسرے انسان پر اس قدر خوفناک ظلم نہیں کر سکتا" ۔ ڈاکٹر کاشف مرزا نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"تو پھر جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دے دو اور مجھے ظالم بننے پر مجبور ہونے سے روک لو" ۔ کرنل بلیک نے زہریلے انداز میں ہنس کر کہا۔

"کبھی نہیں ۔ میں لیبارٹری کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا" ۔ ڈاکٹر کاشف مرزا نے کہا۔ اس کے لہجے میں سختی ایک بار پھر عود کر آئی تھی۔

"بہت اچھی بات ہے ۔ تمہاری اس اچھی بات پر خوش ہو کر میں تمہاری یہ انگلی کاٹ رہا ہوں ۔ سامی کون کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے تمہیں بھی یقیناً بے حد راحت محسوس ہو گی" ۔ کرنل بلیک نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا اور پھر ڈاکٹر کاشف مرزا کے ایک ہاتھ کو اٹھا کر اس کی ایک انگلی پکڑ لی ۔ ڈاکٹر کاشف مرزا کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرانے لگے ۔ کرنل بلیک نے گھومتے ہوئے بلیڈ والی مشین اس کی انگلی کے قریب کی تو بلیڈ سے ڈاکٹر کاشف مرزا کی انگلی کٹ کر کرنل بلیک کے ہاتھ میں رہ گئی اور ڈاکٹر کاشف مرزا کا ہاتھ بے جان پتلے کے ہاتھ کی طرح گر گیا ۔ لیکن انگلی کٹتے ہی ڈاکٹر کاشف مرزا کے منہ سے اس قدر اذیت ناک چیخ نکلی جیسے سارا جسم مفلوج ہونے کے باوجود انگلی کٹنے کی تکلیف اس کے سارے جسم میں سرایت

کر گئی ہو ۔ اس کے ہاتھ سے خون فوارے کی طرح بہہ نکلا تھا۔

"ارے، ابھی سے چیخ رہے ہو ۔ ابھی تو تمہیں سامی کون کا مزہ بھی چکھنا ہے" ۔ کرنل بلیک نے سفاکی سے ہنستے ہوئے کہا اور پاؤڈر کی کھلی ہوئی ڈبیہ سے چٹکی میں پاؤڈر لیا اور ڈاکٹر کاشف مرزا کے ہاتھ کی کٹی ہوئی انگلی کی جگہ پر ڈال دیا ۔ پاؤڈر زخم پر پڑتے ہی وہاں سے خون نکلنا بند ہو گیا مگر ڈاکٹر کاشف مرزا کو یوں لگا جیسے اس کے سارے جسم میں آگ بھر گئی ہو ۔ اگر اس کا جسم مفلوج نہ ہوتا تو وہ یقیناً مرغ بسمل کی طرح زمین پر گر کر پھڑکنے لگتا ۔ اس کے منہ سے نکلنے والی چیخیں بے حد کربناک تھیں اور اس کی آنکھیں اور چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ کر رہ گیا تھا اور آنکھوں سے پانی بہہ نکلا تھا۔

"کیوں، ڈاکٹر کاشف مرزا لطف آیا" ۔ کرنل بلیک زہریلے انداز میں ہنسا۔

"تت، تم انتہائی ظالم، سفاک اور درندے ہو ۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا ۔ کچھ نہیں بتاؤں گا" ۔ ڈاکٹر کاشف مرزا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں ۔ سامی کون کی ناقابل برداشت تکلیف نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

"ہونہہ ۔ تم پاکیشیائی واقعی اپنی ہٹ کے پکے ہو ۔ تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کر کے مرنا قبول کر لیتے ہو لیکن ملک سے غداری نہیں کرتے ۔ لگتا ہے میں تمہارا سارا جسم ادھیڑ کر اس میں سامی کون بھر دوں تب بھی تمہارا یہی جواب ہو گا ۔ میں کرنل بلیک ہوں ڈاکٹر

کاشف مرزا۔ زبان کھلوانے کے میرے پاس ایک سو ایک طریقے ہیں۔ دیکھتا ہوں تم کس طرح زبان نہیں کھولتے"۔ اسے بے ہوش ہوتا دیکھ کر کرنل بلیک نے غزاتے ہوئے کہا۔ اور بلیڈز والی مشین بند کر دی۔ بریف کیس کو اس نے اپنی طرف کھسکایا اور اس کے خانے سے ایک شیشی اور ایک سرنج نکال لی۔ یہ سرنج پہلی سرنج کی نسبت بڑی تھی۔ شیشی میں سیاہی مائل محلول بھرا ہوا تھا۔ کرنل بلیک نے سرنج میں محلول بھرا اور پھر اس نے بے ہوش ڈاکٹر کاشف مرزا کے دائیں کان کے نیچے ایک مخصوص رگ تلاش کر کے اس میں محلول انجیکٹ کر دیا۔ جس جگہ اس نے انجکشن لگایا تھا وہاں سیاہ نشان سا پڑ گیا تھا جو تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا۔ کرنل بلیک انجکشن لگانے کے بعد پیچھے ہٹ گیا تھا اور غور سے ڈاکٹر کاشف کے ڈھلکے ہوئے سر کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک ڈاکٹر کاشف کے منہ سے کراہ نکلی اور اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے اور اس کی آنکھیں کبوتر کے خون سے بھی زیادہ سرخ ہو رہی تھیں۔ اس بار اس کے سارے جسم کو جھٹکے لگ رہے تھے۔ کرنل بلیک نے اس کے جسم کو جھٹکے لگتے دیکھ کر تیزی سے ایک پیر اٹھا کر اس کے سینے پر رکھ دیا۔ تا کہ ڈاکٹر گر نہ جائے۔ ڈاکٹر کاشف مرزا کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا۔ اس کے جسم کی لرزش کا ارتعاش کرنل بلیک کو اپنی ٹانگ میں ہوتا صاف محسوس ہو رہا تھا۔ اسی وقت ڈاکٹر کاشف مرزا کی ناک، منہ اور کانوں سے خون بہہ نکلا اور اس کا

لرزتا جسم ساکت ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کی آنکھیں یوں چڑھ گئیں جیسے وہ نشے میں دھت ہو۔

" ڈاکٹر کاشف مرزا۔ ڈاکٹر کاشف مرزا۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو"۔ کرنل بلیک نے اس کے سینے سے ٹانگ ہٹا کر اس کے چہرے کے سامنے جھکتے ہوئے پوچھا لیکن ڈاکٹر کاشف مرزا نے کوئی جواب نہ دیا۔ کرنل بلیک نے انگلی کا ہک بنا کر ڈاکٹر کاشف مرزا کی پیشانی پر ہلکی سی ضرب لگائی تو یکبارگی ڈاکٹر کاشف مرزا کا جسم سر سے پیر تک لرز اٹھا اور اس کے ناک، منہ اور کانوں سے نکلنے والے خون میں تیزی آ گئی۔

" ڈاکٹر کاشف مرزا۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو"۔ کرنل بلیک نے اس کے سامنے بری طرح سے چیختے ہوئے پوچھا۔

" ہاں، ہاں۔ لک، کون۔ کون ہو تم"۔ ڈاکٹر کاشف مرزا نے منہ سے خون اگلتے ہوئے کہا۔

" ایس ایس ایم لیبارٹری کے متعلق تم کیا جانتے ہو۔ اس کے حفاظتی سسٹم کے بارے میں مجھے بتاؤ"۔ کرنل بلیک نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" ایس ایس ایم لیبارٹری یہاں سے ایک سو کلو میٹر دور شمالی علاقے چاکور میں ہے۔ ایک پہاڑی وادی میں موجود ایک مصنوعی جھیل کے نیچے۔ اس کا حفاظتی نظام بے حد سخت ہے۔ وادی اور جھیل کے پاس سخت پہرہ ہے۔ ہر طرف مسلح کمانڈوز تعینات ہیں جن کی

نظروں سے بچ کر ایک معمولی چڑیا بھی وہاں سے نہیں گزر سکتی۔ اس کے علاوہ جھیل کے نیچے لیبارٹری تک جانے کے لئے جو سرنگ بنائی گئی ہے وہاں کمپیوٹرائزڈ چیکنگ مشینیں کام کر رہی ہیں۔ جو لوگ لیبارٹری سے متعلق ہوتے ہیں ان کا خون گروپ، سکن ٹیسٹ، آئی کلر اور دیگر تمام معلومات کمپیوٹروں میں فیڈ ہیں جس کو کسی بھی طرح دھوکہ دے کر لیبارٹری میں نہیں گھسا جا سکتا"۔ ڈاکٹر کاشف مرزا کہتا چلا گیا۔ کرنل بلیک نے اس کے کان کے نیچے جو انجکشن لگایا تھا اس کی وجہ سے ڈاکٹر کاشف مرزا کی دماغی رگیں منتشر ہو گئی تھیں اور اس محلول نے دماغ کی کئی رگوں کو ڈیمیج کر دیا تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر کے ناک، منہ اور کانوں سے مسلسل خون نکل رہا تھا اور وہ بغیر سوچے سمجھے کرنل بلیک کو ایس ایس میزائل لیبارٹری کی پوری معلومات فراہم کرتا جا رہا تھا۔ جیسے اگر اس نے یہ سب کچھ نہ بتایا تو اس کا دماغ ایک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ کرنل بلیک اس سے لیبارٹری کے متعلق اور چند مزید سائنسی معلومات لیتا رہا جس کے بارے میں ڈاکٹر کاشف مرزا نے اسے ہر بات بتا دی۔ مسلسل خون کے اخراج کی وجہ سے اس کی زبان میں لکنت آتی جا رہی تھی اور وہ نڈھال ہوتا جا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر کرنل بلیک نے اس سے چند اور سائنسی باتیں پوچھیں اور پھر مطمئن ہو کر اس نے زور سے مکا ڈاکٹر کاشف مرزا کے سر پر مار دیا۔ ناک، منہ اور کانوں سے خون دھاروں کی شکل میں نکلنے لگا اور ڈاکٹر کاشف مرزا کی گردن ایک طرف ڈھلک

گئی۔ اس نے ایک دو بار ہچکیاں لیں اور پھر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔

کرنل بلیک چند لمحے ڈاکٹر کاشف مرزا کی بتائی ہوئی تفصیلات پر غور کرتا رہا پھر اس نے ڈاکٹر کاشف مرزا کو صوفے سے اٹھا کر زمین پر ڈال دیا۔ ڈاکٹر کاشف کا سارا جسم خون سے رنگا ہوا تھا۔ کرنل بلیک نے میز پر رکھا ہوا ایک سپرے اٹھایا اور ڈاکٹر کاشف کے جسم پر سپرے کرنے لگا۔ سپرے کی پھوار ڈاکٹر کاشف مرزا کے جسم پر پڑ رہی تھی اور اس کے جسم پر لگا ہوا خون بھاپ بن کر غائب ہونے لگا۔ کمرے میں تیز اور کراہیت آمیز بو پھیل گئی تھی۔ کرنل بلیک نے کمرے میں بکھرے ہوئے خون پر بھی سپرے کر دیا اور وہاں سے خون یوں غائب ہوتا چلا گیا جیسے وہاں خون کا ایک معمولی سا نشان بھی کبھی نہ پڑا ہو۔

ڈاکٹر کاشف مرزا کا چہرہ اور لباس نکھر گئے تھے۔ کرنل بلیک نے ایک دوسرا سپرے لیا اور اسے ڈاکٹر کے چہرے اور گردن پر کرنا شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر کاشف مرزا کا زرد چہرہ ہلکا ہلکا سرخی مائل ہو گیا۔ تب کرنل بلیک نے ایک چھوٹی سی عجیب و غریب مشین اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔ مشین سے ایک باریک سی شعاع کی لکیر نکلنے لگی۔ یہ سپرے پھینکنے والی جدید ترین مشین تھی۔ کرنل بلیک نے مشین سے نکلنے والی شعاع ڈاکٹر کاشف مرزا کی گردن پر ڈالی اور پھر اس کا ہاتھ اس کی گردن سے چہرے اور سر پر حرکت کرنے لگی۔ جہاں جہاں

شعاع پڑ رہی تھی وہاں ایک بال جیسی سیاہ لکیر پڑتی جا رہی تھی۔ پورے چہرے کی سائیڈوں پر عمودی لکیر ڈال کر اس نے مشین بند کی اور اسے ایک طرف رکھ کر ایک مڑی ہوئی قینچی اور ایک چمٹی لے کر وہ گردن سے ڈاکٹر کاشف مرزا کے چہرے کی کھال نہایت مہارت اور صفائی سے کاٹنے لگا۔

باریک جھلی نما کھال نہایت ملائمت سے اترتی جا رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ڈاکٹر کاشف مرزا کے چہرے پر ماسک میک اپ کی تہہ ہو جسے کرنل بلیک نہایت نفاست اور مہارت سے اتارنے میں مصروف تھا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے ڈاکٹر کاشف مرزا کے سارے چہرے کی کھال اتار لی تھی۔ سرخ کھال پر اس نے پہلے والا سپرے کا تو اس پر لگا ہوا سرخ خون بھاپ بن کر اڑ گیا۔ کرنل بلیک نے بریف کیس سے ایک لوشن نکالا اور ماسک نما کھال پر لگانے لگا۔ اس لوشن کو اس نے اپنے چہرے پر بھی مل لیا تھا اور پھر اس نے آئینہ نکالا ا اسے سامنے رکھ کر ڈاکٹر کاشف مرزا کی کھال اپنے چہرے پر لگا کر ا مخصوص انداز میں اپنے چہرے پر تھپتھپانے لگا۔ تقریباً دس منٹوں بعد اس کا چہرہ ڈاکٹر کاشف مرزا کے چہرے میں تبدیل ہو چکا ت کھال کے ماسک کو اپنے چہرے پر اچھی طرح سے ایڈجسٹ کر کے ا نے ڈاکٹر کاشف مرزا کی انگلیوں کی بھی کھال سپر مشین سے کاٹ اپنی انگلیوں پر چڑھا لی۔ پھر ایک خاص لوشن لگا کر اس نے اپنے با کا رنگ اور سٹائل ڈاکٹر کاشف مرزا کے بالوں جیسا بنا لیا اور آخر

ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر اس کا ڈھکن کھول کر اس میں سے چمٹی کی مدد سے کنٹیکٹ لینز نکال کر آنکھوں میں لگا لئے۔ اب وہ مکمل طور پر ڈاکٹر کاشف مرزا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے ڈاکٹر کاشف مرزا کے چہرے کی کھال سے اصل میک اپ کیا تھا جس کی وجہ سے اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کرنل بلیک ہے۔ جدید ترین مشینوں کی مدد سے وہ سو فیصد ڈاکٹر کاشف مرزا بن چکا تھا۔ پھر اس نے جلدی اپنی تمام چیزیں سمیٹ کر بریف کیس میں رکھیں اور پھر اس نے بریف کیس سے ایک چھوٹا سا پسٹول نکال کر اس کا رخ ڈاکٹر کاشف مرزا کی لاش کی طرف کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔ پسٹول سے باریک سرخ شعاع نکل کر ڈاکٹر کاشف مرزا کی لاش پر پڑی اور دوسرے ہی لمحے ڈاکٹر کاشف مرزا کی لاش پانی بن کر زمین پر پھیلتی چلی گئی۔ کمرے میں تیز سرانڈ بھر گئی تھی لیکن کرنل بلیک نے وہاں بھی ایک سپرے کر دیا تھا جس سے نہ صرف کمرے سے سرانڈ ختم ہو گئی تھی بلکہ ڈاکٹر کاشف مرزا کا پانی بنا جسم بھی بھاپ بن کر غائب ہوتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہاں سے ڈاکٹر کاشف مرزا کا وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو چکا تھا۔ اب اس کمرے میں کرنل بلیک بڑے فخریہ انداز میں ڈاکٹر کاشف مرزا بنا مسکرا رہا تھا۔ ڈاکٹر کاشف مرزا کا چہرہ، اس کی فنگر سکن کے ساتھ ساتھ لیبارٹری پہنچنے اور وہاں داخل ہونے کی تمام تر معلومات اس کے پاس موجود تھیں جہاں جانے سے اسے اب دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی تھی۔

وائٹ کنگ کی دی ہوئی معلومات کی بنا پر اس نے ڈاکٹر کاشف مرزا پر ہاتھ ڈالا تھا۔ اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ کوٹھی کی حفاظت کرنے والے محافظوں کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ دن کو اور شام کو اور رات کو اور محافظ وہاں تعینات ہوتے ہیں۔ شام کو لیبارٹری سے اسے خاص گاڑی لینے کے لئے آنے والی تھی۔ اس کے آنے تک کرنل بلیک کو آرام کرنے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ ڈاکٹر کاشف مرزا سے ملنے آنے والا نوجوان کب گیا اور کیسے گیا۔ دوسرے محافظوں کو اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا تھا اور ان میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ ڈاکٹر کاشف مرزا سے پوچھتے کہ آنے والا نوجوان کون تھا۔ کتنی دیر اس کے پاس رہا اور کب واپس گیا۔

دو گاڑیاں آگے پیچھے چلتی ہوئیں نہایت تیز رفتاری سے دارالحکومت کے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ ان میں ایک کار میں صفدر، تنویر، نعمانی اور خاور تھے جبکہ دوسری کار میں صدیقی اور چوہان سوار تھے۔ ان کی منزل چونکہ چاکور میں موجود میزائل لیبارٹری تھی اس لئے وہ ایک ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ صفدر اور تنویر کو تو لیبارٹری میں رہنا تھا جبکہ نعمانی اور خاور نے بھی خودکشی کرنے والے ان تین افراد کی شناخت کرنے کے لئے اسی لیبارٹری سے اپنی تفتیش کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔

دارالحکومت سے چاکور سو کلو میٹر دور پہاڑی وادی میں تھا۔ وہاں سپیشل چوکیوں اور لیبارٹری کے سپیشل راستوں سے گزرنے کے لئے ایکسٹو نے انہیں سپیشل کارڈ دے دیئے تھے اور وہ اسی وقت چاکور علاقے کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

عمران کی اندوہناک موت اوراس کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے ان سب کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔ وہ خاموشی سے سفر کر رہے تھے۔ چاکور کی طرف جانے والے علاقے کو مخصوص ایریا بنا دیا گیا تھا۔ اس لئے اس طرف عام گاڑیوں کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سڑک صاف اور کشادہ تھی اس لئے ان کی کاریں خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی جا رہی تھیں۔

" میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ چیف نے سلیمان جیسے احمق، بے وقوف اور جاہل باورچی کو سیکرٹ سروس کے ساتھ کیوں منسلک کر دیا ہے۔ اس جیسا جاہل انسان بھلا سیکرٹ سروس کے ساتھ کیا کام کر سکتا ہے اور پھر اسے جولیا کے ساتھ عمران کے قاتلوں کی تلاش کا کام سونپ دیا گیا ہے۔ اس جیسے احمق کے ساتھ جولیا بھلا کیا کام کر پائے گی"۔ تنویر سے آخر رہا نہ گیا تو وہ بول ہی پڑا۔

"چیف کیا کرتا ہے کیا نہیں وہ سیکرٹ سروس میں کسے رکھتا ہے اور کسے نکالتا ہے یہ اس کا کام ہے۔ ہمارے سوچنے کا نہیں۔ سلیمان احمق، جاہل، بے وقوف ہے تو کیا ہوا وہ عمران صاحب جیسے ذہین انسان کے ساتھ رہتا آیا ہے۔ چیف نے کہا نہیں تھا کہ اس نے عمران سے بہت کچھ سیکھ رکھا ہے۔ جب وہ کام کرے گا تو اس کی صلاحیتیں کھل کر ہمارے سامنے آجائیں گی۔ جولیا، جوزف اور سلیمان کا گروپ خود چیف نے بنایا ہے۔ کیوں اس کا جواب تمہیں چیف سے بہتر کوئی نہیں دے سکتا"۔ تنویر کی بات سن کر صفدر نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔ اسے شاید تنویر کا جلا کٹا انداز برا لگا تھا۔

" وہ تو ٹھیک ہے مگر"۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

" جب یہ ٹھیک ہے تو پھر اگر مگر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس گروپ کی جو ذمہ داری ہے وہ اسے پوری کرے نہ کرے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں جو کام دیا گیا ہے ہمیں اس پر کام کرنا ہے اور بس"۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کا غصیلا انداز دیکھ کر تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے نعمانی اور خاور کی جانب دیکھا مگر ان کے چہرے سپاٹ تھے جیسے انہیں بھی تنویر کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہ ہو۔

" ارے یہ ان کی کار کو کیا ہوا۔ کار جھٹکے کھا رہی ہے۔ اوہ شاید کار کا پٹرول ختم ہو گیا ہے۔ ایک منٹ کار روکنا صفدر"۔ اچانک خاور نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ صفدر نے بیک ویو مرر میں پیچھے آتی ہوئی چوہان کی کار دیکھی جو واقعی اس طرح جھٹکے کھا رہی تھی جیسے اس کا فیول ختم ہو گیا ہو۔ صفدر نے کار ایک طرف کر کے روک لی۔ اس کے پیچھے چوہان نے بھی کار روک لی۔

" جاؤ تنویر تم پوچھ کر آؤ کیا معاملہ ہے"۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ تنویر نے سر ہلایا اور کار سے اتر کر چوہان کی کار کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ چوہان اور صدیقی کار سے اتر آئے تھے۔ چوہان نے کار کے نیچے جھانک کر دیکھا اور پھر مایوسی سے سر ہلانے لگا۔ وہ تینوں اگلی کار کی طرف آنے لگے۔

"کیا بات ہے۔ تمہاری کار جھٹکے کیوں کھا رہی تھی"۔ صفدر نے سر نکال کر چوہان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کار کے انجن کا آئل لیک ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے انجن گرم ہو گیا ہے۔ اگر کچھ دیر اور چلتا رہا تو اس میں سے دھواں نکلنا شروع ہو جائے گا اور انجن میں آگ بھی لگ سکتی ہے"۔ چوہان نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، جب ایک کار میں ہم سب سفر کر سکتے تھے تو تمہیں دوسری کار میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا مگر تم نے میری بات مانی ہی نہیں"۔ صفدر نے منہ بنا کر کہا۔ اس پر شاید عمران کی موت کا زیادہ ہی صدمہ تھا جس کی وجہ سے وہ اس وقت سب سے غصے اور تیز لہجے میں پیش آ رہا تھا۔

"واقعی غلطی ہو گئی۔ بہر حال اب اس کار کو یہیں چھوڑنا پڑے گا اور کیا کیا جا سکتا ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹھو"۔ صفدر نے اسی انداز میں کہا اور وہ سب کار میں بیٹھ گئے۔ صفدر نے ایک بار پھر کار کی رفتار بڑھا دی۔

"کیا بات ہے صفدر۔ تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو"۔ چوہان نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کچھ نہیں"۔ صفدر نے مبہم سا جواب دیا۔

"کچھ تو ہے۔ لگتا ہے عمران صاحب کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے تم اپ سیٹ ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے عمران صاحب صرف تمہیں ہی

عزیز تھے۔ ان کے مرنے کا دکھ صرف تمہیں ہے ہمیں نہیں ہو سکتا"۔ چوہان نے تلخ لہجے میں کہا۔

"چوہان پلیز"۔ میں واقعی اس وقت سخت اپ سیٹ ہوں۔ مجھے خود سمجھ میں نہیں آ رہا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ اگر تم یہ بات میرے سخت رویئے کی وجہ سے کر رہے ہو تو آئی ایم سوری۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری"۔ صفدر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اوہ، ایسی کوئی بات نہیں۔ سوری مت کرو۔ میں نے تو یہ بات ویسے ہی کہہ دی تھی تم تو سنجیدہ ہی ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے اب سوری، آئی ایم رئیلی ویری سوری مجھے بھی کہنا پڑے گا"۔ چوہان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے انداز پر وہ سب مسکرا دیئے۔ صفدر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی تھی مگر بے حد دھیمی اور بجھی سی۔

"عمران صاحب کی کمی ہمیں شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ ان کے نہ ہونے کی وجہ سے ایسا لگ رہا ہے جیسے سیکرٹ سروس ادھوری ہو گئی ہے۔ پتہ نہیں ان کے بغیر ہم کوئی کام بھی کر پائیں گے یا نہیں"۔ خاور نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ ہم اس وقت عمران صاحب کے متعلق باتیں کر کے ایک دوسرے کا دل دکھاتے رہیں۔ چیف نے جو کچھ کہا تھا کیا وہ ہم سب کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے کافی نہیں تھا"۔ صفدر کا لہجہ ایک بار پھر تلخ ہو گیا۔

" تم ٹھیک کہتے ہو۔ واقعی اس وقت عمران صاحب کو یاد کر کے اپنا جی جلانے سے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کہ ہم پوری ذہانت، ہوشیاری اور دیانت داری سے لیبارٹری میں جا کر نہ صرف مجرموں کو تلاش کریں بلکہ پوری مستعدی سے تجربہ ہونے تک لیبارٹری کی حفاظت بھی کریں۔ ہمیں کیا کرنا ہے یہ سب ہم لیبارٹری پہنچ کر لیبارٹری کا حفاظتی نظام اور لوکیشن دیکھ کر ہی پروگرام بنائیں گے اور جس طرح بھی بن پڑے گا میزائل کے تجربے تک وہیں رہیں گے۔ اگر مجرم ہمارے ہاتھ لگ گئے تو ان کی بوٹیاں اڑا کر رکھ دیں گے"۔ صدیقی نے کہا اور سب نے اس کی تقلید میں گردنیں ہلا دیں۔

" میرا خیال ہے کہ ہم آدھے سے زیادہ سفر کر چکے ہیں لیکن ابھی تک ہمیں کوئی حفاظتی چوکی نظر نہیں آئی۔ چیف نے تو کہا تھا کہ ہر دس کلومیٹر کے فاصلے پر سخت حفاظتی چوکیاں بنائی گئی ہیں تاکہ کوئی غیر متعلقہ آدمی اس طرف جا ہی نہ سکے"۔ تنویر نے کہا۔

" تم بھول رہے ہو چیف نے یہ بھی کہا تھا کہ پہلی سکیورٹی چوکی ستر کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کے بعد ہر دس کلومیٹر کے بعد چوکیاں ہیں جن کی تعداد تین ہے۔ لیکن چوکیوں سے تمہیں کیا لینا دینا۔ ہم اس وقت کسی دشمن ملک میں نہیں بلکہ اپنے ملک میں ہیں اور ان چوکیوں سے گزرنے کے لئے ہمارے پاس سپیشل کارڈز ہیں۔ تمہیں فکر کیوں ہو رہی ہے کیا چوکیوں پر تعینات کمانڈوز ہمیں

چوکیوں سے گزرنے نہیں دیں گے"۔ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی وقت ایک بڑا موڑ آیا اور صفدر نے کار ایک دم اس طرف گھما دی۔

" نہیں، یہ بات نہیں۔ میں تو۔ ارے یہ کیا"۔ تنویر کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اچانک سامنے سڑک پر دیکھتے ہوئے وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ کافی فاصلے پر ایک سفید کار سڑک پر آڑی ترچھی کھڑی تھی اور اس کے ساتھ دو خوبصورت لڑکیاں سیاہ چست لباس پہنے پشت لگائے کھڑی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ موڑ مڑتے ہی وہ اچانک سامنے آگئیں تھیں اس لئے صفدر نے جلدی سے بریک پیڈل پر پوری قوت سے پیر رکھ دیا تھا۔ کار کے ٹائر چیخ کر زبردست احتجاج کرتے ہوئے سڑک پر لکیریں بناتے ہوئے یکدم رک گئے تھے۔ کار اور لڑکیاں ان سے سو گز کے فاصلے پر تھیں۔ جیسے ہی کار رکی لڑکیوں نے مشین گنوں کا رخ ان کی جانب کر دیا اور پھر اچانک ان کی گنوں سے فائرنگ ہونے لگی۔ وہ سب تیزی سے نیچے جھک گئے۔ گولیوں نے کار کے فرنٹ پر برستے ہوئے بے شمار سوراخ کر ڈالے تھے اور پھر کار کی سکرین ایک چھناکے سے ٹوٹ کر ان پر آ پڑی تھی۔ صفدر نے جھکے جھکے انداز میں جلدی سے گیئر بدلا اور کار کو پیچھے لے جانے لگا لیکن اسی وقت اچانک پیچھے سڑک پر بھی ایک لڑکی مشین گن لئے ہوئے آموجود ہوئی اور اس نے بھی یکلخت گن کا منہ کھول دیا۔ کار کی بیک سکرین بھی ٹوٹ گئی اور مجبوراً صفدر نے کار کو بریک لگا دیئے۔

سامنے موجود لڑکیاں مسلسل ان کی کار پر فائرنگ کرتی ہوئیں آگے آ رہی تھیں۔ اسی طرح پیچھے آنے والی لڑکی بھی کار پر فائرنگ کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ وہ سب کار میں دبک کر رہ گئے تھے۔ گولیاں مسلسل کار پر برس رہی تھیں اور کار واقعی مکھیوں کا چھتہ بنتی جا رہی تھی۔

"تمہارے پاس ہتھیار ہیں"۔ صفدر نے جھکے جھکے چیختے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ہیں لیکن کار پر جس طرح گولیوں کی برسات ہو رہی ہے اگر ہم میں سے کسی نے بھی اٹھنے کی کوشش کی تو کسی بھی طرح نہ بچ سکے گا"۔ نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، تو کیا یہیں پڑے پڑے مرنا چاہتے ہو۔ کار بلٹ پروف نہیں ہے۔ لڑکیاں آگے بڑھ رہی ہیں۔ کسی وقت بھی گولیاں کار کو چھید کر ہمیں لگ سکتی ہیں۔ کار کا دروازہ کھولو اور ان پر بھی فائرنگ شروع کر دو تا کہ انہیں اندازہ ہو جائے کہ ہم نہتے نہیں ہیں۔ گولیوں سے بچنے کے لئے وہ ادھر ادھر ہو جائیں گی۔ اس موقع کا فائدہ اٹھا کر ہمیں کار سے نکلنا ہو گا۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اور تنویر سامنے والی لڑکیوں پر فائر کرو۔ میں اور صدیقی پیچھے سے آنے والی لڑکی کو کور کرتے ہیں"۔ چوہان نے چیختے ہوئے کہا۔ انہوں نے بڑی تیزی سے اپنے پسٹول نکال کر ہاتھوں میں لے لئے تھے۔ صفدر اور تنویر نے پسٹول کی نال ٹوٹی ہوئی سکرین کے

فریم پر رکھی اور مسلسل فائر کرنے لگے۔ جیسے ہی انہوں نے فائرنگ شروع کی چوہان اور صدیقی نے یکدم پچھلے دروازے کھول دیئے اور پیچھے سے آنے والی لڑکی کو دیکھے بغیر اس کی طرف گولیاں برسانے لگے۔ اس اقدام سے واقعی ایک لمحے کے لئے دونوں طرف سے فائرنگ رک گئی تھی۔

"چوہان، صدیقی موقع اچھا ہے کار سے نکل جاؤ"۔ صفدر نے ان سے مخاطب ہو کر چیخ کر کہا۔

چوہان اور صدیقی نے نہایت تیزی سے باہر چھلانگیں لگا دیں اور سڑک پر گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے مخالف سمتوں میں نشیب کی طرف جھکے جھکے انداز میں دوڑتے چلے گئے۔ اسی لمحے ان پر فائرنگ ہوئی مگر وہ چھلانگیں مار کر نشیب میں چلے گئے تھے۔

لڑکیاں جو کار سے فائرنگ ہونے کی وجہ سے جلدی سے سڑک پر گر گئی تھیں۔ ان میں سے دو سڑک پر لڑھکتی ہوئی نشیب کی جانب بڑھیں اور تیسری لڑکی لیٹے لیٹے کار پر فائرنگ کرنے لگی۔ اسی لمحے اچانک چوہان نے اس کا نشانہ لے کر اس پر فائر کر دیا۔ اس کی چلائی ہوئی گولی لڑکی کے ہاتھ میں موجود مشین گن پر لگی تھی اور لڑکی کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دور جا گری تھی۔ اسی لمحے چوہان نے سامنے سے نشیب میں لڑھک کر آنے والی لڑکی کو دیکھا جو گن سیدھی کر کے اس پر فائرنگ کرنے ہی والی تھی چوہان نے تیزی سے کروٹ بدلی اور جسم کو تیزی سے گھماتے ہوئے اس کی طرف فائر جھونک مارا۔ لڑکی

نے بھی کمال پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا اور فوری طور پر اپنی جگہ سے ہٹ گئی تھی اور ساتھ ہی اس نے چوہان کی جانب فائرنگ کر دی تھی اور دوسری طرف دوسری لڑکی نشیب میں رینگتی ہوئی اتری اور پھر وہ اٹھ کر مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے اس طرف بڑھنے لگی جس طرف صدیقی گیا تھا۔ اسے اپنی طرف آتے اور مسلسل فائرنگ کرتے دیکھ کر صدیقی تیزی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا۔ اپنی طرف سے غافل پا کر صفدر نے سر اٹھایا اور پھر صدیقی کی طرف فائرنگ کرتی ہوئی لڑکی کا نشانہ لے کر اس نے اس پر گولی چلا دی۔ گولی لڑکی کے بازو پر لگی تھی۔ صفدر نے اسے اچھلتے اور پھر زمین پر گرتے اور نشیب میں بری طرح سے لڑھکتے دیکھا۔ اسی لمحے صدیقی اپنی جگہ سے اٹھا اور دوڑتا ہوا لڑکی کے سر پر پہنچ گیا۔

"خبردار، اگر حرکت کی تو کھوپڑی اڑا دوں گا"۔ صدیقی نے لڑکی کے قریب پہنچ کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

تیسری لڑکی جو سڑک پر پڑی تھی اس نے دوبارہ اپنی گن کی طرف بڑھنا چاہا مگر اسی لمحے تنویر اور خاور بھی کار سے باہر آ گئے۔ انہوں نے لڑکی کی طرف مسلسل فائر کرتے ہوئے اسے اپنی جگہ رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس طرف چوہان نے بھی لڑکی کی طرف فائرنگ کر کے اس کے ہاتھ سے گن گرا دی تھی۔ وہ تینوں اس وقت ان کے پستولوں کی زد میں تھیں۔

"ان سب کو یہاں لے آؤ"۔ صفدر نے کار سے نکل کر چیختے ہوئے

کہا۔

"چلو اٹھو اور سڑک کی طرف چلو"۔ صدیقی نے غرا کر لڑکی سے کہا اور لڑکی ہونٹ بھینچ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اپنے ہاتھ سر پر رکھ لو"۔ صدیقی غرایا اور لڑکی نے ہاتھ سر پر رکھ لئے اور پھر سڑک کی جانب قدم اٹھانے لگیں۔ اسی طرح چوہان، تنویر اور خاور بھی دوسری لڑکیوں کو اس طرف لے آئے۔ ان تینوں کو ایک ساتھ کھڑا کر دیا گیا۔

"کون ہو تم اور اس طرح تم نے ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کیوں کی تھی"۔ صفدر نے ان تینوں کی جانب خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ ان سب کی پستولوں کا رخ لڑکیوں کی جانب تھا لیکن لڑکیوں کے چہروں پر خوف و تردد کا ہلکا سا شائبہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جس لڑکی کے بازو میں گولی لگی تھی اس کے بازو سے مسلسل خون کا اخراج ہو رہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر بھی جیسے تکلیف کا ذرا سا بھی احساس نظر نہیں آ رہا تھا۔

"ہمیں تمہاری ہلاکت کے لئے بھیجا گیا ہے اور ہم کیٹس ہیں۔ کیٹس ایک بار جس کا شکار کرنے کا ارادہ کر لیتی ہیں اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتیں جب تک وہ اپنے ٹارگٹ کا شکار نہ کر لیں"۔ ایک لڑکی نے نہایت سخت لہجے میں کہا۔

"کیٹس۔ مگر تمہیں ہم سے کیا دشمنی ہے۔ کس نے بھیجا ہے تمہیں"۔ چوہان نے آگے بڑھ کر حیرت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے

پوچھا۔

" ان لوگوں کا تعلق اس گروپس سے معلوم ہوتا ہے جس نے عمران صاحب کو ہلاک کیا ہے۔ ان کا اس طرح یہاں ہمارا راستہ روکنے کا یہی مقصد ہو سکتا ہے کہ ہم لیبارٹری نہ پہنچ سکیں۔ صفدر مجھے اجازت دو تو میں ابھی ان سے اگلوالوں کہ ان کا گروپ کون سا ہے۔ عمران صاحب کو کس نے ہلاک کیا ہے اور لیبارٹری میں خودکشی کرنے والے تین افراد سے ان کا کیا تعلق ہے اور ان لڑکیوں کو ہماری ہلاکت کے لئے کس نے بھیجا ہے" ۔ تنویر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" بتاؤ ورنہ ہم تمہیں یہیں ڈھیر کر دیں گے" ۔ خاور نے کرختگی سے کہا۔

" تم ہمیں کیا ڈھیر کرو گے۔ پیچھے دیکھو موت تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے" ۔ زخمی لڑکی نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ وہ سب بے اختیار پیچھے دیکھنے پر مجبور ہو گئے اور یہی ان کی غلطی تھی جیسے ہی انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا اسی وقت کیٹس نے زوردار چیخیں ماریں اور اپنی جگہوں سے یکلخت فضا میں اچھلیں۔ اس سے پہلے کہ صفدر اور اس کے ساتھی ان کی طرف پلٹتے کیٹس نے فضا میں قلابازیاں لگاتے ہوئے اپنے رخ بدلے اور سیکرٹ سروس کے ممبروں کے قریب پیروں کے بل آ کھڑی ہوئیں اور انہوں نے مارشل آرٹس کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں اچھال کر سڑک پر پھینک دیا۔ ایک کیٹ نے اپنی ٹانگ صفدر کے

پیٹ میں چلاتے ہوئے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے اور کمان کی طرح جھکتے ہوئے صفدر کے ساتھ کھڑے خاور کو بھی پرے دھکیل دیا تھا۔ دوسری لڑکی نے تنویر اور نعمانی کو ہاتھ اور پاؤں چلاتے ہوئے گرا دیا تھا۔ تیسری لڑکی نے صدیقی اور چوہان کے قریب آکر ایک ساتھ ان کی ٹانگیں پکڑ کر جھٹکے سے انہیں گرا دیا تھا۔ ان سب کے ہاتھوں سے ان کے پستول گر گئے تھے۔ کیٹس کا حملہ اس قدر جارحانہ اور تیز تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ انہوں نے زمین پر گرے ہوئے ممبروں پر نہایت تیزی سے ہاتھ پیر چلانے شروع کر دیئے تھے۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے اردگرد چھلاوے رقص کر رہے ہوں۔ تیز رفتار اور گرفت میں نہ آنے والے چھلاوے۔ جو مارشل آرٹس کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے ان پر ٹوٹ رہے تھے۔

ایک کیٹ نے فضا میں اچھل کر قلابازی کھاتے ہوئے جیسے ہی گھٹنوں کے بل صفدر کے سینے پر گر کر اس کی ہڈیاں توڑنے کی کوشش کی خاور بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے لیٹے لیٹے جست لگائی اور فضا میں قلابازی کھا کر صفدر پر گرتی ہوئی لڑکی کے پہلو میں توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح سے جا ٹکرایا۔ کیٹ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ فضا میں پلٹنیاں کھاتی ہوئی دور جا گری مگر زمین پر گرتے ہی وہ یکدم یوں اٹھ کر کھڑی ہو گئی جیسے سڑک پر سپرنگ لگے ہوئے ہوں اور انہوں نے اسے اچھال کر کھڑا کر دیا

ہو۔ اس اثناء میں صفدر اور خاور کو اٹھ کر کھڑے ہونے کا موقع مل گیا تھا۔

ایک اور لڑکی نے زوردار چیخ ماری اور دوڑتی ہوئی ان دونوں کی جانب بڑھی۔ دوڑتے دوڑتے اس نے فضا میں چھلانگ لگائی اور دونوں ٹانگیں پھیلا کر خاور اور صفدر کو مارنے کی کوشش کی لیکن صفدر اور خاور تیزی سے ایک طرف ہٹے اور پھر ان دونوں نے ایک ایک ٹانگ اٹھا کر دوسری ٹانگ پر گھومتے ہوئے کیٹ کی کمر پر ایک ساتھ ککس رسید کر دیں۔ کیٹ فضا میں اور زیادہ اچھل گئی اور پھر ایک دھماکے سے زمین پر جا گری۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ اٹھتی صفدر اور خاور تیزی سے اس کے سر پر پہنچ گئے۔ صفدر نے نہایت غصیلے انداز میں آگے بڑھ کر اسے اپنی ٹھوکروں پر رکھ لیا تھا۔ خاور بھی اس پر پل پڑا تھا۔ کیٹ صفدر کی ٹھوکروں اور خاور کے حملوں سے بچنے کے لئے بری طرح سے ہاتھ پیر مار رہی تھی مگر صفدر اور خاور تو غصے سے پاگل ہی ہو گئے تھے۔ ان کے ہاتھ پاؤں نہایت تیزی سے چل رہے تھے اور کیٹ کے حلق سے دردناک چیخیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔

ادھر جس کیٹ نے تنویر اور نعمانی پر حملہ کیا تھا وہ کیٹ کے ہاتھوں بری طرح مار کھاتے رہے پھر اچانک تنویر کے ہاتھ میں کیٹ کی ٹانگ آ گئی۔ اس نے زوردار جھٹکا دے کر اسے نیچے گرا دیا۔ اس دوران نعمانی نے کروٹ بدلتے ہوئے اپنی ٹانگ گھما کر اس کے سر پر

زوردار ٹھوکر دے ماری۔ کیٹ کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگی۔ تنویر نے اٹھتے ہوئے جلدی سے کیٹ کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا۔ کیٹ قریب کھڑی کار سے ٹکرائی اور ایک دھماکے سے زمین پر گر کر تڑپنے لگی۔ تنویر بھاگتا ہوا اس کے قریب گیا اور اس کے جسم پر زور زور سے ٹانگیں مارنے لگا۔ لڑکی بری طرح سے چیختی رہی لیکن تنویر کو اس پر ذرا بھی رحم نہیں آ رہا تھا۔ اس نے مار مار کر لڑکی کو لہولہان کر دیا تھا اور لڑکی ساکت ہو گئی تھی۔ اس کے باوجود بھی تنویر اسے مار رہا تھا۔ تیسری کیٹ جس نے صدیقی اور چوہان پر حملہ کیا تھا وہ بھی برق رفتاری سے اس کے حملوں سے خود کو بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے اور پھر جیسے ہی انہیں موقع ملا وہ ایک ساتھ لڑکی پر ٹوٹ پڑے تھے اور لڑکی کو کسی بھی طرح سنبھلنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ ایک بار صدیقی نے چوہان کا ہاتھ پکڑا اور پوری قوت سے گھوم کر اس نے اپنی ٹانگیں اٹھا کر لڑکی کے پیٹ میں دے ماریں۔ لڑکی فضا میں اچھلی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دھماکے سے زمین پر گرتی اس نے اپنے جسم کو موڑتے ہوئے قلابازی کھائی اور پھر اسی طرح قلابازیاں کھاتے ہوئے ان سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ چوہان اور صدیقی کے زوردار حملوں نے اس کا بھی حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس کے ہونٹ، ناک اور گال پھٹ گئے تھے اور جہاں سے اب خون رس رہا تھا۔ لڑکی نے ہاتھ کی پشت سے ناک صاف کیا اور پھر خون دیکھ کر

اس کی آنکھوں میں بھی خون اتر آیا۔ چوہان اور صدیقی اس کی جانب بڑھنے لگے۔ اسی لمحے لڑکی نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور تیزی سے اپنی کار کی طرف بھاگ اٹھی۔ سامنے صفدر اور خاور تھے وہ اپنی مقابل لڑکی کو ڈھیر کر چکے تھے۔ انہوں نے بھاگ کر آنے والی لڑکی کو قابو کرنا چاہا مگر لڑکی کے جسم میں تو جیسے پارہ بھرا ہوا تھا وہ ہوا کے جھونکے کی طرح سے ان کے قریب سے گزر گئی۔ کار کے قریب جا کر اس نے چھلانگ لگائی اور کار کی کھلی ہوئی کھڑکی کے راستے کار میں پہنچ گئی۔ اس سے پہلے کہ صفدر، خاور، صدیقی اور نعمانی بھاگتے ہوئے وہاں آتے لڑکی تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے جو لڑکی کی طرف دیکھا تو اپنی جگہ پر ایک جھٹکے سے رک گئے۔ لڑکی کے ہاتھ میں ایک ہینڈ گرنیڈ تھا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے گرنیڈ کی پن پکڑی ہوئی تھی۔

"آؤ، آؤ رک کیوں گئے آؤ"۔ لڑکی نے ان کی جانب خوفناک نظروں سے دیکھتے ہوئے غضبناک شیرنی کی طرح دھاڑتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے بم کی پن کھینچ لی۔ صفدر، نعمانی، خاور اور دوسرے ممبروں کے چہروں پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔ اسی وقت لڑکی نے اپنا ہاتھ گھمایا اور بم اڑتا ہوا سیکرٹ سروس کے ممبروں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

بام مچھلی کی طرح لمبا اور دبلا پتلا آدمی آنکھیں بند کئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اور دونوں پیر میز پر رکھے آرام کر رہا تھا کہ اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی کرخت گھنٹی بج اٹھی اور اس کی آنکھیں یکدم کھل گئیں۔ اس نے نیلی نیلی آنکھوں سے گھور کر فون کی جانب دیکھا۔ جیسے اس وقت اس کی گھنٹی کا بجنا اسے سخت ناگوار گزرا ہو۔ ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ اس نے ٹانگیں میز کی سائیڈ سے نیچے کیں اور سیدھے ہو کر ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ایس ایچ سپیکنگ"۔ اس نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"کے بی بول رہا ہوں باس"۔ دوسری جانب سے ایک تیز لیکن مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کے بی کیا رپورٹ ہے"۔ ایس ایچ جو کہ سنگ ہی تھا، نے

کرنل بلیک کی آواز پہچانتے ہوئے چونک کر کہا۔

"کام ہو گیا ہے باس۔ میں مال خانے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہوں"۔ دوسری طرف سے کرنل بلیک کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"تو پھر تم مجھ سے ٹیلی فون پر کیوں بات کر رہے ہو احمق"۔ سنگ ہی نے غضبناک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس، یس سر۔ مم، میں بھول گیا تھا۔ مم، میں ابھی کال کرتا ہوں"۔ سنگ ہی کی غراہٹ نما آواز سن کر کرنل بلیک نے بوکھلائے ہوئے کہا اور جلدی سے فون بند کر دیا۔

"نانسنس۔ بلڈی فول کو اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ کہاں اور کس جگہ سے کیسے کال کرنی چاہئے"۔ سنگ ہی نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لے کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر لگا ایک بلب جل اٹھا اور ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔

"یس، سنگ ہی سپیکنگ۔ اوور"۔ اس نے خونخوار بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"کرنل بلیک بات کر رہا ہوں باس۔ معافی چاہتا ہوں لیبارٹری میں صحیح سلامت پہنچ جانے کی وجہ سے مجھ پر جوش طاری ہو گیا تھا۔ اس لئے ٹیلی فون پر آپ کو کال کر بیٹھا۔ آئی ایم سوری، آئی ایم رئیلی

ویری سوری باس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کرنل بلیک کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سوری کے بچے۔ تم جانتے ہو تمہاری یہ چھوٹی سی غلطی ہمیں کتنے بڑے نقصان سے دوچار کر سکتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے وہاں لگے ہوئے فون محفوظ ہوں گے۔ اوور"۔ سنگ ہی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے دھیمے مگر انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔ سنگ ہی چند لمحے کرنل بلیک کی غلطی پر ہونٹ بھینچتا رہا پھر اس نے زور سے سر جھٹک دیا۔

"ہونہہ۔ بتاؤ لیبارٹری تک کیسے پہنچے ہو۔ میرے علم میں تو یہ بات آئی ہے کہ اس بار پاکیشیا جیسے پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ملک نے لیبارٹری کا سکیورٹی نظام انتہائی جدید کمپیوٹرائزڈ اور فول پروف کر رکھا ہے۔ تم پھر وہاں تک پہنچنے میں کیسے کامیاب ہو گئے۔ اوور"۔ سنگ ہی نے پوچھا۔

"یس باس۔ واقعی اس لیبارٹری کا حفاظتی سسٹم بے حد عجیب و غریب، پیچیدہ اور انتہائی ایڈوانس ٹیکنالوجی پر مشتمل ہے۔ اگر وائٹ کنگ سے مجھے اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر کاشف مرزا کی ٹپ نہ ملتی تو میرا یہاں تک پہنچنا کسی بھی طرح ممکن نہیں تھا۔ وائٹ کنگ کے مطابق ڈاکٹر کاشف مرزا ان دنوں اتفاقاً ذاتی کام کے سلسلے میں لیبارٹری سے باہر آیا ہوا تھا۔ میں نے اس کے متعلق تمام معلومات

اکٹھی کیں تو پتہ چلا کہ اس کا ایک رشتہ دار ایکریمیا میں ہے جس کا نام پروفیسر بشارت ہے۔ میں نے اس کے حوالے سے ڈاکٹر کاشف مرزا سے بات کی اور کہا کہ میں اسے ڈاکٹر بشارت کا ضروری پیغام دینا چاہتا ہوں۔ جس پر اس نے مجھ سے ملنے کی حامی بھر لی۔ بہر حال میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے سختی سے کام لینا پڑا اور پھر میں نے اس کی سکن اتار کر اس کا میک اپ کر لیا۔ شام کو لیبارٹری سے مجھے لینے کے لئے سپیشل وین آ گئی۔ مجھ سے مخصوص کوڈ ورڈز پوچھے گئے جن کے بارے میں مجھے ڈاکٹر کاشف مرزا نے بتا دیا تھا۔ کوڈ ورڈ پوچھنے کے بعد میرا تفصیلی معائنہ کیا گیا اور پھر مجھے لیبارٹری میں لے جایا گیا۔ لیبارٹری میں داخلے سے پہلے مجھے سپیشل وے سے گزارا گیا۔ فنگر سکن مارک کی وجہ سے مجھے لیبارٹری تک پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ پھر ایک جگہ بلڈ چیکر کمپیوٹرائزڈ مشین نصب تھی وہاں اگر میں آر آر ڈی واچ سسٹم آن نہ کر دیتا تو میرا بلڈ ڈاکٹر کاشف مرزا کے بلڈ گروپ سے نہ ملنے کی وجہ سے شاید میں پکڑا جاتا۔ لیکن آر آر ڈی واچ سسٹم جسے میں نے اپنی گھڑی میں نصب کیا ہوا تھا اس کی وجہ سے میں نے وقتی طور پر کمپیوٹر سسٹم فیل کر دیا اور اگلے مرحلے میں پہنچ گیا۔ وہاں ریڈیائی لہروں سے میرا میک اپ چیک کیا گیا۔ اگر میں نے ڈاکٹر کاشف مرزا کی اوریجنل سکن کا ماسک نہ پہنا ہوتا تو میں آسانی سے پکڑا جا سکتا تھا۔ بہر حال اس مرحلے سے بھی میں آسانی کے ساتھ گزر گیا۔ پھر وہاں مجھ سے مزید کوڈ ورڈز

پوچھے گئے۔ جن کا تعلق ایس ایس ایم پروجیکٹ سے تھا۔ ان تمام مرحلوں سے میں بہ احسن خوبی لیبارٹری میں پہنچ گیا۔ اب ایک لحاظ سے لیبارٹری کا مکمل کنٹرول سسٹم میرے ہاتھ میں ہے۔ ایس ایل ایکس تھاؤزنڈ تھری ایکس تھرٹی کمپیوٹر مشینری کے ذریعے اس میزائل پر کام کیا جا رہا ہے۔ میں نے تمام پروگرام کی مکمل جانچ پڑتال کر لی ہے۔ تجرباتی میزائل تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ اب مجھے پروگو کمپیوٹر پروگرامنگ اپنی مرضی کا بنانے کے لئے ماسٹر کمپیوٹر چپ اور ایچ ڈی فائیو سکسٹی کی ہارڈ ڈرائیو کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ تجرباتی میزائل میں وار ہیڈ کی ضرورت ہے جس کا وزن دس کلو گرام سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے اور کوالٹی سی سی ون تھری چاہئے۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے تمام تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر کمپیوٹر چپ اور ہارڈ ڈرائیو پاکیشیا پہنچ چکی ہے۔ ٹی تھری بی یہ چیزیں خود لائی ہے۔ ڈبلیو ایچ کل شام تک پہنچ جائے گا۔ ان چیزوں کی ترسیل تم تک کیسے ہو گی اس کے بارے میں کل شام تک مجھے بتا دینا۔ باقی مشن مکمل کرنے کے لئے میں خود لیبارٹری میں آؤں گا۔ لیبارٹری میں موجود کام کرنے والے افراد کی تعداد کے بارے میں مجھے معلوم ہیں انہیں کب آف کر کے اپنے آدمی وہاں پہنچانے ہیں اس کی بھی تفصیل کل شام کو ڈسکس کر لی جائے گی۔ تمہیں کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو بتا دو۔ اوور"۔ سنگ ہی نے کہا۔

"نہیں باس۔ مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت کی

چیزیں میں سپیشل بریف کیس میں چھپا کر اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم وہاں اطمینان سے کام کرو۔ کل شام پانچ بجے میں خود تمہیں کال کروں گا۔ اوور"۔

"اوکے باس۔ میں انتظار کروں گا۔ اوور"۔ کرنل بلیک نے کہا۔

"اوکے وش یو گڈ لک۔ اوور اینڈ آل"۔ یہ کہہ کر سنگ ہی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ کرنل بلیک کا ایس ایس ایم لیبارٹری میں بخیر و عافیت پہنچ جانے کی خبر سن کر اس کے چہرے پر بے پناہ چمک اور اطمینان نظر آنے لگا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس سر سچی کان سپیکنگ"۔ دوسری جانب سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"شاذل نہیں آیا اب تک"۔ سنگ ہی نے اس سے تیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں باس۔ ابھی تک وہ یہاں نہیں پہنچا"۔ سچی کان نے کہا۔

"ہونہہ۔ جیسے ہی وہ پہنچے فوراً مجھے خبر کرنا"۔ سنگ ہی نے کہا۔

"آل رائٹ سر"۔ سچی کان نے کہا اور سنگ ہی نے سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور سنگ ہی بری طرح سے چونک پڑا۔

"یس سنگ ہی سپیکنگ۔ اوور"۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا

بٹن آن کرتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"گرینڈ ماسٹر بول رہا ہوں سنگ ہی۔ کیا کرتے پھر رہے ہو تم نے ابھی تک ہیڈ کوارٹر میں کوئی رپورٹ کیوں نہیں کی۔ اوور"۔ دوسری جانب سے ایک چیختی ہوئی انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"اوہ، یس سر۔ میں ابھی آپ کو رپورٹ دینے کے لئے کال کرنے ہی والا تھا۔ اصل میں کرنل بلیک کی رپورٹ ابھی چند لمحے قبل مجھے ملی ہے۔ اس نے ایس ایس ایم لیبارٹری تک پہنچنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے اور لیبارٹری کا تمام نظام اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق تجرباتی میزائل تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ کل شام تک ہم مکمل طور پر لیبارٹری پر قبضہ کر لیں گے۔ لیبارٹری کے اصل آدمیوں کو ہٹا کر ہم اپنے آدمی لگا دیں گے جو میزائل کو ہمارے پروگرام کے تحت تیار کریں گے اور پھر مخصوص وقت پر اسے فائر کر دیا جائے گا۔ اوور"۔ سنگ ہی نے جلدی جلدی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا اس بار پاکیشیا میں تمہارا منصوبہ مکمل ہو جائے گا یا ہمیشہ کی طرح تم اور تھریسیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں اور علی عمران کے ہاتھوں شکست کھا کر واپس لوٹ آؤ گے۔ اوور"۔ گرینڈ ماسٹر کا لہجہ بے حد طنزآمیز اور سخت تھا۔

"اوہ نہیں باس۔ اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ ہمارا مشن بے حد فول پروف اور انتہائی جاندار ہے۔ مشن کی کامیابی کے لئے ہم نے خاص

طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے لئے کام کیا تھا۔ کرنل بلیک نے علی عمران کو اپنے ہاتھوں کرسٹل بلٹ کا شکار کیا ہے۔ عمران کی موت کا پہلے مجھے بھی یقین نہیں آیا تھا۔ مگر جب میں نے تحقیقات کیں تو پتہ چلا کہ کرسٹل بلٹ کا شکار ہونے والا علی عمران کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ علی عمران جیسا گھاگ اور خطرناک انسان اس آسانی سے کرنل بلیک کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا اس پر میں دنگ رہ گیا تھا لیکن خیال آیا کہ بعض اوقات ایک معمولی چیونٹی بھی ہاتھی جیسے گرانڈیل جانور کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے تو پھر عمران کو ہلاک کرنا کون سی بڑی بات تھی۔ عمران جیسا انسان ہمارے ہاتھوں ہلاک ہو گیا تو پھر ہمارے سامنے سیکرٹ سروس کے ممبر کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی میں نے ان کی ہلاکت کے لئے خاص طور پر کیٹس کو یہاں بلوا لیا تھا۔

کیٹس کے بارے میں تو آپ کو علم ہی ہے کہ ان کی کارکردگی کیسی ہے۔ وہ جب تک سیکرٹ سروس کے ممبروں کو تلاش کر کے انہیں ہلاک نہیں کر دیں گی اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گی۔ اس کے باوجود بھی اگر سیکرٹ سروس کے ممبر کیٹس کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے کسی طرح بچ جاتے ہیں۔ تب بھی ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ کرنل بلیک لیبارٹری تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس کی موجودگی میں وہاں کوئی اور دم بھی نہیں مار سکتا۔ اوور"۔ سنگ ہی بڑے فخریہ لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"ہونہہ۔ تم کیا رہے ہو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ مجھے تو بس مشن کی کامیابی سے مطلب ہے۔ اگر تم مشن مکمل کرنے میں ناکام رہے تو پھر تمہارے لئے زیرولینڈ میں داخلے کے تمام راستے بند کر دیئے جائیں گے۔ اوور"۔ گرینڈ ماسٹر کا لہجہ اس قدر سخت اور خوفناک تھا کہ سنگ ہی جیسا انسان بھی کانپ کر رہ گیا۔

"نن، نہیں باس۔ میں اس مشن کی کامیابی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دوں گا۔ ہر ممکن طریقے سے اس مشن کو مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اوور"۔ سنگ ہی نے جلدی سے کہا۔

"کوشش نہیں، تمہیں اس مشن کو ہر حال میں پورا کرنا ہے سمجھے۔ اوور"۔ گرینڈ ماسٹر نے غرا کر کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھ گیا۔ بالکل سمجھ گیا۔ مشن مکمل ہو گا اور ضرور مکمل ہو گا۔ اوور"۔ سنگ ہی نے گھبرا کر کہا۔

"اوکے گڈ لک اینڈ اوور اینڈ آل"۔ گرینڈ ماسٹر نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ سنگ ہی نے بٹن آف کر کے ایک طویل سانس لیا اور ٹرانسمیٹر کو ایک طرف رکھ کر ایک بار پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ اسی وقت انٹرکام کی بیل بجی اور اس نے جلدی سے سیدھا ہو کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"باس شاؤل آگیا ہے"۔ جی کان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"گڈ۔ اسے اندر بھیج دو"۔ شاؤل کی آمد کا سن کر سنگ ہی کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"یہ تم مجھے کہاں لے جارہے ہو اور تم نے اب تک مجھے بتایا نہیں کہ تم کون ہو اور تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ ہوٹل میں خطرہ ہے۔ کیسا خطرہ تھا ہوٹل میں"۔ عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان نے کافی دیر خاموش بیٹھے رہنے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"پہلے بتاؤ۔ تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"شاؤل۔ شاؤل نام ہے میرا۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔ نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے نام کا اخبار میں تلاش گمشدگان کے کالم میں اشتہار چھپوانا ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا، کیا کہا تم نے"۔ شاؤل اس کی بات سن کر بری طرح سے چونک اٹھا۔ اسی وقت عمران نے کار دانش منزل کے گیٹ کے قریب

کر کے روک دی۔ وہ شاؤل سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے اسے پہلے رانا ہاؤس لے جانا چاہتا تھا لیکن پھر اسے یاد آیا کہ رانا ہاؤس میں جوزف تو موجود ہے نہیں وہ جولیا اور سلیمان کے ساتھ اس کے نام نہاد قاتلوں کی تلاش پر مامور ہیں۔ اس لئے وہ اسے دانش منزل لے آیا تھا۔ ایک تو یہاں وہ اس نوجوان شاؤل سے پوچھ گچھ کر سکتا تھا۔ دوسرے وہ تھریسیا کے دیئے ہوئے ڈبیہ نما پیکٹ کو چیک کرنا چاہتا تھا اور تیسرے تھریسیا اور سنگ ہی کے سامنے آجانے کی وجہ سے سیکرٹ سروس کے ممبروں کی بھی ضرورت تھی جن کے ساتھ وہ سنگ ہی کے ٹھکانے پر ریڈ کرنا چاہتا تھا۔ جیسے ہی اس نے کار دانش منزل کے گیٹ پر روکی آپریشن روم میں موجود بلیک زیرو نے اس کے لئے گیٹ کھول دیا اور عمران کار اندر لے گیا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا اور یہ کون سی جگہ ہے"۔ شاؤل نے عمران کو تیز اور قدرے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کان ادھر کرو۔ بتاتا ہوں"۔ عمران نے کار روکتے ہوئے اس سے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ شاؤل حیرانی سے اس کے قریب ہوا۔ اسی وقت عمران کا جچا تلا ہاتھ اس کی کنپٹی پر پڑا اور شاؤل ہلکی سی چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ عمران جلدی سے کار سے اترا اور پھر دوسری طرف آ کر اس نے اس طرف سے کار کا دروازہ کھولا اور شاؤل کو کار سے نکال کر کندھے پر ڈالتا ہوا بلیک روم کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ شاؤل کو

بلینک روم میں ڈال کر وہ کمرے کو لاک کر کے باہر آ گیا اور سیدھا آپریشن روم میں چلا گیا۔

اسے آپریشن روم میں آتا دیکھ کر بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"اتنی جلدی آپ واپس بھی آ گئے اور وہ کون ہے جسے آپ اپنے ساتھ لائے ہیں"۔ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"وہ میری کبھی نہ ہونے والی بیوی کا بھائی ہے اور میرے جلدی آنے پر اگر تمہیں اعتراض ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ، ایسی بات نہیں۔ ایک اطلاع دینے کے لئے میں آپ کو واچ ٹرانسمیٹر پر کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ یہاں آ گئے"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

"کیسی اطلاع"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جولیا، جوزف اور سلیمان آپ کے قاتلوں یا قاتل کی تلاش کے سلسلے میں رانا بلڈنگ گئے تھے۔ اس بلڈنگ کے اس فلیٹ میں جہاں سے آپ پر کرسٹل بلٹ فائر کیا گیا تھا۔ جولیا جب فلیٹ میں داخل ہوئی تو اس پر اچانک اندھیرے میں ایک سائے نے حملہ کر دیا۔ اس نے جوزف اور جولیا کے ساتھ زبردست فائٹ کی اور پھر اگر وہاں سلیمان آ کر اس لڑکی کو بے ہوش نہ کر دیتا تو وہ یقیناً جولیا کو ختم کر

دیتی۔ بہرحال جولیا نے لائٹ آن ہونے پر دیکھا یہ اصل میں ایک لڑکی تھی جس نے سیاہ چست لباس پہن رکھا تھا۔ جولیا کو یقین تھا کہ اس لڑکی کا آپ کی ہلاکت میں ہاتھ ہے اس نے سلیمان کی مدد سے لڑکی کو کرسی سے باندھ دیا اور پھر وہ اس سے پوچھ گچھ کرنے لگی۔ اس کے لئے جولیا کو لڑکی پر شدید تشدد کرنا پڑا۔ لڑکی نے اسے بس یہی بتایا تھا کہ اس کا تعلق کیٹس گروپ سے ہے اور اس کا نام شارکی ہے اور وہ کیٹس گروپ کی کیٹ فور ہے۔ اس سے پہلے کہ جولیا اس پر مزید تشدد کرتی اور کچھ اور پوچھتی کیٹ فور نے اپنا ایک پیر زور سے زمین پر مارا۔ جس کی وجہ سے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور لڑکی کا جسم اس دھماکے سے پھٹ گیا۔ بالکل اسی طرح جس طرح آپ کے دھوکے میں کرسٹل بلٹ سے چور کا جسم پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ دھماکے کے ردعمل سے جولیا، جوزف اور سلیمان تینوں اچھل کر دور جا گرے تھے اور پھر وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو گئے تھے۔ خوفناک دھماکے کی آواز سن کر اردگرد کے فلیٹوں کے مکین اس فلیٹ میں گھس گئے تھے۔ انہوں نے جو ہر طرف انسانی لاش کے ٹکڑے اور تین افراد کو بے ہوش پڑے دیکھا تو فوری طور پر پولیس کو اطلاع دے دی گئی۔ جولیا، جوزف اور سلیمان کو بے ہوشی کی حالت میں قریبی ہسپتال پہنچایا گیا۔ ابھی کچھ دیر پہلے جولیا کو ہوش میں آیا تھا۔ اس نے مجھے رپورٹ دی ہے۔ اس کے مطابق کیٹس گروپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے شکار کے لئے بھیجا گیا ہے۔ دھماکے کی وجہ سے اس کی

دماغی حالت درست نہیں تھی اس لئے میں نے اسے فی الوقت ریسٹ کرنے کے لئے کہا ہے"۔ بلیک زیرو نے عمران کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیٹس گروپ کے متعلق تو میں نے بھی بہت کچھ سن رکھا ہے۔ وہ چار لڑکیاں ہیں اور آفت کی پرکالہ ہیں۔ آسانی سے کسی کے قابو میں نہیں آتیں۔ نہایت تیز رفتاری سے کام کرتی ہیں اور ایک بار جس کے پیچھے لگ جائیں اسے قبر میں پہنچا کر دم لیتی ہیں۔ اگر وہ واقعی سیکرٹ سروس کے پیچھے ہیں تو پھر واقعی تشویش کی بات ہے۔ تم نے باقی ممبروں کو کال کیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں، لیکن ان کی طرف سے بھی کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ لگتا ہے سنگ ہی اور تھریسیا کسی لمبے چکروں میں ہیں"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سنگ ہی اور تھریسیا۔ کیا ان کا آپ کو کوئی کلیو ملا ہے"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"تم کلیو کی بات کرتے ہو۔ میں ان کی شہ رگ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہوں"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو کو ساری تفصیل بتا دی۔

"اگر آپ کو ان کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے تو آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ ان پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالتے۔ ان خطرناک مجرموں کو

چھوٹ کیوں دے رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جب تک ان لوگوں کا اصل مشن میرے سامنے نہیں آجاتا میں ان پر کیسے ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔ یہ لوگ جب بھی کسی مشن پر کام کرتے ہیں پوری طرح ہاتھ پیر پھیلا کر کام کرتے ہیں۔ دیکھا نہیں تم نے پہلے انہوں نے میری ہلاکت کا بندوبست کیا پھر ایس ایس ایم کی خبر پوری دنیا میں پھیلا دی اور سیکرٹ سروس کا راستہ روکنے کے لئے انہوں نے کیٹس جیسی خطرناک لڑکیوں کو یہاں بلا لیا۔ یہ تو اتفاق ہی تھا کہ کیٹ فور سلیمان کی وجہ سے جولیا کے قابو میں آگئی ورنہ وہ ان تینوں کو ہلاک کئے بغیر نہ جاتی۔ ادھر ہمیں دوسرے ممبروں کا پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہیں۔ سنگ ہی اور تھریسیا ایسے مجرم ہیں جو خود ہاتھ پیر ہلائے بغیر ایسے ایسے کام کر جاتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا"۔ عمران کہتا چلا گیا۔

"اچھا یہ بتاؤ صدر مملکت کے پاس تم کیوں نہیں گئے۔ سر سلطان نے تمہیں بطور ایکسٹو وہاں پہنچنے کی ہدایات دی تھیں"۔ عمران نے خیال آنے پر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ صدر مملکت نے فون پر خود ہی مجھ سے رابطہ کر لیا تھا۔ میں نے ان سے بڑے سخت انداز میں بات کی تھی اور ان سے کہا تھا کہ وہ کسی کے دباؤ میں نہ آئیں۔ ہمارا سپر سپیڈ میزائل تیار ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ سے بین الاقوامی طور پر ہم پر دباؤ

ضرور ڈالا جا سکتا ہے لیکن ہمارے خلاف کوئی جارحانہ قدم نہیں اٹھ سکتا۔ صدر مملکت کے مطابق بات اقوام متحدہ تک پہنچ چکی ہے او انہیں وہاں جوابدہی کرنی ہے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ وہ اقوام متحدہ کی کانفرنس میں موجود ہمارے ارکان کو کہلا بھیجیں کہ ہم اپنا پروگرام نہ صرف جاری رکھیں گے بلکہ میزائل کا تجربہ بھی ضرور کیا جائے گا۔ اس میزائل کی تیاری میں ہمارا بے پناہ سرمایہ خرچ ہوا ہے اور میزائل دنیا کا ہر ملک اپنی سیفٹی کے لئے تیار کر رہا ہے۔ پوری دنیا میں بڑے بڑے اور خوفناک سے خوفناک میزائل تیار کئے جا رہے ہیں ہم نے اگر اپنی ٹیکنالوجی سے ایک میزائل تیار کر لیا ہے تو دنیا اس قدر شور کیوں مچا رہی ہے۔ اگر ہمیں میزائل کی تیاری اور تجرباتی میزائل فائر کرنے سے روکا جا رہا ہے تو پھر سپر پاورز اور دوسرے ممالک بھی اپنے میزائل پروگرام روکیں اور وہ بھی اپنے بنائے ہوئے میزائل تلف کر دیں۔ کافرستان کھلم کھلا میزائل پر میزائل بناتا جا رہا ہے اور آئے روز وہ تجرباتی میزائل فائر کرتا رہتا ہے اس کے خلاف تو آج تک کسی نے بات نہیں کی اور نہ ہی اسے میزائل بنانے سے اس انداز میں روکا گیا ہے۔ میں نے صدر صاحب سے دوٹوک لہجے میں کہہ دیا تھا کہ آپ برملا کہہ دیں کہ ہم نے جو میزائل تیار کئے ہیں اگر ہمارے خلاف جارحانہ قدم اٹھایا گیا تو ہمارا تجرباتی پروگرام اصل میزائل فائر کرنے میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ صدر صاحب پہلے تو میری کڑوی باتیں سن کر بہت جز بز ہوئے مگر پھر شاید انہیں میری باتوں کی سمجھ آ گئی

انہوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ واقعی کب تک ہم دشمن ممالک سے ڈرتے اور دنیا کے خوف سے اپنے آپ کو دباتے رہیں گے"۔ بلیک زیرو نے بتایا اور عمران اس کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"واقعی تمہارا ہی حوصلہ ہے جو تم نے صدر مملکت سے اس انداز میں بات کر لی ورنہ میں تو ان کے سامنے زبان تک ہلانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"آپ کا کیا خیال ہے اگر صدر مملکت نے واقعی ایسا بیان دیا تو کیا اس کا کوئی رد عمل نہیں ہو گا"۔ بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"ہونا تو چاہئے۔ بہر حال جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم دوبارہ ممبروں کو کال کرنے کی کوشش کرو۔ میں ذرا تھریسیا کے دیئے ہوئے پیکٹ کو چیک کر لوں۔ اس کے بعد مجھے شاؤل سے بھی بات کرنی ہے اور پھر اپنے چچا ولد حرام سے بھی جا کر ملنا ہے۔ دیکھیں وہ کیا کر رہا ہے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔ عمران جیب سے تھریسیا کا دیا ہوا ڈبیہ نما پیکٹ لے کر ایک بڑی مشین پر جا بیٹھا اور بلیک زیرو ممبروں کو کال کرنے کے لئے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ملانے لگا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور بلیک زیرو نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ اس نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"۔ دوسری جانب سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"اوہ، یس سر میں طاہر بات کر رہا ہوں"۔ سر سلطان کی آواز پہچان کر بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے ٹیلی فون پر صدر مملکت سے خود بات کی تھی"۔ سر سلطان نے پوچھا۔

"یس سر۔ کیوں کیا کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے"۔ بلیک زیرو نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔ اس کی بات سن کر عمران بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ بلیک زیرو نے عمران کو اپنی طرف دیکھتے پا کر لاؤڈر کا بٹن دبا دیا تھا تاکہ سر سلطان کے درمیان ہونے والی باتیں عمران بھی سن لے۔

"کیا بات ہوئی تھی تمہاری صدر صاحب سے"۔ سر سلطان نے سنجیدگی سے پوچھا اور بلیک زیرو نے وہی باتیں سر سلطان کو بتا دیں جو اس نے عمران کو بتائی تھیں۔

"بہت خوب۔ جانتے ہو تمہاری ان باتوں کا کیا رسپانس ملا ہے"۔ سر سلطان نے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی جبکہ بلیک زیرو ابھی تک نہیں سمجھ پایا تھا۔

"نہیں سر۔ کیا ہوا ہے"۔ اس نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"صدر مملکت نے ایکریمیا کے صدر اور دوسرے ممالک کے صدور سے فرداً فرداً فون پر بات کی تھی اور انہوں نے تمہاری کہی ہوئی باتیں

ان کے سامنے دوہرا دی تھیں۔ پہلے تو ان صدور نے سخت ردعمل کا اظہار کیا اور پھر جب صدر مملکت نے ان کے ساتھ سخت رویہ اپناتے ہوئے کہا کہ وہ اس صورت میں اپنا میزائل پروگرام ترک کر سکتے ہیں جب دوسرے ممالک بھی اپنے میزائل پروگرام بند کر دیں۔ یہی بات اقوام متحدہ تک بھی پہنچا دی گئی ہے۔ ظاہر ہے سپر پاورز اس کی منظوری کے لئے کبھی حامی نہیں بھریں گے اور ہمارا ایس ایس ایم پراجیکٹ پر کام ہوتا رہے گا۔ اسی طرح صدر مملکت نے شوگران کے صدر سے بھی بات کی تھی۔ شوگران چونکہ ہمارا دوست ملک ہے اور اس نے ہر آڑے وقت میں ہمارا ساتھ دیا ہے اس لئے صدر صاحب نے ان سے نہایت حلیمی سے بات کی ہے اور ایس ایس ایم پراجیکٹ کا فارمولا انہیں بھی دینے کی پیشکش کی ہے جسے شوگران کے صدر نے قبول کر لیا ہے اور انہوں نے فوری طور پر سرحدوں سے فوج ہٹانے کا وعدہ کر لیا ہے۔ شوگران کی فوج کا سرحدوں سے ہٹنے کا سن کر کافرستان پر بھی دباؤ پڑا ہے اور ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے بھی جنگی مشقیں بند کر دی ہیں اور اپنی فوج کو پیچھے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ سب تمہاری اور عمران کی ذہانت کا نتیجہ ہے طاہر بیٹے۔ صدر صاحب اس کا سارا کریڈٹ ایکسٹو کو دے رہے ہیں اور مجھے فخر ہے کہ تم اور عمران میری توقع سے بڑھ کر ہو اور ہر آنے والے وقت میں تم لوگوں نے ملک کے مفاد کے لئے کام کیا ہے۔ آئی ایم پراؤڈ آف یو مائی سنز"۔ سر سلطان جذباتی لہجے میں کہتے چلے گئے اور بلیک

زیرو سکون کا سانس لے کر مسکراتے ہوئے عمران کی جانب دیکھنے لگا۔ عمران بھی مسکرا رہا تھا۔

"یہ سب آپ کی کرم نوازی ہے جو آپ نے ہمیں صدر مملکت سے اس قدر بات کرنے کا حوصلہ دے رکھا ہے ورنہ ہم کہاں اور صدر مملکت کہاں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران سر ہلاتے ہوئے مسکرانے لگا جیسے بلیک زیرو نے اس کی توقع کے مطابق جواب دیا ہو۔

"نہیں۔ یہ تم لوگوں کی اپنی کارکردگی ہے۔ تم اپنی مثال آپ ہو۔ بہرحال عمران کہاں ہے"۔ سرسلطان نے برملا کہا۔ عمران نے اشارے سے بلیک زیرو کو منع کر دیا کہ وہ اس کے بارے میں نہ بتائے۔

"عمران صاحب جب کسی ضروری کام میں مصروف ہوتے ہیں پھر ان کا کب پتہ چلتا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے جھوٹ بولنے سے اجتناب برتتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جب اس سے رابطہ ہو تو اس سے کہنا مجھ سے بات کر لے۔ میں خود بھی اس سے سوری کرنا چاہتا ہوں کہ میں بلاوجہ اس کے ساتھ تلخ ہو گیا تھا"۔ سرسلطان نے کہا اور پھر انہوں نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"آپ نے بات کیوں نہیں کی"۔ بلیک زیرو نے فون رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"بلیک زیرو اس وقت تھریسیا اور سنگ ہی جیسے مجرم یہاں موجود ہیں۔ میں تھریسیا کے دیئے ہوئے پیکٹ جس میں سے ماسٹر کمپیوٹر آپریٹ کرنے والی ایک چپ نکلی ہے پر کام کر رہا ہوں۔ چپ کو چیک کر کے ابھی مجھے شاؤل سے بھی بات کرنی ہے اور پھر مجھے جلد سے جلد سنگ ہی تک پہنچنا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اسے شاؤل کی گمشدگی اور خاص طور پر تھریسیا کی بھیجی ہوئی مائیکرو چپ کے غائب ہونے کے بارے میں معلوم ہو۔ سرسلطان سے تو پھر بھی بات ہو سکتی ہے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے چپ ایک کمپیوٹرائزڈ مشین میں ڈال دی تھی اور سامنے روشن سکرین پر نمبروں کی شکل میں کچھ فگرز اور دنیا کا نقشہ ابھر آیا تھا۔ عمران غور سے انہیں دیکھنے لگا۔ پھر مشین سے منسلک کی بورڈ سے فگرز اور نقشے کو وہ واضح کر کے چیک کرنے لگا۔ اس اثنا میں بلیک زیرو ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر ممبروں سے رابطہ کے لئے کام کرنے لگا لیکن دوسری جانب سے اسے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔

عمران پندرہ بیس منٹ تک مشین پر کام کرتا رہا پھر اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا۔

"اوہ۔ تو ان کے یہ ارادے ہیں"۔ اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر بلیک زیرو چونک پڑا اور تیزی سے عمران کے قریب آ گیا اور سامنے سکرین پر دیکھنے لگا جہاں ایشیا کا نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ ایک سرخ رنگ کا دائرہ شوگران کے دارالحکومت کے گرد

سپارک کر رہا تھا اور ایک سفید رنگ کی لکیر پاکیشیا سے ہوتی ہوئی اس دائرے تک جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ نقشے کے نیچے عجیب و غریب فگرز نظر آرہے تھے جو تیزی سے تبدیل ہوتے جارہے تھے۔

"کیا مطلب۔ یہ پاکیشیا سے شوگران کے دارالحکومت کاچنگ کو کیوں مارک کیا جارہا ہے"۔ بلیک زیرو نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"اس لکیر اور شوگران کے دارالحکومت کاچنگ کے گرد سپارک کرتے ہوئے سرخ دائرے کو بھی دیکھ کر اگر تم کچھ نہ سمجھو تو سچ مچ تمہاری عقل پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے اور ایک بار پھر غور سے سکرین پر بدلتے ہوئے فگرز اور نقشے کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ یکلخت اپنی جگہ سے بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ، یہ تو۔ یہ تو......" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شکر ہے جلد ہی تمہاری سمجھ میں بات آگئی ورنہ میں اس سکرین کو تم پر دے مارتا یا تمہیں اس سکرین پر دے مارتا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے چہرے پر خجالت نظر آنے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا عمران نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر تیزی سے انگلیاں چلانا شروع کر دیں۔ سکرین پر نمبر بدلتے رہے اور نقشہ تیزی سے سمٹنے لگا۔ دس پندرہ منٹ تک کام کرنے کے بعد اس نے مشین میں سے چپ باہر نکالی اور پھر مشین آف کر کے اس نے ایک طویل سانس لیا اور چپ کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر غور سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر پرخیال انداز میں سر

ہلاتے ہوئے اس نے کمپیوٹر چپ کو اسی ڈبیہ میں ڈال دیا۔ جس میں سے اس نے کمپیوٹر چپ نکالی تھی۔ پھر اس ڈبیہ کو بند کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کسی ممبر سے بات ہوئی"۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جواب میں بلیک زیرو نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"لگتا ہے یا تو وہ کیٹس کا شکار ہو گئے ہیں یا پھر کسی ایسی جگہ موجود ہیں جہاں سے وہ کال اٹنڈ نہیں کر سکتے۔ بہرحال تم مسلسل انہیں کال کرتے رہو۔ میں شاؤل سے بات کر کے سنگ ہی کی طرف جا رہا ہوں تاکہ اس کمپیوٹر چپ کو اس کے حوالے کر سکوں۔ اب میں بھی یہی جانتا ہوں کہ وہ اپنا مشن مکمل کر لے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ آپ کمپیوٹر چپ سنگ ہی کو دینے جا رہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنا مشن مکمل کر لے۔ یہ جان کر بھی کہ اس کا مشن کس قدر خوفناک اور کس قدر بھیانک ہے"۔ بلیک زیرو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ سنگ ہی مجھے پیارا ہے اور میں تھریسیا کو۔ ان کا اس مشن میں اگر میں ساتھ نہیں دوں گا تو اور کون دے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔ بلیک زیرو حیرت سے اسے جاتے دیکھتا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ بیٹھے بٹھائے عمران کو آخر کیا ہو گیا ہے جو سنگ ہی اور

تھریسیا کا منصوبہ جان کر اور اس کمپیوٹر چپ کی اہمیت سمجھتے ہوئے بھی ان کے پاس جا رہا ہے۔ ان کی مدد کرنے اور ان کو ماسٹر کمپیوٹر کی چپ واپس کرنے۔ کیا عمران کا دماغ خراب ہو گیا تھا یا وہ کسی خاص مقصد کے لئے اس سے ایسا کہہ کر گیا تھا۔ بلیک زیرو کافی دیر تک سوچتا رہا لیکن جب اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا تو اس نے سر جھٹک دیا اور اس سکرین کی جانب دیکھنے لگا جہاں عمران انتہائی بے رحمانہ انداز میں شاؤل نامی شخص پر تشدد کرتے ہوئے اس سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ عمران کے ہاتھ میں خنجر نظر آ رہا تھا جس سے وہ شاؤل کی ایک آنکھ، دونوں کان اور ناک کاٹ چکا تھا۔ شاؤل کا چہرہ لہولہان ہو رہا تھا اور وہ جلدی جلدی عمران کو کچھ بتا رہا تھا۔ پھر عمران نے مطمئن ہو کر سر ہلایا اور خنجر شاؤل کے دل کے مقام پر اتار کر اسے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد عمران نے کمرے سے میک اپ باکس نکالا اور اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ چند ہی لمحوں بعد وہاں عمران کی جگہ دوسرا شاؤل کھڑا نظر آ رہا تھا۔ شاؤل کا میک اپ کرنے کے بعد عمران نے دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو اس کی آواز آپریشن روم میں گونجنے لگی۔

" میں جا رہا ہوں طاہر۔ اس لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دو اور ممبروں سے مسلسل رابطہ کرنے کی کوشش کرتے رہو۔ جیسے ہی ان سے رابطہ ہو انہیں ہدایات دے دینا کہ جیسے ہی میں انہیں کال کروں وہ الرٹ ہو جائیں "۔ عمران نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے وہ بلیک روم سے باہر نکل گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ اپنی کار میں بیٹھا دانش منزل

سے باہر جاتا دکھائی دے رہا تھا اور بلیک زیرو حیران و پریشان انداز میں اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ عمران کو روکنا چاہتا ہو مگر چاہنے کے باوجود وہ عمران کو نہ روک سکتا ہو۔

اس سے پہلے کہ بم سیکرٹ سروس کے ممبروں کے قریب گرتا۔
تنویر جو دوسری کیٹ کو مار کر واپس پلٹ رہا تھا اس نے اسے بم
پھینکتے دیکھ لیا۔ اس نے دوڑ کر اچانک ایک لمبی چھلانگ لگائی اور
ایک ہاتھ آگے بڑھا کر بم کو فضا میں ہی دبوچ لیا اور پھر فضا میں ہی
اس کا ہاتھ گھوما تھا اور وہی بم اڑتا ہوا اسی کیٹ کی طرف جانے لگا جس
نے بم پھینکا تھا۔ کیٹ نے گھبرا کر ایک طرف چھلانگ لگانے کی
کوشش کی لیکن بم عین اس کے قریب کھڑی کار سے جا ٹکرایا۔ ایک
کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا اور کار کے ساتھ کیٹ کے بھی پرخچے اڑ
گئے۔ ممبر دھماکہ ہونے سے ایک لمحہ پیشتر زمین پر گر گئے تھے۔ ورنہ
کار کے پرخچے ان کو لگتے تو وہ یقیناً بری طرح سے زخمی ہو جاتے۔ کار
کے جلتے ہوئے ٹکڑے دور دور تک جا گرے تھے۔
" ویل ڈن تنویر۔ ویل ڈن۔ تم نے اپنی جان پر کھیل کر واقعی

ہماری جان بچالی ہے ورنہ جس انداز میں اس نے ہم پر بم پھینکا تھا ہم
فاصلے پر ہونے کی وجہ سے بم نہیں پکڑ سکتے تھے"۔ صفدر نے اٹھ کر
مسرت آمیز لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر تنویر کے شانے تھپتھپانے لگا جو
اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑ رہا تھا۔ دوسرے ممبر بھی آگے بڑھ کر تنویر کو
داد دینے لگے جس نے واقعی بڑی مہارت سے چھلانگ لگا کر بم کو فضا
میں کسی گیند کی طرح دبوچ لیا تھا اور پھر اسے اسی لمحے کیٹ پر کھینچ
مارا تھا۔ ممبروں کی داد وصول کرتے ہوئے تنویر مسکرا رہا تھا۔
" ان دوسری بلیوں کا کیا کرنا ہے۔ وہ شاید بے ہوش پڑی ہیں"۔
چوہان نے ان کی توجہ بچ جانے والی دو کیٹس کی طرف دلاتے ہوئے
کہا۔
" انہیں باندھ کر کار کی ڈگی میں بند کر دو۔ ان کا تعلق واقعی ان
لوگوں سے ہے جو لیبارٹری میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان سے ہمیں ان
لوگوں کے بارے میں کافی معلومات مل سکتی ہیں"۔ صفدر نے کہا۔
" تو کیا ہم ان سے معلومات یہاں سڑک پر حاصل کریں گے"۔
صدیقی نے پوچھا۔
" نہیں یہاں سے دو تین فرلانگ پیچھے میں نے ایک فارم ہاؤس
دیکھا تھا۔ خاصا پرانا فارم ہاؤس ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہاں کوئی
نہیں ہوگا کیوں ناں ہم ان دونوں کو وہیں لے چلیں"۔ خاور نے کہا۔
" یہ واقعی نہایت مناسب رہے گا۔ ہو سکتا ہے کیٹس سے ہمیں
ایسی معلومات مل جائیں کہ لیبارٹری میں ان کے ساتھیوں نے

خودکشیاں کیوں کی تھیں۔ ان کے تین آدمی ہی لیبارٹری میں تھے یا ابھی اور بھی موجود ہیں"۔ چوہان نے کہا۔

"سب سے پہلے ہمیں چیف کو کال کرنی چاہئے کیونکہ لڑائی کے دوران میری کلائی پر رسٹ واچ کی ضربیں لگی تھیں۔ ہم سب یہاں پر موجود ہیں سوائے مس جولیا کے۔ اس لئے کال یقیناً چیف ہی کر رہا ہوگا"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں میری کلائی پر بھی ضربیں لگی تھیں"۔ خاور نے کہا۔

"میری بھی"۔ نعمانی نے کہا اور دوسرے ممبر بھی بتانے لگے کہ فرداً فرداً انہیں بھی کال موصول ہونے کا سگنل ملا تھا۔

"تب تو چیف سے بات کرنا بہت ضروری ہے۔ نجانے کیا اہم مسئلہ ہو جو چیف ہم سب کو کال کر رہا تھا"۔ صفدر نے کہا۔

"یہاں مناسب نہیں ہوگا۔ کیٹس کو اٹھا کر ہم پرانے فارم ہاؤس میں چلتے ہیں، وہاں انہیں ہوش میں لا کر ان سے بات بھی کر لیں گے اور تم چیف کو کال بھی کر لینا"۔ چوہان نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں کیٹس کو انہوں نے اپنی ٹائیوں سے اچھی طرح باندھ کر کار کی ڈگی میں ڈالا اور کار میں سوار ہو کر وہ واپس مڑ گئے۔ کچھ دور واپس جانے کے بعد انہیں دائیں طرف کافی فاصلے پر ایک فارم ہاؤس نظر آ گیا۔ سامنے چونکہ خودرو جھاڑیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور وہاں اچھی خاصی ڈھلان تھی اس لئے وہ کار میں اسی فارم ہاؤس تک نہیں جا سکتے تھے۔ صفدر نے کار سڑک کے کنارے پر روک لی۔

اور پھر وہ سب کار سے اتر کر فارم ہاؤس کی طرف چل پڑے۔ تنویر اور نعمانی نے کار کی ڈگی سے ایک ایک کیٹ کو اٹھا کر اپنی کمر پر لاد لیا تھا۔

فارم ہاؤس لکڑی کا بنا ہوا تھا اور خاصا پرانا تھا۔ سالخوردہ ہونے کی وجہ سے اس کی لکڑیوں کو دیمک لگ چکی تھی اور جگہ جگہ سے لکڑیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ ایک ٹوٹا ہوا دروازہ لگا ہوا تھا جسے کھول کر وہ اندر گئے تو وہاں گھاس پھونس اور مٹی کی تہوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

"لگتا ہے یہ تو زمانے سے خالی پڑا ہوا ہے۔ ہر طرف مٹی کی تہیں جمی ہوئی ہیں۔ کیا پہلے ہم اس جگہ کی صفائی کرتے پھریں گے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے تھوڑی بہت تو ہمیں صفائی کرنی ہی پڑے گی۔ تم کیوں گھبرا رہے ہو۔ ہم سب مل کر صفائی کر لیتے ہیں تم ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھتے رہو"۔ صدیقی نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ، اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ اگر تم صفائی کر سکتے ہو تو میں کیوں نہیں کر سکتا"۔ تنویر نے کہا اور وہ سب مسکرا دیئے۔ گھاس پھونس کا ڈھیر وہاں نہ جانے کس مقصد کے لئے جمع کیا گیا تھا۔ انہوں نے گھاس جھاڑ کر ان کی دو تین ڈھیریاں لگا دیں اور کیٹس کو الگ الگ دو ڈھیریوں پر ڈال دیا۔ وہ ابھی تک مکمل طور پر بے ہوش تھیں۔

"میرا خیال ہے انہیں ہوش میں لا کر ان سے پوچھ گچھ کرنے سے پہلے ہمیں چیف سے بات کر لینی چاہئے"۔ صفدر نے کہا تو سب نے

اثبات میں سر ہلا دیئے ۔اسی وقت صفدر کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں۔

"اوہ لگتا ہے چیف پھر کال کر رہا ہے۔ تم یہیں رکو میں چیف سے بات کر کے آتا ہوں"۔ صفدر نے کہا اور جلدی سے فارم ہاؤس کے دروازے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ وہ ایک کیٹ کو کراہ کر آنکھیں کھولتے دیکھ چکا تھا۔

"اسے ابھی ہاف آف کر دو۔ چیف سے بات کرنے کے بعد اس سے بات کریں گے"۔ صفدر نے دروازے پر رکتے ہوئے کہا۔ تنویر آگے بڑھا ہی تھا کہ اسی وقت کیٹ نے گھبرا کر زور سے زمین پر پیر مار دیئے۔ وہ گھاس پر اس انداز میں پڑی تھی کہ اس کے پیر زمین پر ہی تھے۔ پیر بندھے ہوئے تھے اس لئے اس کے دونوں پیر زمین سے ٹکرائے تھے۔ ایک زوردار دھماکا ہوا اور سیکرٹ سروس کے ممبروں کے جسموں پر خون اور گوشت کے لوتھڑوں کی بارش ہو گئی۔ ساتھ ہی تیز بدبو کا بھبکا ان کے نتھنوں سے ٹکرایا تھا اور انہیں وہاں موجود ہر چیز تیزی سے گھومتی ہوئی دکھائی دینے لگی اور وہ کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح گرتے چلے گئے۔ سب سے پہلے صفدر کو ہوش آیا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اسے محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ پیر بری طرح سے بندھے ہوئے ہوں۔ اس نے جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ واقعی بندھا ہوا گھاس پر پڑا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے آنکھیں جھپکا جھپکا کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن اندھیرے میں اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ گھاس پر پڑے

ہونے اور وہاں گھاس پھونس کی مخصوص بو سے اسے اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ وہ اسی فارم ہاؤس میں پڑا ہے۔ پچھلا منظر کسی فلم کی طرح اس کے ذہن پر چلنے لگا۔ جب اسے کلائی پر ضربیں محسوس ہوئیں اور وہ باہر جانے ہی لگا تھا کہ دو میں سے ایک کیٹ کو ہوش آ گیا تھا۔ اس کے حکم پر تنویر اسے دوبارہ بے ہوش کرنے کے لئے کیٹ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسی لمحے کیٹ نے بوکھلا کر اپنے دونوں پیر زمین پر دے مارے تھے۔ اس کے پیروں میں ہیل والی سینڈلیں تھیں۔ جیسے ہی سینڈل زمین سے ٹکرائیں اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور انہیں یوں لگا جیسے ان پر اچانک خون کی بارش ہو گئی ہو اور ساتھ ہی ایک تیز اور نامانوس سی بو نے ان کے دماغوں کو چکرا کر رکھ دیا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔

اس وقت جب اسے ہوش آیا تو نہ صرف اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیلا ہوا تھا بلکہ اس کے ہاتھ پیر بھی بری طرح سے بندھے ہوئے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کافی دیر بے ہوش پڑا رہا تھا۔ لیکن اگر واقعی اس کیٹ نے ہی انہیں بے ہوشی کے عالم میں باندھا تھا تو اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔ ان کے مطابق وہ ان سب کی جانوں کی دشمن تھیں اور انہیں ہر صورت میں ہلاک کرنا چاہتی تھیں۔ پھر موقع کا فائدہ اٹھا کر اس نے ایسا کیوں نہیں کیا اور اس کیٹ کے سینڈل زمین پر مارنے، دھماکہ ہونے اور ان پر ہونے والی خون کی بارش کیا تھی۔ صفدر نے واضح طور پر اس کیٹ کے جسم کو بم

کی طرح پھٹتے دیکھا تھا۔ بالکل ویسے ہی جیسے اس نے عمران کے جسم کو دھماکے سے پھٹتے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔

اس وقت اسے کسی کے تیز سانس لینے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ، یہ میں بندھا ہوا کیوں ہوں اور یہ۔ یہ یہاں اس قدر اندھیرا کیوں چھایا ہوا ہے"۔ اسے تنویر کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔ وہ شاید صفدر کے قریب ہی پڑا تھا اور اسے بھی ہوش آگیا تھا۔ اس کے بعد اسے اسی طرح نعمانی، چوہان، صدیقی اور پھر خاور کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ سب کے سب بندھے ہوئے تھے اور اندھیرے پر حیرانی ظاہر کر رہے تھے۔

"یہ اسی کیٹ کی کارستانی ہے۔ اسی نے ہم سب کو یہاں باندھا ہو گا۔ مگر وہ خود کہاں گئی ہو گی۔ کیٹس تو ہمیں ہلاک کرنا چاہتی تھیں"۔ خاور نے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر میں بھی حیران ہو رہا ہوں۔ ہمارے مقابل تین کیٹس آئی تھیں۔ ایک کو تنویر نے اسی کا پھینکا ہوا بم مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ دوسری نے ہم سب کی موجودگی میں اپنی سینڈلیں زمین پر ماری تھیں جس کی وجہ سے اس کا جسم بم کی طرح پھٹ گیا تھا اور ہم تیز اور نامانوس سی بو کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ اب ایک کیٹ زندہ تھی اسے بھی شاید ہوش آگیا تھا۔ اس نے کسی طرح اپنی بندشیں کھول لی ہوں گی اور ہمیں بے ہوش پا کر باندھ دیا ہو گا۔ ہمارے پاس ہتھیار تھے۔ وہ ان ہتھیاروں سے ہمیں آسانی سے ختم کر

سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اب وہ کہاں ہو گی یہ بھی ہ، نہیں ہے"۔ صفدر کہتا چلا گیا۔

"کیٹ ون یہیں موجود ہے"۔ اچانک انہوں نے کیٹ کی تیز اور غراہٹ بھری آواز سنی اور وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

"تم نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے کہ جب کیٹ ٹو نے سینڈلیں زمین پر مار کر خود کو ہلاک اور تمہیں بے ہوش کیا تھا تو مجھے ہوش آگیا تھا۔ تم نے جس انداز میں مجھے باندھ رکھا تھا ان بندشوں سے خود کو آزاد کرنا میرے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ میں چاہتی تو واقعی تمہیں آسانی کے ساتھ ہلاک کر سکتی تھی۔ لیکن کیٹس بے بس پر کبھی وار نہیں کرتیں۔ مجھے تم لوگوں کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔ تاکہ ہوش میں آ کر تم اپنی آنکھوں سے اپنا موت کا نظارہ دیکھ سکو"۔ کیٹ ون نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، اگر تم بے بس پر وار نہیں کرتیں تو پھر تم نے ہمیں باندھا کیوں ہوا ہے۔ ہمیں مارنا ہے تو ہمارا مقابلہ کرو یا تو تم ہمیں مار ڈالو یا پھر ہم تمہیں مار ڈالیں گے"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم لوگ ہماری توقع سے زیادہ خطرناک ہو۔ تم لوگوں نے جس انداز میں ہمارے ساتھ فائٹ کی تھی واقعی اس انداز میں ہمیں پہلے کبھی کسی سے لڑنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ تمہاری وجہ سے میری ساتھی کیٹ ٹو اور کیٹ تھری ہلاک ہو گئی ہیں۔ تم بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ ذہین اور چالاک بھی ہو۔ اگر میں تمہاری بندشوں سے خود

کی طرح آزاد کروا سکتی تو تم ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔ خود کو آزاد کراؤ اور مرنے سے بچا لو۔ میں تمہیں زندہ رہنے کے لئے ایک چانس بہرحال ضرور دوں گی۔ تمہیں گولیاں مار کر ختم نہیں کروں گی۔ یہ فارم ہاؤس لکڑی کا ہے اور اس کے اندر گھاس پھونس بھرا ہوا ہے۔ میں باہر لکڑیوں کو آگ لگا دوں گی۔ گھاس پھونس یہاں درمیانی حصے میں ہے۔ اگر کوئی چنگاری یا لکڑی کا جلتا ہوا ٹکڑا تیز ہوا کی وجہ سے یہاں نہ گرا تو تمہیں اپنی جان بچانے کا کچھ وقت ضرور مل جائے گا"۔ کیٹ ون نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ آگ لگنے کا سن کر ان سب کے چہروں پر تشویش کے سائے ابھر آئے تھے۔

"اوہ اگر اس نے سچ مچ یہاں آگ لگا دی تو ہم یہاں زندہ جل جائیں گے۔ کمبخت نے اس مضبوطی سے باندھ رکھا ہے کہ کسی طرح بندشیں ڈھیلی پڑنے کا نام نہیں لے رہیں"۔ چوہان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے انہیں تڑتڑاہٹ کی آواز آئی اور پھر انہوں نے فارم ہاؤس کے باہر آگ کے شعلے بھڑکے دیکھے۔ چند لمحوں بعد دوسری دیوار کے پاس فائرنگ ہوئی اور وہاں بھی آگ لگ گئی۔ کیٹ ون نے فارم ہاؤس کے باہر جا کر چاروں طرف فائرنگ کر کے خشک جھاڑیوں میں آگ لگا دی تھی جو تیزی سے بھڑکتی جا رہی تھی۔ آگ لکڑی میں موجود درزوں سے تیز ہوتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہ خود کو رسیوں سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہے تھے مگر کیٹ ون نے رسیاں یا شاید ان کی ٹائیوں کو لپیٹ کر اس انداز میں

انہیں باندھ دیا تھا کہ اس کی گرہیں کسی طرح ڈھیلی پڑنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں اور فارم ہاؤس کے گرد آگ تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ فارم ہاؤس کی دیواروں کی لکڑیوں نے بھی آگ پکڑ لی تھی اور خشک لکڑیوں نے دھڑا دھڑ جلنا شروع کر دیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے فارم ہاؤس کو آگ نے مکمل طور پر اپنی لپیٹ میں لے لیا اور رات کے اندھیرے میں آگ کے شعلے بلند ہوتے چلے گئے۔

دور کھڑی کیٹ ون نے فارم ہاؤس کو مکمل طور پر آگ کی لپیٹ میں آتے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ آ گئی۔ اب اگر سیکرٹ سروس کے ممبر خود کو بندشوں سے آزاد بھی کروا لیتے تب بھی وہ آگ کے اس الاؤ سے کسی بھی طرح باہر نہیں آ سکتے تھے۔ اور اب تک فارم ہاؤس میں موجود گھاس پھونس نے بھی یقیناً آگ پکڑ لی ہو گی اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر جل کر روسٹ ہو رہے ہوں گے۔ کیٹ ون نے سوچا اور پھر مسکراتی ہوئی وہ مڑ کر سڑک کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

"شاؤل۔ یہ تمہارے آنے کا وقت ہے۔ اتنی دیر کہاں لگا دی تم نے"۔ شاؤل کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر سنگ ہی نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"باس ایک تو میری گاڑی خراب ہو گئی تھی۔ دوسرے اس پسماندہ ملک کی ٹریفک کا نظام اس قدر خراب ہے۔ ایک بار کہیں گاڑی پھنس جائے تو گھنٹہ گھنٹہ ضائع ہو جاتا ہے"۔ شاؤل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کام کا کیا ہوا"۔ سنگ ہی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کام ہو گیا ہے باس۔ یہ لیجئے مادام نے پیکٹ دیا ہے۔ دوسرا پیکٹ لے کر وہ شام کو خود آئیں گی"۔ شاؤل نے ایک ڈبیہ سنگ ہی کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ سنگ ہی نے ڈبیہ اٹھائی اور اسے

کھول کر اس میں موجود کمپیوٹر چپ کو غور سے دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جی کان کے پاس جا کر بیٹھو۔ کیٹس کے بارے میں اگر کوئی رپورٹ موصول ہو تو مجھے بتانا"۔ سنگ ہی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور شاؤل سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد سنگ ہی ڈبیہ کو لے کر اٹھا اور اس نے وارڈروب سے ایک چھوٹا سا بریف کیس نکالا اور اسے میز پر رکھ کر کھول لیا۔ وہ بریف کیس کم جدید لیپ ٹاپ کمپیوٹر تھا۔ سنگ ہی نے ایک بٹن دبا کر کمپیوٹر کی سکرین آن کی اور ایک خانہ کھول کر اس میں ایک مخصوص جگہ پر چپ کو فکس کر دیا۔ سکرین پر لہریں سی پھیل گئیں۔ پھر اس پر تیزی سے فگرز بدلنے لگے اور پھر ایک طرف ایک نقشہ ابھر آیا۔ سنگ ہی کی انگلیاں کی بورڈ پر چلنے لگیں۔ اس کی نظریں فگرز اور نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔ نقشہ تیزی سے پھیل رہا تھا۔ پھر نقشہ پوری طرح سکرین پر پھیل گیا اور سکرین پر شوگران کے دارالحکومت کے گرد ایک سرخ دائرہ سا سپارک کرنے لگا جبکہ پاکیشیا دارالحکومت کے ایک مقام سے ایک سفید لکیر کراس کرتی ہوئی اس دائرے کی طرف جا رہی تھی۔ سنگ ہی نے جیب سے ایک ڈائری نکالی اور دائرے میں لکھے ہوئے نمبروں کے ساتھ نقشے کے دائیں طرف موجود نمبروں کو ٹیلی کرنے لگا۔ تمام نمبر ملا کر اس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور کمپیوٹر کے خانے سے چپ نکال کر دوبارہ ڈبیہ میں ڈالی اور ڈبیہ کو بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔ پھر بریف کیس نما کمپیوٹر کو آف کر کے

بریف کیس بند کیا اور اسے دوبارہ میز کے نیچے رکھ دیا۔ چند لمحے وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"یس باس"۔ دوسری طرف سے چی کان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"شاؤل کو اندر بھیجو"۔ سنگ ہی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور بٹن دبا کر انٹرکام بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور شاؤل اندر آ گیا۔

"یس باس"۔ شاؤل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں شاؤل آؤ بیٹھو۔ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں"۔ سنگ ہی نے چونک کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور شاؤل سر ہلا کر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"شاؤل ابھی تھوڑی دیر پہلے میری ہیڈ کوارٹر میں گرینڈ ماسٹر سے بات ہوئی تھی۔ زیرولینڈ کا اس بار پاکیشیا کے خلاف منصوبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس بار زیرولینڈ نے پاکیشیا کو گھناؤنے انداز میں پوری دنیا کے سامنے ذلیل کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ خاص طور پر پاکیشیا کے تعلقات شوگران کے ساتھ جس قدر مضبوط اور مربوط ہیں اور شوگران آئے دن پاکیشیا کے مفادات کے لئے جو اقدام کرتا رہتا ہے اس سے پاکیشیا کی معیشت اور اقتصادیات کو جو استحکام مل رہا ہے اس سے خاص طور پر زیرولینڈ نالاں ہے۔ ہر طریقے سے ہر ذریعے سے پاکیشیا اور شوگران کے اس مربوط تعلق کو ختم کرنے کی پلاننگ پر عمل کیا جاتا رہا لیکن ہر بار ہمیں سوائے ناکامی کے اور کچھ ہاتھ نہیں

آیا۔

اس بار ہمیں خفیہ ذرائع سے معلومات ملیں کہ پاکیشیا دنیا کا سب سے طاقتور اور انتہائی تیز رفتار میزائل تیار کر رہا ہے۔ اس میزائل کی تیاری میں پاکیشیا مکمل طور پر اپنے اخراجات اور اپنے ذرائع سے کام لے رہا ہے اور تیز رفتار میزائل جسے سپر سپیڈ یا ایس ایس میزائل کا نام دیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک کے میزائلوں سے زیادہ تیز رفتار اور تباہ کن ہوگا۔ جس پر زیرولینڈ کو تشویش لاحق ہو گئی ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق پاکیشیا ایس ایس میزائل تیار کر چکا تھا۔ یہ خبر لیبارٹری میں موجود ایک ایسے شخص سے ملی تھی جو شراب اور حسین عورتوں کا رسیا تھا۔ اکثر ہوٹلوں اور کلبوں میں پایا جاتا تھا۔ زیرولینڈ سے مادام تھریسیا کی فروسیا نامی خالہ زاد بہن پاکیشیا زیرولینڈ کے ایک باغی کو تلاش کرنے کے لئے آئی ہوئی تھی۔ اس نے اس غدار کو نہ صرف تلاش کر لیا تھا بلکہ اسے ہلاک کرنے میں بھی کامیاب ہو گئی تھی۔ ایک بار میں وہ اکیلی بیٹھی شراب پی رہی تھی کہ وہاں ایس ایس ایم لیبارٹری میں کام کرنے والا خاص آدمی پہنچ گیا اور شراب کے نشے میں دھت وہ مادام فروسیا پر سر مٹا۔ وہ شخص خاصا وجیہہ اور نوجوان تھا جسے مادام فروسیا نے بھی پسند کر لیا اور وہاں ان دونوں میں گہرے مراسم استوار ہو گئے۔ دونوں ایک دوسرے سے اسی بار میں ملنے لگے اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں ان کی راتیں گزرنے لگیں۔ ایک روز مادام فروسیا کے پوچھنے پر اس نوجوان نے خود ہی اسے بتا دیا کہ وہ

ایک بہت بڑے سائنس دان ڈاکٹر عبدالباسط کا اسسٹنٹ ہے اور ان دنوں وہ پاکیشیا کی انتہائی خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے۔ جہاں ایک ایسا تیز ترین اور خوفناک میزائل بنایا جارہا ہے جو اگر تیار ہو گیا تو اس کے سامنے ساری دنیا کے میزائلوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہ جائے گی۔ اس کی بات سن کر مادام فروسیا چونک اٹھی۔ وہ زیرولینڈ کی خیر خواہ تھی۔ بھلا یہ خبر اس کے لئے کیسے غیر اہم ہو سکتی تھی کہ پاکیشیا جیسا ملک دنیا کا سب سے طاقتور اور تیز ترین میزائل خفیہ طور پر بنا رہا ہے۔ اس نے کرید کرید کر اس سے میزائل اور میزائل لیبارٹری کے بارے میں پوچھ لیا۔ پھر مادام فروسیا نے جب ایس ایس ایم پراجیکٹ کے بارے میں ہیڈ کوارٹر رپورٹ دی تو زیرولینڈ میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ فوری طور پر مادام فروسیا کو ہدایات دی گئیں کہ وہ کسی بھی طرح اس نوجوان سے لیبارٹری اور میزائل کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ مگر ان دنوں میزائل تیاری کے آخری مراحل میں تھا اس لئے ڈاکٹر عبدالباسط کے اسسٹنٹ کاشف مرزا کا لیبارٹری سے نکلنا مفقود ہو گیا۔

زیرولینڈ نے فوری طور پر اپنے تین آدمی تیار کئے اور انہیں پاکیشیا روانہ کر دیا تاکہ وہ کسی طرح لیبارٹری میں گھسنے کی کوشش کریں۔ ان ایجنٹوں کو مادام فروسیا نے تمام بریفنگ دے دی تھی کہ لیبارٹری کہاں واقع ہے اور کاشف مرزا سے حاصل کردہ معلومات بھی انہیں بتا دیں۔ ان تینوں افراد نے پاکیشیا میں لیبارٹری میں خام مال اور خاص

طور پر فوڈ سپلائی کرنے والے ایجنٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ پاکیشیا کے دارالحکومت سے ایک بام روز ہوٹل کا پتہ چلا لیا گیا جو لیبارٹری میں فوڈ سپلائی کرتا تھا۔ فوڈ سپلائی ہر تیسرے روز بند ڈبوں کی شکل میں کی جاتی تھی اور جو وین جاتی تھی اس کے لئے لیبارٹری میں ایک الگ اور خاص راستہ بنایا گیا تھا۔ ہمارے آدمی اس وین میں چھپ کر لیبارٹری کے ایک مخصوص ایریئے میں داخل ہو گئے اور پھر شب و روز کی محنت کے بعد آخر کار وہ مین لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

اس طرح ہمیں وہ لیبارٹری سے خفیہ طور پر خبریں دینے لگے۔ پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ اس لیبارٹری کو مع میزائل سمیت اڑا دیا جائے مگر اس سلسلے میں جب ہم نے انہیں مشورہ دیا کہ کیوں نہ ہم پاکیشیا کے میزائل اور لیبارٹری کو تباہ کرنے سے پہلے پاکیشیا کے ساتھ شوگران کے تعلقات کو بھی ایک بار پھر ختم کرنے کی کوشش کریں۔ تو ہم پر سخت تنقید کی گئی اور کہا گیا کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران کے ہوتے ہوئے کسی صورت میں اپنے منصوبے کو عملی جامہ نہیں پہنا سکیں گے۔ مگر پھر زیرولینڈ کے بڑوں نے ہمیں اس منصوبے پر کام کرنے کی اجازت دے دی۔

اپنے منصوبے کو عملی شکل دینے کے لئے میں نے اور مادام تھریسیا نے زیرولینڈ کے سب سے بڑے میزائل ماسٹر کرنل بلیک سے رابطہ کیا اور اسے اپنے منصوبے کی تفصیلات بتا دیں۔ کرنل بلیک نے

ہمارا ساتھ دینے کی حامی بھرلی اور ہم پاکیشیا پہنچ گئے۔ ادھر لیبارٹری میں ہمارے آدمیوں کو ایک بار ٹرانسمیٹر کال کرتے ہوئے پکڑ لیا گیا۔ اس نے گرفت میں آنے سے پہلے دانتوں میں رکھا ہوا زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر لی۔ اس کی پراسرار موت کی خبر جب عمران کو ملی تو وہ فوری طور پر لیبارٹری پہنچ گیا اور اس نے باقی دو افراد کا بھی پتہ چلا لیا کہ وہ لیبارٹری میں غیر متعلقہ ہیں۔ لہذا انہوں نے بھی زہریلے کیپسول چبا کر خودکشی کر لی۔ جس سے ان تینوں کی شخصیت چھپ گئی کہ وہ کون تھے اور ان کا تعلق کس ملک سے تھا۔ ان تین آدمیوں میں شارن نامی ایک آدمی کرنل بلیک کا چھوٹا بھائی تھا۔ کرنل بلیک کو جب معلوم ہوا کہ اس کے بھائی نے عمران کی وجہ سے خودکشی کر لی ہے تو اسے عمران پر شدید غصہ آیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ جس طرح بھی بن پڑے گا سب سے پہلے علی عمران کا خاتمہ کر کے اس سے اپنے بھائی شارن کی موت کا بدلہ لے گا۔ اس نے نہایت خاموشی سے یہاں پر موجود انفارمیشن دینے والی مجرم تنظیموں سے علی عمران کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا شروع کر دیں اور پھر وہ علی عمران کے فلیٹ کے سامنے موجود ایک بلڈنگ میں ایک فلیٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر اس نے علی عمران کو اپنی جدید ترین ایجاد کرسٹل بلٹ کا شکار بنا کر اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ بعد میں ہم نے علی عمران کے بارے میں تحقیقات کروائیں تو ہمیں اس بات کی بھی تصدیق ہو گئی کہ کرنل بلیک واقعی علی عمران کا خاتمہ کرنے

میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میرے اور خاص طور پر تھریسیا کے ذہن میں شک تھا کہ علی عمران اس آسانی سے اگر ہلاک ہونے والوں میں سے ہوتا تو وہ اب تک سینکڑوں بار مر چکا ہوتا۔ علی عمران کی تلاش اور یہاں کی سیکرٹ سروس جو کسی بھی طرح عمران سے کم خطرناک نہ تھی کی ہلاکت کے لئے زیرو لینڈ سے ہم نے کیٹس گروپ کو بلوا لیا۔ کیٹس گروپ کو علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تمام تفصیلات بتلا دی گئیں اور وہ ان کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں۔ مجھے اور تھریسیا کو یقین ہے کہ کیٹس گروپ کا تعلق ان خطرناک لڑکیوں میں سے ہے جو ایک بار اپنے شکار کے پیچھے پڑ جائیں تو اسے ہر حال میں قبر تک پہنچا کر دم لیتی ہیں اور مجھے یقین ہے وہ اپنے مشن میں ضرور کامیاب ہوں گی۔ پھر کرنل بلیک........"

ابھی سنگ ہی نے اتنا ہی کہا تھا کہ اسی وقت میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور سنگ ہی خاموش ہو گیا۔ شاول کے روپ میں عمران جو خاموشی سے سنگ ہی کا پلان سنتے ہوئے اندر ہی اندر سلگ رہا تھا ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی وجہ سے پریشان ہو گیا۔ سنگ ہی نے پاکیشیا کے خلاف جو گھناؤنی سازش کا جال بنا تھا وہ واقعی بے حد خطرناک اور پاکیشیا کے لئے شدید ترین نقصان کا باعث بن سکتا تھا۔ عمران سنگ ہی کا یہ منصوبہ کمپیوٹر چپ پروگرامنگ دیکھ کر پہلے ہی جان چکا تھا کہ وہ پاکیشیا اور شوگران کے خلاف کیا قدم اٹھانے جا رہا ہے جس سے پاکیشیا اور شوگران کے تعلقات کو شدید ترین نقصان

پہنچ سکتا تھا۔ سنگ ہی ٹیلی فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے ہوں ہاں کر رہا تھا اور اس کے چہرے پر کبھی پریشانی اور کبھی خوشی کے ملے جلے اثرات ابھر اور مٹ رہے تھے۔ وہ چند لمحے باتیں کرتا رہا پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اب یہیں آجاؤ۔ تمہارا کام ختم ہو گیا ہے"۔ اس نے کہا اور دوسری طرف اس کوٹھی کا پتہ بتانے لگا پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے فون کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران اس کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"منصوبے کے تحت ہماری یہ کمپیوٹر ڈسک پاکیشیا کی ایس ایس ایم لیبارٹری کے ماسٹر کمپیوٹر کی چپ سے تبدیل کر دی جائے گی اور جس میزائل کو تجرباتی طور پر فائر ہونا ہے اس میں ہم وار ہیڈ لگا کر اور اس پر کام کر کے اسے اصل میزائل میں تبدیل کر دیں گے۔ اسی طرح لیبارٹری میں موجود ماسٹر کمپیوٹر میں جو پروگرامنگ کی گئی ہے وہ ایک مخصوص ایریئے تک محدود کی گئی ہے۔ لیکن ہم نے اس چپ میں پروگرامنگ کی ہے اس کی وجہ سے میزائل اصل ہدف سے ہٹ کر شوگران کے دارالحکومت تک مار کرے گا اور وہاں جب میزائل وار ہیڈ لے کر گرے گا تو اس سے شوگران کے دارالحکومت کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ پاکیشیا کے اس اقدام کا ظاہر ہے شوگران سختی سے نوٹس لے گا۔ اس کے نہ صرف پاکیشیا سے تعلقات کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ شوگران پاکیشیا کا سب سے بڑا دشمن بن جائے گا اور بدلہ لینے کے

لئے پوری قوت سے پاکیشیا پر حملہ کر کے پاکیشیا کا وجود تک اس ان کہہ سے مٹا دے گا۔ شوگران کے دارالحکومت پر میزائل گرانے کے جرم میں ساری دنیا کی نظروں میں پاکیشیا کو ہی قصوروار ٹھہرایا جائے گا۔ اس طرح ہمارا پاکیشیا کو برسوں سے مٹانے کا خواب حقیقت بن جائے گا"۔ سنگ ہی نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور عمران کا دل چاہا کہ وہ اٹھ کر یہیں اس درندہ صفت اور سفاک سنگ ہی کی گردن دبوچ دے جو پاکیشیا اور پاکیشیا کی عوام کے خاتمے کا کس قدر لطف لے لے کر اسے اپنا پلان سنا رہا تھا۔

"آپ نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے باس۔ ہم اس چپ کو وہاں کیسے پہنچائیں گے اور آپ نے کہا تھا کہ ہم نے اس لیبارٹری پر قبضہ بھی کرنا ہے۔ کیا اب ایسا ہونا ممکن ہے جبکہ ہمارے تین آدمی وہاں سے پکڑے جا چکے ہیں۔ کیا ان کا سیکورٹی نظام اور زیادہ سخت نہیں ہو گیا ہو گا"۔ عمران نے شاؤل کے لہجے میں سنگ ہی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس سلسلے میں ہمارا کام پورا ہونے ہی والا ہے۔ کرنل بلیک لیبارٹری میں پہنچ گیا ہے۔ اس کی موجودگی میں اب ہمیں اس لیبارٹری میں داخل ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا"۔ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر عمران بھونچکا رہ گیا۔ اس کی آنکھیں مارے حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کرنل بلیک ایس ایس ایم لیبارٹری میں پہنچ چکے ہیں۔ لیکن

جا پہنچے کیسے۔ کیا اس لیبارٹری میں داخل ہونا اتنا ہی آسان ہے کہ نہ صرف کرنل بلیک وہاں پہنچ گئے ہیں بلکہ ہم بھی آسانی کے ساتھ لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے پوچھا۔ انداز اس نے شاؤل کا ہی اپنایا تھا لیکن سنگ ہی کی یہ بات کہ کرنل بلیک لیبارٹری میں داخل ہو چکا ہے عمران کے لئے دھماکے سے کم نہیں تھی۔ عمران کی بات سن کر سنگ ہی ہنس پڑا جیسے وہ عمران کی کم عقلی کا مذاق اڑا رہا ہو۔ پھر اس نے تفصیل کے ساتھ عمران کو بتا دیا کہ لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے کرنل بلیک نے کیا راستہ اختیار کیا تھا۔ کرنل بلیک کی ذہانت اور اس کی ہنرمندی پر عمران دل میں عش عش کر اٹھا تھا۔ واقعی ایس ایس ایم لیبارٹری میں داخل ہونے کا جو کرنل بلیک نے راستہ اپنایا تھا اس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک جیسے لوگ واقعی ذہانت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ساتھ ہی عمران کو ڈاکٹر عبدالباسط کے اسسٹنٹ ڈاکٹر کاشف مرزا کی ہلاکت کا بھی سخت دکھ ہوا تھا کیونکہ وہ ڈاکٹر کاشف مرزا کو اچھی طرح سے جانتا تھا۔ وہ ایک بے حد محنتی، ایماندار اور انتہائی ذہین نوجوان تھا جو کرنل بلیک کا شکار ہو گیا تھا۔

"میرا تمہیں یہ سب کچھ بتانے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اب تمہیں ہمارے ساتھ کام کرنا ہے۔ تم ہوٹل کنگ میں جاؤ اور وائٹ کنگ سے مل کر ایسے آدمی تیار کراؤ جنہیں ہم نے لیبارٹری میں لے

جانا ہے۔ اس کے علاوہ لیبارٹری کے باہر جو کمانڈوز تعینات ہیں ان کو بھی ہٹا کر ان کی جگہ ہم نے اپنے آدمی تعینات کرنے ہیں۔ کل صبح میں تمہیں لیبارٹری کا نقشہ مہیا کر دوں گا کہ لیبارٹری کس جگہ ہے اور کمانڈوز کہاں کہاں تعینات ہیں۔ کرنل بلیک لیبارٹری میں کام کرنے والوں کی فہرست اور ٹیلی سکرین سے باہر موجود کمانڈوز کی پوزیشنوں کے بارے میں تمہیں رپورٹ دے دے گا۔ اس کے بعد جو کچھ کرنا ہو گا وہ تمہیں کرنا ہو گا۔ تم میری بات سمجھ رہے ہو ناں"۔ سنگ ہی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس اچھی طرح سے سمجھ رہا ہوں"۔ عمران نے دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سنگ ہی اسے جو ذمہ داری سونپ رہا تھا وہ انتہائی اہمیت کی حامل تھی۔ یہ تو واقعی قدرت اس کا ساتھ دے رہی تھی جو اس کے ہاتھ شاؤل جیسا انسان آ گیا۔ اگر عمران شاؤل کی جگہ نہ لے لیتا تو ایک تو وہ اس بات سے بے خبر رہتا کہ کرنل بلیک لیبارٹری میں داخل ہو چکا ہے اور دوسرے لیبارٹری پر قبضہ کرنے اور وہاں سنگ ہی کے آدمیوں کو پہنچانے کے علاوہ لیبارٹری کی حفاظت کرنے والے کمانڈوز کو بھی لامحالہ ہلاک کر دیا جاتا اور لیبارٹری مکمل طور پر ان کے قبضے میں چلی جاتی۔ اس طرح عمران کو واقعی سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اب عمران کے لئے بے حد آسانی ہو گئی تھی وہ اب بہت کچھ کر سکتا تھا۔ سنگ ہی کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ وہ جس شاؤل کو اپنا معتمد سمجھ رہا

ہے وہ اس کا دشمن نمبر ایک علی عمران ہے۔ اگر اسے اس پر ذرا سا بھی شک ہو جاتا تو عمران کی موت یقینی ہو جاتی۔ اس کوٹھی میں جس قدر حفاظتی نظام بنایا گیا تھا اور جس قدر خطرناک بدمعاش موجود تھے ان سے اکیلے ٹکرانا یقیناً عمران کے لئے بھی نقصان کا باعث بن سکتا تھا۔ سنگ ہی بھی اس کے ہاتھ سے نکل جاتا اور تھریسیا بھی۔ اس کے علاوہ لیبارٹری میں موجود کرنل بلیک سے بھی کوئی بعید نہ تھا کہ وہ پوری لیبارٹری کو ہی اڑا ڈالتا۔ اس لئے عمران نے ان پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ایک انوکھا پلان بنایا تھا۔ اس کے جال میں آکر سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک جیسے مجرم زخمی پرندوں کی طرح پھڑپھڑا کر رہ جاتے۔

سنگ ہی عمران کو شاؤل سمجھ کر ہدایات دیتا رہا پھر اچانک فون کی گھنٹی بجی اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"سنگ ہی"۔ سنگ ہی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیٹ ون بول رہی ہوں باس"۔ دوسری جانب سے ایک لڑکی کی آواز سنائی دی اور سنگ ہی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹیلی فون کا لاؤڈر بٹن آن کر دیا تاکہ شاؤل بھی سن لے کہ کیٹ ون نے کس لئے فون کیا ہے۔

"یس کیٹ ون کیا رپورٹ ہے"۔ سنگ ہی نے اپنی مخصوص غراہٹ بھری آواز میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو میں نے آگ میں زندہ جلا دیا ہے باس۔ اس وقت ان کی ہڈیاں بھی جل کر یقینی طور پر راکھ ہو چکی

ہوں گی"۔ کیٹ ون نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر سنگ ہی کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا جبکہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے کسی نے اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر پٹخ دیا ہو۔ سردی کی ایک تیز لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی تک سرایت کر گئی تھی۔

"اوہ، ویری گڈ۔ لیکن یہ سب کیسے ہوا۔ سیکرٹ سروس کے ممبر تمہارے ہاتھ کیسے لگے اور دوسری کیٹس کہاں ہیں"۔ سنگ ہی نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"کیٹ ٹو اور کیٹ تھری تو ہلاک ہو چکی ہیں باس۔ کیٹ ٹو کو سیکرٹ سروس کے ممبروں نے مارا ہے۔ جبکہ کیٹ تھری نے سینڈل میں چھپی کرسٹل بلٹ سے خود کو ہلاک کیا تھا۔ کیٹ فور ہم سے الگ ہو گئی تھی۔ وہ علی عمران کی تلاش میں گئی تھی۔ وہ کہاں ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ پتہ نہیں"۔ کیٹ ون نے کہا اور پھر وہ سنگ ہی کو بتانے لگی کہ انہوں نے کس طرح سیکرٹ سروس کے ممبروں کو گھیرا تھا اور ان کے درمیان کس قدر خطرناک فائٹ ہوئی تھی اور کس طرح ایک پرانے فارم ہاؤس میں لے جا کر انہوں نے انہیں باندھ دیا تھا۔ اس سے پہلے کیٹ ٹو نے خودکشی کرتے ہوئے وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا کر ممبروں کو کس طرح بے ہوش کر دیا تھا۔ کس طرح اسے ہوش آیا اور اس نے بے ہوش ممبروں کو باندھ کر انہیں فارم ہاؤس میں قید کر کے فارم ہاؤس میں آگ لگا دی

تھی۔ اس کی تفصیلات سن کر سنگ ہی کا چہرہ جوش اور مسرت سے کھلتا جا رہا تھا لیکن عمران کا دل اندر ہی اندر پھٹتا جا رہا تھا۔ جس لحاظ سے کیٹ ون ممبروں کو قید کر کے فارم ہاؤس کو آگ لگا کر نکلی تھی سیکرٹ سروس کے ممبروں کا فارم ہاؤس میں جل کر ہلاک ہو جانا یقینی تھا۔ اس وقت عمران سنگ ہی اور کیٹ ون پر غصہ کرنے کے سوا کیا کر سکتا تھا۔

کیٹ ون نے آگ فارم ہاؤس کے باہر جھاڑیوں میں لگائی ہے صفدر اور اب آگ نے فارم ہاؤس کی لکڑیوں کو بھی پکڑ لیا ہے۔ خشک لکڑیوں کی ایک بھی چنگاری اگر یہاں آگری تو ہم سب یہاں زندہ جل جائیں گے۔ کچھ کرو صفدر، کچھ کرو"۔ نعمانی نے چیخ کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں کوشش کر رہا ہوں ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے رسیاں کاٹ رہا ہوں تم بھی کوشش کرو"۔ صفدر نے کہا اور ناخنوں میں موجود بلیڈوں کا خیال آتے ہی انہوں نے بھی اپنی سی کوششیں شروع کر دیں۔ ناخنوں میں بلیڈ لگانے کا طریقہ انہوں نے ابھی حال ہی میں عمران سے سیکھا تھا۔ اس لئے وہ اس طریقہ پر عمران کی طرح مکمل عبور نہیں رکھتے تھے۔ فارم ہاؤس میں تیز حبس اور دھواں بھرتا جا رہا تھا۔ صدیقی اور خاور نے بری طرح سے کھانسنا شروع کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے رسیاں

کاٹنے میں مصروف تھے۔ آخرکار سب سے پہلے صفدر ہی اپنی رسیاں کاٹنے میں کامیاب ہوا۔ جیسے ہی اس کے ہاتھ آزاد ہوئے اس نے سیدھے ہو کر جلدی جلدی اپنے پیروں کی رسیاں بھی کھولنی شروع کر دیں اور پھر وہ رسیوں سے خود کو آزاد کر کے گھاس سے کود کر نیچے گیا۔ اسی وقت صدیقی نے بھی اپنے ہاتھوں کی رسیاں کاٹ لی تھیں اور پیروں کی رسیاں کھولنے لگا۔ صفدر پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا لیکن فارم ہاؤس کے چاروں طرف زبردست آگ بھڑک رہی تھی۔ آگ کی تپش سے ان سب کا برا حال ہوتا جا رہا تھا۔ صفدر پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا لیکن وہاں سے بچ نکلنے کا اسے کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسی وقت صدیقی نے اپنی رسیاں کھول کر گھاس کے ڈھیر سے نیچے چھلانگ لگا دی اور پھر فرداً فرداً دوسرے ممبر بھی رسیوں سے آزاد ہو کر نیچے کودنے لگے۔

"آگ شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔ چاروں طرف بھڑکتی آگ سے ہم باہر کیسے نکلیں گے"۔ خاور نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"نکلنا تو بہرحال ہمیں ہر حال میں ہے۔ ایسا کرو گھاس کو اٹھا اٹھا کر پیچھے پھینکنا شروع کر دو۔ کم از کم فوری طور پر آگ ہمیں اپنے گھیرے میں تو نہ لے گی"۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ لیکن اس طرح تو گھاس فوراً آگ پکڑ لے گی۔ خشک گھاس پٹرول کی سی تیزی سے آگ پکڑتی ہے"۔ صدیقی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کچھ بھی ہو جلدی کرو۔ مگر جلدی کرو"۔ صفدر نے چیخ کر کہا۔ آگ ابھی فارم ہاؤس کی لکڑیوں تک پہنچی تھی۔ گھاس فارم ہاؤس کے درمیانی حصے میں پڑی تھی۔ اسے اٹھا کر باہر پھینکنے سے واقعی اسے جلد آگ پکڑ لیتی اور ان کا بچ نکلنا اور مشکل ہو سکتا تھا۔ لیکن پھر انہوں نے سر جھٹک کر گھاس کو ہاتھوں سے اٹھا اٹھا کر اس انداز میں ایک طرف پھینکنا شروع کر دیا کہ لکڑیوں میں لگی ہوئی آگ فوری طور پر اسے نہ پکڑے۔ ابھی انہوں نے فرش کا تھوڑا سا حصہ ہی صاف کیا تھا کہ انہیں گھاس پھونس کے نیچے لکڑی کا ایک تختہ سا دکھائی دیا۔

"اوہ لکڑی کا تختہ۔ اس کا مطلب ہے فارم ہاؤس کے نیچے کوئی تہہ خانہ بھی ہے"۔ تختے کو دیکھ کر نعمانی نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں، جب میں نے گھاس کے ڈھیر سے نیچے چھلانگ لگائی تھی تو زمین پر ایسی دھمک ہوئی تھی جیسے نیچے سے زمین کھوکھلی ہو۔ جو لامحالہ کسی تہہ خانے کی ہی ہو سکتی تھی اس لئے میں نے تمہیں یہاں سے گھاس ہٹانے کے لئے کہا تھا۔ کیونکہ فارم ہاؤس چاروں طرف سے بند ہے۔ اگر اس کے نیچے واقعی کوئی تہہ خانہ ہے تو اس کا راستہ لامحالہ نیچے سے ہی ہو سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھی صفدر کی ذہانت پر عش عش کر اٹھے اور پھر وہ پورے جوش سے گھاس کو تختے پر سے ہٹانے لگے۔ اسی لمحے باہر موجود گھاس پر آگ کی چنگاری آ گری اور شعلہ سا بھڑکا جو تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔

"جلدی کرو۔ گھاس میں آگ لگ چکی ہے۔ زور لگا کر تختے کو

اٹھانے کی کوشش کرو"۔ خاور نے چیختے ہوئے کہا اور وہ تختے کو اکھاڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ اس سے پہلے کہ آگ ان تک پہنچی وہ تختہ وہاں سے ہٹا کر ایک طرف پھینک چکے تھے۔ زمین میں واقعی ایک خلا سا نمودار ہو گیا تھا۔ آگ کی روشنی میں نیچے کمرے نما جگہ دکھائی دے رہی تھی۔

"کود جاؤ، کود جاؤ جلدی سے"۔ صفدر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی نعمانی کو پکڑ کر خلا کی طرف دھکیل دیا۔ اس وقت تک آگ نے اندر موجود گھاس کو بھی پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور ہر طرف آگ کے شعلے اور چنگاریاں ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ شدید حبس اور تپش کی وجہ سے ان سب کا حال بے حد برا ہو رہا تھا۔ صفدر نے جیسے ہی نعمانی کو آگے دھکیلا۔ نعمانی نے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے خلا میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے تنویر، صدیقی، چوہان، خاور اور پھر سب سے آخر میں صفدر نے بھی چھلانگ لگا دی۔ تہہ خانہ زیادہ گہرا نہیں تھا۔ اس لئے انہیں کوئی چوٹ نہ لگی تھی۔ وہ جہاں کودے تھے وہ کمرے نما جگہ ضرور تھی مگر شمالی دیوار کے ساتھ ایک سرنگ نما راستہ دور تک جاتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ فارم ہاؤس کی گھاس میں لگنے والی آگ کی چنگاریاں اور جلتی ہوئی گھاس خلا سے نیچے گر رہی تھی۔

"یہ راستہ کدھر جا رہا ہے"۔ نعمانی نے سرنگ نما راستے کی جانب دیکھتے ہوئے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نہ میں پہلے کبھی اس طرف آیا ہوں اور نہ ہی اس راستے یعنی سرنگ کو بنانے میں میرا کوئی ہاتھ ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں راستے یا سرنگ کا پہلے سے علم نہیں تھا تو تمہیں کیسے پتہ چلا کہ گھاس کے نیچے تہہ خانے کا کوئی راستہ ہے اور پھر اس ویران اور اس قدر پرانے فارم ہاؤس کے نیچے اس قسم کا تہہ خانہ اور یہ سرنگ کا راستہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا"۔ صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات کا جواب میں پہلے ہی دے چکا ہوں۔ گھاس سے کودتے ہوئے میرے پیروں کے نیچے ایسی دھمک ہوئی تھی جس سے مجھے خیال آیا کہ نیچے کوئی تہہ خانہ موجود ہے اور گھاس کے نیچے راستہ ہونے کا خیال یہاں گھاس کے بے مقصد پڑے ہونے کی وجہ سے ہی آیا تھا۔ اب اس ویران اور پرانے فارم ہاؤس کے نیچے تہہ خانہ کیوں بنا ہوا ہے اور یہ سرنگ کیسی ہے اور کہاں نکلتی ہے اس کے بارے میں میں واقعی کچھ نہیں جانتا"۔ صفدر نے کہا۔

"یہاں آگ کی تپش بڑھتی جا رہی ہے۔ کیا خیال ہے اس سرنگ میں نہ چلیں۔ دیکھیں تو سہی کہ یہ نکلتی کہاں ہے اور اسے بنایا کس مقصد کے لئے گیا ہے"۔ خاور نے کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب سرنگ کی جانب بڑھنے لگے۔ کچھ آگے جا کر انہوں نے سرنگ کا راستہ بند دیکھا۔

"یہ تو کچھ نہ ہوا۔یہاں آکر سرنگ بند ہو گئی ہے۔اس سے تو لگتا ہے کہ کسی نے یہاں سرنگ بنانے کی کوشش ضرور کی تھی لیکن پھر انہوں نے کام روک دیا یا پھر شاید ان کا کام رکوا دیا گیا ہو"۔چوہان نے کہا۔ صفدر چند لمحے غور سے دیوار کو دیکھتا رہا پھر اس نے دیوار کے ساتھ کان لگا دیئے۔چند لمحے وہ کان لگائے کچھ سننے کی کوشش کرتا رہا پھر وہ دیوار پر زور زور سے ہاتھ مارنے لگا۔وہ سب حیرت سے اس کی حرکات دیکھ رہے تھے۔

"سرنگ آگے بھی موجود ہے مگر اس کا راستہ یہاں سے بند کر دیا گیا ہے"۔صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اور یہ دیکھو زمین پر ٹائروں کے نشان۔لگتا ہے جیسے یہاں باقاعدہ کوئی گاڑی چلتی رہی ہو اور سرنگ بھی واقعی اس قدر کشادہ ہے کہ یہاں سے باقاعدہ ایک ٹرک گزارا جا سکتا ہے"۔اچانک نعمانی نے کہا اور وہ سب چونک کر ہلکی سرخ روشنی میں زمین پر دیکھنے لگے۔زمین پر واقعی کسی گاڑی کے بڑے ٹائروں کے نشان صاف دکھائی دے رہے تھے۔فارم ہاؤس میں لگی ہوئی آگ کی روشنی خلا سے ہلکی ہلکی آ رہی تھی اس لئے وہ پہلے ان نشانوں کو نہیں دیکھ پائے تھے۔ٹائروں کے نشان دیوار تک آ رہے تھے جس سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ گاڑی کہیں گئی ہے کیونکہ گاڑی کم از کم دیوار میں تو گھس نہیں سکتی تھی۔

"اس جگہ سرنگ کا حصہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔آگے پہاڑی علاقہ ہے اس طرف تو دور دور تک کسی ملک کا بارڈر بھی نہیں لگتا کہ سوچا

جائے کہ یہاں سے سمگلنگ ہو سکتی ہے"۔صفدر نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔

"گاڑی کے ٹائروں کے نشان جس طرح اس دیوار تک آ رہے ہیں اس لحاظ سے یہ دیوار اس سرنگ کا دروازہ ہے۔اب اس دروازے کو کس طرح کھولنا ہے اس کے بارے میں سوچو۔سرنگ کہاں ختم ہو گی اور آگے کیا ہے یہ تو ہمیں تب ہی معلوم ہو گا ناں جب ہم اس سرنگ سے دوسری طرف باہر نکلیں گے"۔خاور نے کہا اور وہ اثبات میں سر ہلانے لگے۔صفدر ایک بار پھر دیوار اور دیوار کی سائیڈوں کو ٹھونک بجا کر دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

گھاس کا ڈھیر جلتا ہوا تہہ خانے میں آ گرا تھا جس سے وہاں اچھی خاصی روشنی ہو گئی تھی۔اس روشنی میں صفدر نے دیوار کی سائیڈ میں ایک بڑے پتھر کو ابھرے ہوئے دیکھا۔دیوار میں چنے گئے پتھر ایک خاص ترتیب سے اور سپاٹ جڑے ہوئے تھے۔صرف وہی پتھر تھا جو ان سب سے الگ اور باہر کو نکلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔صفدر نے اس پتھر پر دباؤ ڈالا تو پتھر اندر کی جانب دبتا چلا گیا۔اسی وقت تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ سرنگ کی وہ دیوار سائیڈ کی دیوار میں دھنستی چلی گئی اور سامنے سے دور جاتی ہوئی طویل سرنگ صاف دکھائی دینے لگی۔سرنگ کا دروازہ ہٹتے دیکھ کر ان کے چہرے پر رونق آ گئی ورنہ تہہ خانے میں بڑھتی ہوئی حبس اور آگ کی تپش اس قدر بڑھ گئی تھی کہ انہیں اپنے دم گھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔سرنگ کی

دیوار ہٹتے ہی انہیں سرد ہوا کے جھونکے سامنے سے آتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔

سرنگ آگے سے کشادہ دکھائی دے رہی تھی مگر آگے اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ وہ سرنگ میں آگے بڑھنے لگے۔ جیسے ہی وہ آگے آئے ان کے پیچھے سرنگ کا راستہ گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ خود بخود بند ہوتا چلا گیا اور وہاں یکلخت گھپ اندھیرا چھا گیا۔

" کسی کے پاس ماچس یا لائٹر ہے"۔ صفدر نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" میرا خیال ہے ہم میں سے کوئی بھی سگریٹ نہیں پیتا۔ اس لئے ماچس یا لائٹر کسی کے پاس ہونا ناممکن ہی ہے"۔ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تب پھر اندھیرے میں ہی آگے بڑھنے کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا اور انہوں نے بے چارگی سے کندھے اچکا دیئے اور اندھیرے میں اندازے سے آگے بڑھنے لگے۔ یہ ان کی خوش قسمتی ہی تھی کہ سرنگ بالکل سیدھی تھی۔ ابھی تک کوئی موڑ نہیں آیا تھا اور نہ ہی راستے میں انہیں کسی چیز سے کوئی ٹھوکر لگی تھی جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ سرنگ انتہائی مہارت اور صفائی سے بنائی گئی ہے۔ البتہ ہوا کے جھونکے دور سے آتے ہوئے انہیں صاف محسوس ہو رہے تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں سانس لینے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔

" صفدر، سرنگ تو شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہوتی جا رہی ہے۔

پتہ نہیں اس کا اختتام کب اور کہاں ہو"۔ صدیقی نے کہا۔

" تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔ صفدر نے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

" چیف ہمیں کئی بار کال کر چکا ہے۔ اور ہمارے ساتھ جو واقعات پیش آئے ہیں کم از کم ان کے بارے میں ہمیں چیف کو ضرور بتا دینا چاہئے"۔ صدیقی نے سنجیدگی سے کہا۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو صدیقی۔ واقعی حالات کی مجبوری کی وجہ سے ہمارا ایک بار بھی چیف سے رابطہ نہیں ہوا۔ ٹھیک ہے اس سے پہلے اس غار نما سرنگ سے نکل کر ہم کسی اور مصیبت کا شکار ہوں ہمیں چیف کو رپورٹ دے دینی چاہئے"۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب رک گئے۔ سرنگ کی دیواروں سے وہ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ صفدر نے ریسٹ واچ سے چیف کو کال کرنے کے لئے فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ اس کی ریسٹ واچ کا ڈائل اندھیرے میں چمک رہا تھا اس لئے فریکونسی ایڈجسٹ کرتے ہوئے اسے کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا تھا۔

" ایکسٹو۔ اوور"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی تیز اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" صفدر بول رہا ہوں چیف۔ اوور"۔ صفدر نے ایکسٹو کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ صفدر، تم لوگ کہاں ہو۔ میں کب سے تم لوگوں سے رابطہ

کر رہا تھا مگر تمہارا کچھ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔اوور"۔ایکسٹو کی تیز اور سرد آواز سنائی دی۔ تب صفدر نے اب تک پیش آنے والے تمام واقعات سے ایکسٹو کو آگاہ کر دیا۔

"اوہ، تو یہ بات تھی۔اس وقت تم کہاں ہو۔اوور"۔ایکسٹو نے پوچھا۔

"ہم اس وقت اسی سرنگ نما راستے میں ہیں چیف۔یہاں ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔نہ معلوم یہ سرنگ کس قدر طویل ہے اور اس کا دہانہ کہاں نکلتا ہے۔اوور"۔صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر، تم جس سرنگ میں سفر کر رہے ہو وہ سیدھی ایس ایس ایم لیبارٹری کی طرف جاتی ہے۔اس سرنگ کو سپیشل طور پر لیبارٹری میں میٹریل اور فوڈ سپلائی کے لئے بنایا گیا تھا۔اوور"۔ایکسٹو نے کہا۔ایکسٹو کی بات سن کر وہ سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلانے لگے۔انہیں سرنگ اور سرنگ کے مصرف کی سمجھ آگئی تھی۔

"اوہ، تو یہ بات ہے۔لیکن چیف فارم ہاؤس میں گھاس کے نیچے خلا نما راستہ۔اس کا وہاں کیا مصرف ہو سکتا ہے۔اوور"۔صفدر نے ذہن میں آنے والے سوال کو پوچھتے ہوئے کہا۔

"ایمرجنسی حالات سے نمٹنے کے لئے ہر سو فرلانگ کے بعد ایسے کئی خفیہ راستے بنائے گئے ہیں۔دوسرے سرنگ میں آکسیجن بھی ایسی ہی جگہوں سے فراہم ہوتی ہے۔اوور"۔ایکسٹو نے جواب دیا۔

"ہم سمجھ گئے چیف۔اب بتایئے ہمارے لئے کیا حکم ہے۔کیا ہم

لیبارٹری میں جائیں۔اوور"۔صفدر نے پوچھا۔

"سرنگ کے راستے تم چاکور وادی میں جا نکلو گے۔وہاں موجود کمانڈوز کو اپنے کارڈز دکھا دینا اور ان کے پاس رکنا۔میں تمہارے پاس سلیمان، جوزف، جولیا اور ایک نئے آدمی جس کا نام شاؤل ہے کو بھیج رہا ہوں۔شاؤل اس کیس میں تم لوگوں کو لیڈ کرے گا۔اوور"۔ایکسٹو نے کہا۔

"شاؤل۔یہ تو کسی غیر ملکی کا نام معلوم ہوتا ہے چیف۔کیا عمران صاحب کی جگہ آپ کسی غیر ملکی کو ہمارا لیڈر بنا کر بھیج رہے ہیں۔اوور"۔صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔غیر ملکی شاؤل کے لیڈر بننے کا سن کر دوسرے ممبروں کے چہروں پر بھی ناگوار سا تاثر آگیا تھا۔شاید عمران کے بجائے وہ کسی اور کو اور خاص طور پر غیر ملکی کو اپنا لیڈر بنانا انہیں کسی طور پر پسند نہ آیا تھا۔

"تمہیں جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرنا تمہاری ذمہ داری ہے صفدر، اور میری بات کان کھول کر سن لو۔شاؤل غیر ملکی ہے یا مقامی تمہیں اس کا ہر حکم ماننا ہوگا۔اگر تم میں سے کسی نے اس کے کسی حکم کی سرتابی کی تو میں کسی کو معاف نہیں کروں گا سمجھے۔اوور"۔ایکسٹو کا لہجہ اس قدر کرخت اور سخت تھا کہ وہ سب یکبارگی کانپ اٹھے تھے۔

"یس سر۔جیسا آپ کا حکم۔اوور"۔صفدر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اب تم سرنگ سے نکل جاؤ اور شاؤل کا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ صفدر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے گھڑی کا بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"ہونہہ، اب ایک غیر ملکی کو ہمارا لیڈر بنایا جا رہا ہے۔ لگتا ہے عمران کی موت کی وجہ سے چیف اب درست فیصلے نہیں کر پا رہا ہے۔ پہلے اس نے جولیا کے ساتھ سلیمان جیسے احمق اور جاہل باورچی کو نتھی کر دیا اب ہم پر حکم چلانے کے لئے اس نے نجانے کس احمق غیر ملکی کو بلالیا ہے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چیف ہر کام سوچ سمجھ کر کرنے کا عادی ہے تنویر۔ اگر وہ کسی غیر ملکی کو ہمارا لیڈر بنا رہا ہے تو اس میں یقیناً ایسی خوبیاں ہوں گی جس کی وجہ سے چیف اس کو ہمارا لیڈر بنا رہا ہے اور وہ غیر ملکی ہے تو کیا ہوا۔ مس جولیا بھی تو غیر ملکی ہیں۔ عمران کے ساتھ جوزف کام کرتا ہے کیا وہ غیر ملکی نہیں ہے۔ کئی مہمات میں اس نے عمران صاحب اور ہمارا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ ضروری تو نہیں کہ جو مقامی ہو وہی وطن پرست ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مس جولیا اور جوزف کی وطن پرستی اور پاکیشیا کی سلامتی اور مفاد کے لئے کئے گئے ہر کام کے ہم ان کے دل سے معترف ہیں لیکن مس جولیا کو سیکرٹ سروس میں ایسے ہی تو جوائن نہیں کیا گیا تھا۔ انہیں کئی مرحلوں، کئی امتحانوں سے گزرنا پڑا تھا اور

پھر انہیں سیکرٹ سروس کی باقاعدہ ممبرشپ دی گئی تھی۔ اب شاؤل نامی جس غیر ملکی کو ہمارا لیڈر بنا کر بھیجا جا رہا ہے نجانے وہ کس نیچر کا ہو۔ ہمارے ساتھ گھل ملنے میں اس کے اندر صلاحیتیں ہیں بھی یا نہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے وہ عمران صاحب کی جگہ لے سکتا ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"خیر یہ تو میں نہیں کہوں گا کہ وہ عمران صاحب کی جگہ لے سکتا ہے۔ وہ تو کیا عمران صاحب کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔ لیکن بہر حال اس غیر ملکی کو ہمارا لیڈر بنایا جا رہا ہے اور ہمیں اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ ہمارے لئے یہی حکم ہے اور چیف نے جس انداز میں حکم دیا تھا تم سب نے سن ہی لیا تھا۔ وہ ہمارے ساتھ گھل مل سکتا ہے یا نہیں۔ اس کا طور طریقہ اور اس کی نیچر کیا ہے یہ تو میں نہیں جانتا لیکن وہ جو کوئی بھی ہے جیسا بھی ہے ہمیں اس کے ساتھ کام کرنا ہے۔ تو بس کرنا ہے"۔ صفدر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"ظاہر ہے حکم حاکم مرگ مفاجات والی بات ہے۔ ایکسٹو کے حکم کے آگے کس میں دم مارنے کی مجال ہے"۔ صدیقی نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا، اب باتیں چھوڑو اور آگے بڑھو۔ شاؤل جو کوئی بھی ہے ہمارے سامنے آنے ہی والا ہے۔ دیکھ لیں گے کہ وہ کیا ہے اور کیا کر سکتا ہے"۔ خاور نے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے اور پھر وہ ایک بار پھر آگے قدم بڑھانے لگے۔

سیکرٹ سروس کے ممبروں کے آگ میں زندہ جلنے، سنگ ہی کا پاکیشیا اور شوگران کے خلاف گھناؤنی سازش کا انکشاف کرنے اور ڈاکٹر کاشف مرزا کو ہلاک کر کے کرنل بلیک کے لیبارٹری پہنچ جانے کا سن کر عمران کا ذہن بری طرح سے سلگ رہا تھا۔ معاملہ حد سے زیادہ نازک اور خوفناک ہو گیا تھا۔ شاؤل کے روپ میں عمران کو ابھی بہت کچھ کرنا تھا۔ کنگ ہوٹل جا کر اسے وائٹ کنگ سے مل کر اور اس کے آدمیوں کو حاصل کر کے سب سے پہلے انہیں ختم کرنا تھا۔ ان کی جگہ اس کے اپنے آدمیوں کا لیبارٹری میں ہونا بہت ضروری تھا۔ اس کے لئے اسے لیبارٹری میں ایک خاص سیٹ اپ کرنا تھا جو بظاہر تو سنگ ہی کے ماتحت ہوں گے لیکن درپردہ وہ وہاں عمران کی ایماء پر ہی کام کرتے رہیں گے۔ اس وقت اسے سیکرٹ سروس کے ممبروں کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

سنگ ہی کی رہائش گاہ سے نکلتے ہی وہ آندھی اور طوفان کی طرح دانش منزل پہنچا تھا۔ اس نے بلیک زیرو پر ساری صورتحال واضح کر دی تھی۔ سیکرٹ سروس کے ارکان سے رابطہ قائم نہ ہونے پر عمران بھی متفکر ہو گیا تھا۔ وہ عمران کے کہنے پر انہیں ایک بار پھر کال کرنے ہی لگا تھا کہ اسی وقت ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی۔

"ایکسٹو۔ اوور"۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کال رسیو کرتے ہوئے کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں چیف۔ اوور"۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی اور اس کی آواز سن کر نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی جیسے شادابی دوڑتی چلی گئی۔

"اوہ۔ صفدر تم لوگ کہاں ہو۔ میں کب سے تم لوگوں سے رابطہ کر رہا ہوں۔ مگر تمہارا کچھ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔ اوور"۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور صفدر اسے تفصیل بتانے لگا۔

صفدر سے ساری تفصیل سن کر عمران سمجھ گیا کہ کیٹس سے ٹکرانے کے بعد وہ جس سرنگ کی بات کر رہے ہیں وہ لیبارٹری میں سپلائی پہنچانے والی سرنگ تھی۔ عمران نے انہیں سرنگ سے باہر جانے اور پھر انہیں شاؤل کے بارے میں ہدایات دینے لگا اور پھر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"لگتا ہے شاؤل نامی غیر ملکی کو وہ اپنا لیڈر بنائے جانے پر خوش نہیں ہیں۔ شاید وہ آپ کی جگہ کسی اور نہیں دینا چاہتے"۔ عمران نے

رابطہ ختم کیا تو بلیک زیرو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کسی کے چلے جانے یا مر جانے سے دنیا کی زندگی معطل نہیں ہو جاتی بلیک زیرو۔ دوسروں کے کندھوں پر بندوق رکھ کر چلانے والوں کو بہادر نہیں سمجھا جاتا۔ جو لوگ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرتے ہیں زندگی کی کامیابیاں انہی کو نصیب ہوتی ہیں۔ میں انہیں یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

" آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن آپ انہیں بتا کیوں نہیں دیتے کہ آپ زندہ ہیں۔ آپ کے زندہ ہونے کی خبر سن کر ان کا جوش اور جذبہ پھر سے جوان ہو جائے گا اور وہ سب سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک جیسے مجرموں کا آسانی سے مقابلہ کر پائیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ان کے جوش اور جذبے کو جوان کرنے کے لئے مجھے انہیں عمرانیت کے کیپسول کھلانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں اور سیکرٹ سروس کے ممبروں کو ہر وقت باہمت، جوشیلا اور وطن پر قربان ہونے کے جذبے سے سرشار رہنا چاہئے۔ تم ان کی خواہ مخواہ حمایت مت کرو"۔ عمران نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

" یس "۔ دوسری جانب سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

" پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں، میری جاوید سے بات کراؤ

جلدی "۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" اوہ، یس سر۔ ہولڈ کیجئے۔ میں ابھی بات کراتا ہوں سر"۔ دوسری جانب سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

" یس باس۔ جاوید بول رہا ہوں حکم"۔ چند لمحے توقف کے بعد ایک بھاری مگر نہایت مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" جاوید، تمہارے زیرو گروپ میں کل کتنے افراد کام کر رہے ہیں"۔ عمران نے اسی لہجے میں جاوید سے بات کرتے ہوئے پوچھا۔

" کل چوبیس افراد ہیں باس"۔ جاوید نے جواب دیا۔

" ان سب کو تیار کر کے چاکور کے پہاڑی علاقے کی طرف پہنچ جاؤ۔ میں تمہیں وہیں ملوں گا"۔ عمران نے کہا اور فون بند کر دیا۔ زیرو گروپ عمران نے خصوصی مقاصد کے لئے بنا رکھا تھا جنہیں وہ کبھی کبھار انتہائی ضرورت کے وقت استعمال میں لاتا تھا۔ اس کا چیف اس نے جاوید نامی ایک نوجوان کو بنایا ہوا تھا جو انتہائی دلیر اور باہمت نوجوان تھا۔ عام طور پر یہ گروپ انڈر گراؤنڈ تنظیموں کے ساتھ منسلک تھا اور عمران کو جرائم کی دنیا میں ہونے والے واقعات کی رپورٹ پہنچاتا تھا۔ اس گروپ کو عمران پرنس آف ڈھمپ کے نام سے ہینڈل کرتا تھا۔

" تیار ہو جاؤ بلیک زیرو۔ اس مشن میں تمہیں بھی ایک اہم رول دا کرنا ہے"۔ عمران نے فون بند کر کے ایک طویل سانس لی اور ملیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسا رول"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ایک فلمی رول۔ ایک ولن لڑکی کو زبردستی اٹھا کر لے جا رہا ہے تمہیں اس جگہ ہیرو کی طرح اچانک پہنچ کر ولن کی دھنائی کرنی ہے اور لڑکی کی نظروں میں ہیرو بن کر اس کے عشق میں گرفتار ہونا ہے اور پھر ایک دوسرے کی باہوں میں باہیں ڈال کر کھیتوں میں خرمستیاں کرنی ہیں۔ خرمستیوں کا بھی مطلب سمجھتے ہو یا اس کی بھی وضاحت کروں"۔ عمران نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"لگتا ہے اس بار سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک آپ کے اعصاب پر بری طرح سوار ہو گئے ہیں جو آپ کو بات بات پر غصہ آ جاتا ہے۔ آپ نے اہم رول ادا کرنے کی بات کی تھی اور میں نے اس رول کی وضاحت پوچھی تھی۔ آپ تو ایسے ناراض ہو رہے ہیں جیسے سنگ ہی کو پاکیشیا اور شوگران کے خلاف سازش کے لئے میں نے ہی اکسایا تھا"۔ بلیک زیرو نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں شدید احتجاج پنہاں تھا۔ اس کی بات سن کر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو کالے صفر۔ واقعی جب سنگ ہی اور تھریسیا جیسے ذہین اور خطرناک مجرم یہاں آتے ہیں تو میں اپ سیٹ ہو جاتا ہوں۔ ان دونوں کی صلاحیتوں اور ان کی مجرمانہ کارروائیوں سے تم اچھی طرح سے واقف ہو۔ ان کے پاس شیطانی دماغ ہیں۔ ان

جیسے مجرموں سے نپٹنے کے لئے طاقت اور ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہانت سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ پاکیشیا اور شوگران کے خلاف انہوں نے جو چال چلنے کا منصوبہ بنایا ہے خود سوچو کس قدر ذہانت سے انہوں نے اس پلان کو ترتیب دیا ہوگا۔ ایک طرف ہمارے خفیہ راز کو انہوں نے پوری دنیا میں مشہور کر دیا ہے۔ پھر شوگران میں بھی غلط پروپیگنڈا کیا کہ پاکیشیا شوگران کے خلاف اس میزائل کو تیار کر رہا ہے۔ اس سے وہ شوگران کی سب سے بڑی میزائل فیکٹری جہاں بہترین اور طاقتور زیرو میزائل تیار کئے جا رہے ہیں کو نشانہ بنائے گا۔ پھر باقاعدہ پاکیشیا کی ایس ایس ایم لیبارٹری میں گھس کر وہ تجرباتی میزائل کو اصل میزائل میں تبدیل کر کے اسے شوگران فائر کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے پروپیگنڈے کا تاثر حقیقت ہو جائے اور شوگران پاکیشیا کو اپنا دشمن نمبر ایک شمار کرنے لگے۔ یہ درست ہے کہ پاکیشیا اور شوگران کے تعلقات انتہائی گہرے اور دوستانہ ہیں لیکن اگر ایس ایس ایم جیسا طاقتور اور خطرناک میزائل پاکیشیا سے شوگران کے دارالحکومت میں جا کر گرتا تو وہاں کیسی ہولناک تباہی پھیلائے گا۔ اس تباہی کو دیکھ کر تمہارا کیا خیال ہے شوگران پرانی دوستی کے ناطے خاموش رہے گا یا ہمارے افسوس کرنے اور غلطی سمجھ کر ہمیں معاف کر دے گا۔ وہ یقیناً اس کا ہم سے بدلہ لے گا اور انہوں نے اگر وہاں سے زیرو میزائل جیسے ایک دو میزائل بھی پاکیشیا پر چھوڑ دیئے تو پھر پاکیشیا کا نام و نشان تک صفحہ ہستی سے مٹ

جائے گا۔ اس لئے میں سنجیدہ نہ ہوں تو اور کیا کروں"۔ عمران تیز تیز لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"لیکن سنگ ہی نے آپ کو یہ سب کچھ بتا کیسے دیا۔ آپ اس کے سامنے شاؤل کے روپ میں گئے تھے اور سنگ ہی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ہر قسم کے میک اپ کو نہایت آسانی سے پہچان لیتا ہے۔ پھر اس نے آپ کو میک اپ میں کیوں نہیں پہچانا۔ دوسرے شاؤل اس کا اپنا آدمی تھا کیا اسے پہلے ان تفصیلات کا علم نہیں تھا"۔ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو میں جانتا تھا کہ میں میک اپ کر کے کس کے پاس جا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے عام میک اپ نہیں کیا تھا میں نے نیو کران کیمکلز کا سہارا لیا تھا۔ نیو کران کیمکلز کی وجہ سے میں نے اپنے چہرے کی جلد کو نہایت نرم کر لیا تھا اور پھر اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی مدد سے چہرے کو اس طرح تھپتھپایا تھا کہ میری شکل ہو بہو شاؤل جیسی بن جائے۔ یہ جدید اور میک اپ کرنے کا نیا انداز ہے جسے حال ہی میں سارنس میں دریافت کیا گیا ہے۔ سارنس میں جس سائنس دان نے اس کیمکلز کو دریافت کیا تھا وہ میرا آکسفورڈ کا دوست رہا تھا۔ اس سے میری اکثر فون پر بات ہوتی رہتی ہے۔ کیمکلز کی دریافت اور اس کے حیرت انگیز میک اپ کا کمال اس نے مجھے فون پر بتایا تو میں نے باتوں باتوں میں اس کا سارا فارمولا اس سے پوچھ لیا اور پھر اس پر خصوصی طور پر میں نے تجربے کئے۔ میرے

تجربے کامیاب رہے اور واقعی ایک انوکھا اور جدید میک اپ کرنے کا فارمولا میرے ہاتھ آ گیا۔ اس جدید میک اپ کو کسی بھی مشین یا دوسرے طریقے سے پہچان لیا جانا ناممکنات میں سے ہے۔ میں جب سنگ ہی کی کوٹھی میں گیا تو کوٹھی میں داخل ہوتے ہی مجھ پر زیرو ریز پھینکی گئی۔ اس ریز کی وجہ سے کوٹھی میں موجود سپر ڈی ون کیمروں نے میری تصویریں لے لیں۔ اگر میں نے کوئی اور میک اپ کیا ہوتا تو میری اصل شکل کی تصویریں کیمرے اتار لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا اور سپر ڈی ون کیمرے بھی اس کیمکلز کی وجہ سے مات کھا گئے۔ جس کی وجہ سے سنگ ہی یا اس کے ساتھیوں کو مجھ پر ذرا بھی شک نہیں ہوا۔ دوسری بات کہ سنگ ہی نے مجھے یہ سب کچھ کیوں بتایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے شاؤل کو خصوصی طور پر زیرو لینڈ سے بلوایا تھا۔ شاؤل کا اس نے زیرو لینڈ میں ایک نیا گروپ بنایا ہوا ہے۔ جہاں کوئی کارروائی کرنا مطلوب ہوتا ہے وہ شاؤل گروپ کو متحرک کر دیتا ہے اور شاؤل اس کے مطابق پوری طرح عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ شاؤل اس کا ایک خاص اور انتہائی وفادار آدمی ہے۔ اس لئے سنگ ہی نے اپنی طرف سے اسے تفصیل بتانے میں کوئی حرج نہیں سمجھا اور لیبارٹری کا مکمل سیٹ اپ سنبھالنے کے لئے بھی اسے بتانا ضروری تھا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"جب اسے معلوم ہو گا کہ اس نے اپنے جس خاص اور وفادار آدمی کو تفصیل بتائی تھی اس کے روپ میں اس کا بھتیجا عمران تھا تو اس کا

کیا حال ہوگا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ اپنا جوتا اتار کر خود ہی اپنے سر پر مار کر اپنا سر گنجا کرے گا اور کیا کر سکتا ہے وہ"۔ عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

"اچھا، اس سارے سیٹ اپ میں میرا کیا کردار ہوگا۔ یہ بات آپ نے ابھی کلیئر نہیں کی"۔ بلیک زیرو نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اس بار سنگ ہی نے جو منصوبہ بنایا ہے اور لیبارٹری میں جو سیٹ اپ تشکیل دیا ہے ہمیں اس کے سیٹ اپ پر اس کے الٹ کام کرنا ہے۔ وہاں ہوگا تو سب کچھ ہمارا لیکن سنگ ہی اور تھریسیا کو یہی باور کرایا جائے گا کہ وہاں موجود تمام آدمی اس کے اپنے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ لیبارٹری میں مکمل طور پر آزادی سے کام کرے اور ایس ایس میزائل کو اپنے ہاتھوں فائر کرے۔ اس نے اس قدر ذہانت اور کثیر سرمایہ خرچ کر کے جو پلان بنایا ہے اس کا اسے کچھ تو صلہ ملنا چاہئے۔ آخر وہ میرا چچا ہے اور بھتیجا چچا کو اپنے مشن میں ناکام ہوتے کیسے دیکھ سکتا ہے۔ وہ بھی اس صورت میں جب چچا بھتیجے کی محبوبہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کو اپنے ہمراہ لایا ہو۔ محبوب اپنی محبوبہ کے لئے آگ کے دریا سے گزرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ آسمان سے چاند ستارے توڑ کر لا سکتا ہے تو کیا تھریسیا کے لئے میں ایک میزائل فائر کروا کر ان کا مشن کامیاب نہیں کروا سکتا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو کا قہقہہ نکل گیا۔ عمران اسے بتانے لگا کہ اسے کیا کرنا

ہے۔ وہ کچھ دیر تک آپس میں ڈسکس کرتے رہے اور پھر ایک دوسرے سے متفق ہو کر مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ دانش منزل کے حفاظتی نظام کو آٹومیٹک کر کے وہ دانش منزل سے باہر آ گئے اور الگ الگ کاروں میں سوار ہو کر وہ روانہ ہو گئے۔ بلیک زیرو ایس ایس ایم لیبارٹری کی جانب جا رہا تھا جبکہ عمران کا رخ کنگ ہوٹل کی جانب تھا جہاں اسے وائٹ کنگ سے ملاقات کرنی تھی۔

کرنل بلیک لیبارٹری سے ملحقہ کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بلا کا اطمینان اور آسودگی تھی۔ وہ سارا دن لیبارٹری میں مصروف رہا تھا۔ تجرباتی میزائل کو تیار کرنے میں اس نے لیبارٹری کے کارکنوں کا پورا پورا ساتھ دیا تھا اور میزائل کی لمبائی، اس کی طاقت اور اس کی رفتار کے بارے میں اس نے تمام معلومات حاصل کر لی تھیں اس کے علاوہ اس نے لیبارٹری میں کام کرنے والے افراد کی تعداد اور ان کے نام بھی معلوم کر لئے تھے۔ اس نے یہ تمام معلومات ابھی کچھ دیر قبل سنگ ہی کو پہنچا دی تھی۔ سنگ ہی کے مطابق اس نے لیبارٹری میں افراد کے سیٹ اپ کو بدلنے کے لئے اپنے سپیشل گروپ کے لیڈر شاؤل کو متحرک کر دیا تھا۔ جس نے لیبارٹری کے باہر کمانڈوز اور لیبارٹری میں موجود لوگوں کی جگہ وائٹ کنگ کے آدمی لگانا تھے۔ اس سارے سیٹ اپ کو کل صبح دس بجے

تبدیل کیا جانا تھا۔ اس وقت تک چونکہ کرنل بلیک کے لئے کوئی کام نہیں تھا اس لئے وہ آرام کرنے کے لئے اپنے مخصوص کردہ کمرے میں آ گیا تھا۔

وہ آنکھیں بند کئے سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسی لمحے بیڈ کے قریب پڑے ہوئے انٹرکام نما فون کی گھنٹی بجی اور کرنل بلیک نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔

"یس ڈاکٹر کاشف مرزا سپیکنگ"۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ڈاکٹر کاشف مرزا کی آواز میں کہا۔

"ڈاکٹر عبدالباسط بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے لیبارٹری کے سینئر انچارج ڈاکٹر عبدالباسط کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ حکم سر"۔ ڈاکٹر عبدالباسط کی آواز پہچان کر اس نے منہ بنا کر لیکن مؤدبانہ انداز میں کہا۔ جیسے اس وقت ڈاکٹر عبدالباسط کا بات کرنا اسے سخت ناگوار گزرا ہو۔

"مرزا صاحب آپ میرے سپیشل روم میں آجایئے۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے"۔ ڈاکٹر عبدالباسط نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ڈاکٹر عبدالباسط کے لہجے کو سن کر کرنل بلیک بری طرح چونک اٹھا کیونکہ ڈاکٹر عبدالباسط ہمیشہ اس کے ساتھ بلکہ لیبارٹری میں کام کرنے والے ہر شخص کے ساتھ نہایت عزت اور حلیمی سے بات کرنے کے عادی تھے۔ لیکن اس وقت ان کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا بلکہ لہجے میں شدید غصہ محسوس ہو رہا تھا۔

" کیا بات ہے خیریت تو ہے ناں سر"۔ کرنل بلیک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ لیکن ڈاکٹر عبدالباسط نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے فون بند کر دیا۔ ان کے اس انداز پر کرنل بلیک کی پریشانی اور زیادہ بڑھ گئی۔ وہ سوچنے لگا کہ کہیں اسے پہچان تو نہیں لیا گیا یا لیبارٹری میں اس نے ایسی تو کوئی غلطی نہیں کی جس کی بنا پر انہیں شک ہوا ہو کہ ڈاکٹر کاشف مرزا کی جگہ وہ کوئی اور ہے۔ لیکن اس نے ہر کام نہایت احتیاط اور ذہانت سے کیا تھا۔ جس سے ذرا سی بھی غلطی کا احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی تھی۔ ڈاکٹر عبدالباسط کا اس قدر سخت رویہ۔ وہ سوچتا چلا گیا۔

" ہونہہ، میں کیوں خواہ مخواہ خود کو الجھا کر پریشان ہو رہا ہوں۔ میں اس وقت لیبارٹری میں ہی ہوں۔ اگر مجھے پہچان بھی لیا گیا ہے تو اس سے مجھے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ ویسے بھی اس لیبارٹری کا کل صبح سارا سیٹ اپ تبدیل کرنا ہی ہے اور ان جیسے لوگوں کی کیا مجال جو مجھ پر ہاتھ ڈال سکیں"۔ کرنل بلیک نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر وہ اٹھا اور اس نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک بڑے کمرے کے قریب آ گیا۔ جہاں دو مسلح کمانڈو نہایت چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ اسے دیکھ کر وہ اور زیادہ چوکنے ہو گئے۔

" ڈاکٹر صاحب نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا ہے"۔ کرنل بلیک

نے ان کے قریب جا کر ڈاکٹر کاشف مرزا کے لہجے میں کہا۔

" یس سر وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ ایک کمانڈو نے کہا اور دیوار کی سائیڈ پر لگے ایک چھوٹے سے پینل کے مختلف نمبر دبانے لگا۔ پھر اس نے ایک سرخ بٹن دبایا تو کمرے کا دروازہ خود بخود ایک طرف دیوار میں دھنستا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی کرنل بلیک کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ خاصا بڑا، خوبصورت اور قیمتی ساز و سامان سے سجا ہوا تھا۔ درمیانی حصے میں ایک فولادی میز تھی جہاں ڈاکٹر عبدالباسط اور ان کے سامنے ایک نہایت وجیہہ نوجوان بیٹھا آپس میں محو گفتگو تھا۔ دروازہ کھلتے اور اسے اندر آتا دیکھ کر وہ چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

" آؤ مرزا، ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ آؤ بیٹھو"۔ ڈاکٹر عبدالباسط نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ان کا لہجہ بدستور سخت تھا اور ان کے لہجے میں چھپے ہوئے غصے اور نفرت کو کرنل بلیک نے واضح طور پر محسوس کر لیا تھا۔

" شکریہ"۔ کرنل بلیک نے ان کے سامنے لوہے کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور غور سے نوجوان کی جانب دیکھنے لگا۔ جس کی آنکھوں میں ایک عجیب اور پراسرار سی چمک نظر آ رہی تھی۔ کرنل بلیک کے ذہن میں ایک بار پھر شکوک و شبہات سر ابھارنے لگے۔ اس نے کچھ سوچ کر اپنی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور پھر سوالیہ نظروں سے ڈاکٹر عبدالباسط اور خوبصورت نوجوان کی

جانب دیکھنے لگا۔

" ڈاکٹر کاشف مرزا"۔ ڈاکٹر عبدالباسط نے کرنل بلیک سے مخاطب ہو کر کچھ کہنا چاہا لیکن وجیہہ نوجوان جو اصل میں بلیک زیرو تھا نے انہیں کچھ کہنے سے روک دیا۔ وہ راستے میں ہی ماسک میک اپ کر آیا تھا کیونکہ اسے لیبارٹری میں ڈاکٹر عبدالباسط سے ملنا تھا اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ بھی کرنا تھا۔

" ڈاکٹر کاشف مرزا سے اگر میں خود بات کروں تو زیادہ مناسب ہو گا ڈاکٹر صاحب۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور ڈاکٹر عبدالباسط نے کندھے اچکا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

" بات کیا ہے سر اور یہ صاحب کون ہیں۔ میں نے انہیں پہلے تو کبھی لیبارٹری میں نہیں دیکھا"۔ کرنل بلیک نے کہا۔

" اپنا تعارف میں آپ سے خود کراؤں گا مسٹر کرنل بلیک"۔ بلیک زیرو نے اس کی جانب معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر کرنل بلیک کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک غیر متعلق نوجوان اس کا اس طرح سے وہاں نام لے سکتا ہے۔

" کرنل بلیک۔ کون کرنل بلیک۔ آپ مجھے کرنل بلیک کیوں کہہ رہے ہیں"۔ کرنل بلیک نے ان کے سامنے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور اس نے غیر محسوس انداز میں گھڑی کو ایک بار پھر جھٹکا دے دیا جس سے گھڑی کا ڈائل یکلخت روشن ہو گیا۔

" آپ کا کھیل ختم ہو گیا ہے کرنل بلیک۔ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم اصل ڈاکٹر کاشف مرزا نہیں بلکہ زیرو لینڈ کے خطرناک ایجنٹ کرنل بلیک ہو اور تم یہاں کیسے اور کس مقصد کے لئے آئے ہو۔ ہمیں اس کے بارے میں بھی پوری خبر ہے"۔ ڈاکٹر عبدالباسط نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے نہایت نفرت زدہ لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی انہوں نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک خفیہ بٹن دبایا اور اس سے پہلے کہ کرنل بلیک کچھ سمجھتا اچانک اس کی کرسی سے راڈز نکلے اور کرنل بلیک کرسی میں بری طرح سے جکڑا گیا۔

" یہ، یہ کیا۔ آپ نے مجھے کرسی سے کیوں جکڑ دیا ہے ڈاکٹر صاحب۔ میں ڈاکٹر کاشف مرزا ہوں آپ کا اسسٹنٹ اور اس لیبارٹری کا سیکنڈ چیف"۔ کرنل بلیک نے اپنے بچاؤ کی ایک اور کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" کرنل بلیک، جانتے ہو تمہارے سامنے اس وقت کون بیٹھا ہے۔ تم مجھے تو دھوکہ دے سکتے ہو لیکن اسے نہیں۔ یہ ہمارے ملک کی مایہ ناز ہستی سیکرٹ سروس کے چیف ہیں ایکسٹو۔ اور ایکسٹو ہزار آنکھیں رکھنے والا انسان ہے۔ کہاں کیا ہو رہا ہے اور دشمن ایجنٹوں کے کیا منصوبے ہیں اس کی ایکسٹو پوری خبر رکھتا ہے۔ تم جس چالاکی اور ہوشیاری سے لیبارٹری میں داخل ہوئے ہو اس کے بارے میں مجھے ایکسٹو نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم انتہائی ظالم، بے رحم اور سفاک انسان ہو جس نے نہ صرف ہمارے سب سے عزیز دوست علی

عمران کو اپنی ایجاد کردہ کرسٹل بلٹ سے ہلاک کیا تھا بلکہ ہمارے سب سے بہترین اور ذہین نوجوان سائنسدان ڈاکٹر کاشف مرزا کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور اس کی جلد کا ماسک میک اپ کر کے یہاں آئے ہو۔ تمہارا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے اس کے بارے میں بھی تمہیں بتاؤں یا اتنا ہی کافی ہے"۔ ڈاکٹر عبدالباسط نے کرنل بلیک کی جانب دیکھتے ہوئے زہر خند لہجے میں کہا اور کرنل بلیک ایکسٹو کا نام سن کر ہل گیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کرنل بلیک۔ تمہارے، سنگ ہی اور تھریسیا کے مشن کو ہم نے مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔ تم ہمارے قابو میں ہو۔ سنگ ہی اور تھریسیا کو بھی گرفتار کرنے کے لئے ہم نے یہاں جال پھیلا رکھا ہے۔ اس جال سے بچ نکلنا سنگ ہی اور تھریسیا کے لئے اب ناممکن ہے اور جانتے ہو اس جال کو پھیلانے والا کون ہے۔ تم نے جس چالاکی اور ہوشیاری سے علی عمران کو کرسٹل بلٹ کا نشانہ بنا کر اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی وہ علی عمران نہیں بلکہ کوئی اور تھا۔ علی عمران زندہ ہے اور وہی یہ جال پھیلانے والا ہے"۔ بلیک زیرو نے اس کی جانب نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر نہ صرف کرنل بلیک بلکہ ڈاکٹر عبدالباسط بھی بری طرح سے چونک اٹھے تھے اور پھٹی پھٹی نظروں سے بلیک زیرو کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

"علی عمران زندہ ہے۔ کیا مطلب، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میری ایجاد کر۔ کرسٹل بلٹ کا شکار ہونے والا علی عمران زندہ ہے نہیں یہ غلط ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو میں نے اسے کرسٹل بلٹ کا شکار ہوتے اور اس کا جسم دھماکے سے خود پھٹتے دیکھا تھا"۔ کرنل بلیک حیرت کی زیادتی سے چیخ اٹھا۔

"تم خود کو میک اپ کرنے کا بہت بڑا ماسٹر سمجھتے ہو اور میک اپ کرنے کے حیرت انگیز طریقے ایجاد کرتے رہتے ہو۔ لیکن عمران تم سے بھی بڑا استاد ہے۔ اس کے پاس بھی میک اپ کرنے کے سینکڑوں راز ہیں جن کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس روز رات کو عمران کے فلیٹ میں ایک چور گھس آیا تھا۔ عمران اور اس کے ملازم نے اسے پکڑ لیا تھا۔ عمران کو سامنے والے فلیٹوں میں تمہاری موجودگی اور کسی حد تک تمہارے عزائم کا بھی پتہ چل چکا تھا۔ اس لئے اس نے چور پر اپنا میک اپ کر دیا۔ چور بے ہوش تھا جب اسے ہوش آیا اور وہ گھبرا کر جب باہر نکلا تو تم نے اسے عمران سمجھا اور اس پر کرسٹل بلٹ فائر کر دیا۔ تم لوگوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے لئے عمران کچھ وقت کے لئے غائب ضرور ہو گیا تھا لیکن وہ مسلسل سنگ ہی اور تھریسیا کے خلاف کام کر رہا تھا اور کر رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور کرنل بلیک کا رنگ زرد ہو گیا۔

اس طرح سب کچھ کھل کر ان کے سامنے آجائے گا اس کے بارے میں کرنل بلیک نے سوچا تک نہ تھا اور جسے اس نے عمران سمجھ کر ہلاک کیا تھا وہ کوئی چور تھا کرنل بلیک واقعی ساکت ہو گیا تھا۔ اسے

وہ لمحہ یاد آگیا جب اس نے عمران کو بوکھلائے ہوئے انداز میں فلیٹ سے باہر نکلتے دیکھا تھا۔ اپنے فلیٹ سے اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں نکلنا واقعی ناقابل فہم بات تھی۔ اس وقت کرنل بلیک نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی لیکن اب اس کی سمجھ میں آرہا تھا کہ عمران کی شکل میں وہ کوئی اور ہی تھا جو اس قدر گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ زدہ انداز میں فلیٹ سے باہر آیا تھا۔ عمران کے زندہ ہونے، ان کی تمام پلاننگ جان لینے اور خاص طور پر اس پر، سنگ ہی اور تھریسیا پر کام کرنے کے بارے میں سن کر کرنل بلیک متفکر ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں تشویش کے سائے لہرانے لگے تھے۔

" تم لوگ میری توقع کے برخلاف واقعی انتہائی ذہین، فعال اور چالاک واقع ہوئے ہو۔ ہماری پلاننگ جان لینے اور ہمارے مشن کو ختم کرکے مجھ پر، سنگ ہی اور تھریسیا پر قابو پانے کا پلان تم لوگوں نے خوب سوچ سمجھ کر بنایا ہوگا۔ سنگ ہی کا خیال بالکل ٹھیک تھا کہ تم لوگ عین آخری لمحات میں بھی بازی پلٹ دینے کی مہارت رکھتے ہو۔ مگر تم لوگ کرنل بلیک سے واقف نہیں ہو۔ کرنل بلیک کی پلاننگ کو سمجھ لینا عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ کرنل بلیک جب بھی کسی مشن کو ہاتھ میں لیتا ہے تو اس پر پوری محنت اور عزم سے کام کرتا ہے۔ کرنل بلیک جس چیز کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے یا تو اسے حاصل کر لیتا ہے یا پھر اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتا ہے۔ تم لوگ اگر مجھے راڈز والی کرسی میں جکڑ

کر کے سمجھ رہے ہو کہ میں بے بس ہو گیا ہوں تو اس غلط فہمی کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ راڈز والی اس کرسی سے خود کو آزاد کرانا میرے لئے کچھ مشکل نہیں۔ یہ دیکھو"۔ کرنل بلیک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے کرسی کے دائیں پائے پر بوٹ کی ایڑی مخصوص انداز میں دے ماری۔ "کٹاک کٹاک" کی آوازوں کے ساتھ کرسی کے راڈز خودبخود واپس کرسی میں چلے گئے اور کرنل بلیک آزاد ہو گیا۔ اسے اس طرح کرسی سے آزاد ہوتے دیکھ کر ڈاکٹر عبدالباسط اور بلیک زیرو ایک جھٹکے سے اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بلیک زیرو نے نہایت پھرتی سے پستول نکال کر اس کا رخ کرنل بلیک کی جانب کر دیا مگر کرنل بلیک یوں مسکرا رہا تھا جیسے بلیک زیرو کے ہاتھ میں بچوں کے کھلونے والا پستول ہو۔

" اس کھلونے کو واپس جیب میں رکھ لو مسٹر ایکسٹو۔ کرنل بلیک کے سامنے ان کھلونوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور تم دونوں واپس اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ میری کلائی میں جو گھڑی بندھی ہوئی ہے اسے غور سے دیکھو۔ یہ گھڑی نہیں انتہائی طاقتور اور نہایت تباہ کن ایس ایم ڈبلیو میگا پاور بم ہے۔ کلائی کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو بم پھٹ جائے گا۔ میں تو مروں گا ہی لیکن میرے ساتھ تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور اس میگا پاور بم کی وجہ سے یہ ساری کی ساری لیبارٹری ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بن جائے گی۔ کیوں ڈاکٹر عبدالباسط تم ایس ایم ڈبلیو میگا پاور بم کی طاقت کے بارے میں جانتے ہی ہو ناں"۔ کرنل بلیک

نے زخمی سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر عبدالباسط اور بلیک زیرو کی نظریں بیک وقت اس کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی پر پڑی جس کا ڈائل چمک رہا تھا اور تاریخ بتانے والے خانے میں سرخ رنگ کا بلب سپارک کر رہا تھا تو وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئے۔ اس جدید اور خوفناک حد تک تباہ کن بم کے بارے میں نہ صرف ڈاکٹر عبدالباسط جانتے تھے بلکہ بلیک زیرو بھی اچھی طرح سے واقف تھا۔ ان دونوں کے چہروں پر شدید پریشانی ابھر آئی تھی۔

"کرنل بلیک احمقانہ باتیں مت کرو اور خود کو ہمارے حوالے کر دو"۔ ڈاکٹر عبدالباسط نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل بلیک نے کبھی کسی سے ہارنا نہیں سیکھا ڈاکٹر عبدالباسط تم لوگوں کو اگر ہمارے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا ہے تو کیا ہوا۔ ہم اپنا کام لازمی کریں گے۔ میں تم دونوں کو یہیں ختم کر دوں گا۔ تمہارے مرنے کے بعد اس پوری لیبارٹری پر میرا قبضہ ہو گا۔ میں اس لیبارٹری کا چیف بن جاؤں گا۔ پھر......" ابھی کرنل بلیک نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک چھت میں ایک چھوٹا سا خانہ کھلا اور دوسرے لمحے اس خانے سے روشنی کی لہر نکلی اور کرنل بلیک پر پڑی۔ کرنل بلیک کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کا سارا جسم سن ہو گیا ہو۔ ہلنا جلنا تو درکنار اس کا منہ بات کرنے کے لئے جس انداز میں کھلا تھا ویسے کا ویسا ہی رہ گیا۔

"کیوں کرنل بلیک۔ اب کیا کہتے ہو۔ ایس ون ریز سے تمہارا جسم مفلوج بنا دیا گیا ہے۔ اب اپنے جسم کو تم معمولی سی جنبش بھی نہیں دے سکتے۔ تمہیں ہم نے خاص طور پر سپیشل روم میں بلوایا تھا۔ اس لیبارٹری کو اندرونی اور بیرونی طور پر دشمنوں کے ممکنہ حملوں سے بچانے کے لئے اس کا سیکورٹی سسٹم تیار کیا گیا ہے۔ تم جیسے خطرناک مجرموں سے کچھ بعید نہیں کہ کب کیا کر گزریں۔ تمہیں اس کمرے میں بلانے سے پہلے ہم نے آپریشن روم میں اپنا ایک آدمی بٹھا دیا تھا۔ جو ہماری باتیں سن رہا تھا۔ اسے ہدایات دی گئی تھیں کہ جیسے ہی تم خلاف معمول کام کرو تم پر ایس ون ریز فائر کر دی جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ مفلوجی کی اس حالت میں نہ تمہاری چالاکی کام آ سکتی ہے، نہ تم اپنے سائنسی ہتھیاروں سے کام لے سکتے ہو اور نہ ہی تمہاری ذہانت"۔ بلیک زیرو نے اٹھ کر اس کے قریب آتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کی باتیں کرنل بلیک کے ذہن میں ہتھوڑے کی ضربوں کی طرح سے برس رہی تھیں۔ جیتی ہوئی بازی وہ اس طرح ہار جائے گا اس کے بارے میں اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔ اس کے دل و دماغ میں اچانک اندھیرے کی یلغار ہونا شروع ہو گئی تھی۔ مفلوج ہونے کی وجہ سے وہ سر جھٹک کر دماغ میں چھانے والے اندھیرے کو دور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اندھیرا مکمل طور پر اسے اپنی گرفت میں لیتا چلا گیا۔

ایک میز کے گرد سنگ ہی، تھریسیا اور شاؤل کے روپ میں عمران
بیٹھے ہوئے تھے۔ میز پر ایک ٹرانسمیٹر پڑا تھا جو بالکل خاموش تھا۔ ان
تینوں کی نگاہیں اس ٹرانسمیٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران وائٹ کنگ
سے مل کر اور اس سے آدمی لے کر انہیں زیرو سروس کے حوالے
کر کے واپس آگیا تھا۔ زیرو سروس کے ممبروں کو اس نے ان کا کام
سمجھا کر ایس ایس ایم لیبارٹری پہنچا دیا تھا اور لیبارٹری کے باہر کمانڈوز
کے کمانڈر کرنل اسرار حسین سے مل کر اس نے اسے ساری
صورتحال سمجھا دی تھی اور زیرو سروس کے ممبروں کو کمانڈوز کی جگہ لگا
دیا گیا تھا کیونکہ وہ سب شکل و صورت سے بدمعاش نظر آتے تھے۔
اگر انہیں کمانڈوز کی جگہ نہ لگایا جاتا تو سنگ ہی اور تھریسیا کو کمانڈوز
کے بارے میں علم ہو جاتا اور عمران کو کسی قدر پریشانی کا سامنا کرنا
پڑتا۔

سیکرٹ سروس کے ممبر وہاں پہنچ چکے تھے۔ عمران نے شاؤل کے
روپ میں ان سے مل کر انہیں ہدایات دیں اور لیبارٹری کا سپیشل
وے کھلوا کر انہیں لیبارٹری کے اندر پہنچا دیا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے
اطلاع دے دی تھی کہ اس نے کرنل بلیک کو پکڑ لیا ہے اور اس کا
میک اپ کر کے خود اس کی جگہ سنبھال لی ہے۔ لیبارٹری کا تمام
سیٹ اپ عمران نے اپنی مرضی کا تیار کیا تھا۔ کسی بھی جگہ اور کسی
بھی مرحلے پر سنگ ہی اور تھریسیا کو شک نہیں ہو سکتا تھا کہ عمران
نے ان کی چال انہی پر الٹ دی ہے۔ ان کے آدمیوں کی جگہ اس نے
وہاں اپنے آدمی تعینات کر دیئے تھے جو بظاہر سنگ ہی، تھریسیا اور
کرنل بلیک کے تحت کام کریں گے مگر درپردہ وہ عمران کے حکم پر کام
کریں گے۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر عمران واپس سنگ ہی کی رہائش
گاہ پر آیا تو سنگ ہی نے اسے اس کمرے میں بلا لیا جہاں میز پر ٹرانسمیٹر
رکھا تھا اور سنگ ہی کے ساتھ تھریسیا بھی موجود تھی۔

عمران نے انہیں بتا دیا تھا کہ لیبارٹری کے باہر موجود کمانڈوز کی
جگہ اس کے آدمی لے چکے ہیں۔ اس نے انہیں بتایا کہ وہ لیبارٹری
والے علاقے میں راگم گیس کے بم ساتھ لے گیا تھا۔ جہاں جاتے ہی
اس نے اور وائٹ کنگ کے آدمیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ وہ سب
گیس ماسک پہنے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے راگم گیس کے بم وہاں
پھینکے تو دور نزدیک موجود تمام کمانڈوز اس گیس کے تیز اثر کی وجہ
سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ انہیں بے ہوشی کی حالت میں وہاں سے

ہٹا دیا گیا اور ان کی جگہ اپنے آدمیوں نے سنبھال لی ہے۔ یہ سن کر سنگ ہی اور تھریسیا بہت خوش ہوئے تھے اور شاؤل کی بہت تعریف کی تھی۔ وہ اس وقت لیبارٹری میں موجود کرنل بلیک کی کال کا انتظار کر رہے تھے۔ ٹھیک دس بجے کرنل بلیک نے لیبارٹری میں کارروائی کرنا تھی اور لیبارٹری میں راگم گیس پھینک کر وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کرنا تھا اور پھر ان کے لئے سپیشل وے کھولنا تھا جہاں وہ بغیر کسی چیکنگ کے لیبارٹری میں آسانی کے ساتھ داخل ہو جاتے۔ دس بج چکے تھے اس لحاظ سے کرنل بلیک کو اپنی کارروائی مکمل کر لینی چاہئے تھی اور کارروائی مکمل ہوتے ہی اس نے سنگ ہی کو کال کر کے اس کی اطلاع دینی تھی تاکہ سنگ ہی اور تھریسیا شاؤل کو لے کر لیبارٹری میں پہنچ جاتے اور وہ لوگ وہاں اپنا کام شروع کر دیتے۔

"ہونہہ، کرنل بلیک کال کیوں نہیں کر رہا۔ دس سے اوپر کا وقت ہو چکا ہے۔ اب تک اس کی کال آ جانی چاہئے تھی"۔ تھریسیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دس بجے اسے راگم گیس بم فائر کرنا تھا۔ لیبارٹری میں کام کرنے والے افراد کی تعداد بہت ہے۔ ان کو ٹھکانے لگانے میں کچھ تو وقت بہرحال لگتا ہے۔ جیسے ہی اس کا کام مکمل ہوگا وہ کال کر لے گا۔ اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے"۔ سنگ ہی نے کہا۔

"میرا دل کہہ رہا ہے کہ لیبارٹری میں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے"۔ تھریسیا نے چند لمحے توقف کے بعد اچانک کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف سنگ ہی بلکہ عمران بھی بری طرح سے چونک اٹھا اور حیرت سے تھریسیا کی جانب دیکھنے لگا۔

"گڑبڑ، کیا مطلب۔ کیسی گڑبڑ ہو سکتی ہے لیبارٹری میں"۔ سنگ ہی نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کرنل بلیک کا کہنا ہے کہ اس نے عمران کو ہلاک کر دیا ہے اور کیٹس نے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو زندہ جلا دیا تھا۔ سنگ ہی کیا یہ باتیں تمہارے حلق سے اترتی ہیں۔ کرنل بلیک بنیادی طور پر ایک سائنس دان ہے۔ وہ ہماری طرح مجرموں اور دشمنوں سے لڑنے والا ایجنٹ نہیں ہے۔ علی عمران اور سیکرٹ سروس سے ہم کئی بار ٹکرا چکے ہیں۔ جب ہم ہر طرح کی کوشش کے باوجود عمران کا کچھ نہیں بگاڑ پائے تو کرنل بلیک کے ہاتھوں علی عمران کیسے ہلاک ہو سکتا ہے"۔ تھریسیا نے الجھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو۔ جو کہنا ہے کھل کر کہو"۔ اس کی باتوں کو سن کر سنگ ہی نے بھی الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"کرنل بلیک کا کہنا ہے کہ اس نے عمران کے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کیں۔ اس کے فلیٹ کے سامنے اس نے دوسری بلڈنگ میں فلیٹ لیا جہاں سے وہ عمران کی کئی روز تک نگرانی کرتا رہا کہ وہ فلیٹ میں کب آتا ہے اور کب جاتا ہے۔ پھر اس نے سپیشل گن سے عمران پر کرسٹل بلٹ فائر کی اور عمران کو ہلاک کر دیا۔ ذرا سوچو سنگ ہی جب کرنل بلیک عمران کے فلیٹ یا عمران کی نگرانی کر رہا

تھا عمران کو اس بات کا پتہ نہیں چلا ہوگا کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ وہ ہزاروں آنکھیں رکھنے والا انسان ہے اور اپنے سائے پر بھی گہری نظر رکھتا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسے اپنی نگرانی کا علم نہ ہوا ہو اور کیا یہ ضروری ہے کہ کرنل بلیک نے جسے ہلاک کیا ہو وہ علی عمران ہی ہو۔ کرنل بلیک خود کو میک اپ کا بہت بڑا ماسٹر سمجھتا ہے۔ لیکن میک اپ کرنے میں عمران بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ عمران کی جگہ کوئی اور ہلاک ہوا ہو۔ سپیشل گن میں موجود کیمرے نے عمران کی موت کی جو فلم بنائی تھی اس میں میں نے عمران کو فلیٹ سے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں نکلتے دیکھا تھا۔ اگر وہ علی عمران تھا تو اسے اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں فلیٹ سے باہر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ عمران کی جس انداز میں موت واقع ہوئی ہے اس سے تو پورے ملک میں شور مچ جانا چاہئے تھا۔ عمران کی موت کی خبر اس کے گھر والوں تک نہیں پہنچائی گئی۔ کیا یہ حیرتناک بات نہیں ہے۔ دوسرے جس انداز میں سیکرٹ سروس کے ممبر کام کر رہے تھے مجھے اس کی بھی اطلاعات موصول ہوئی تھیں۔ ان کے کام کرنے کے انداز سے یہ ظاہر ہی نہیں ہوتا تھا کہ انہیں یا تو عمران کی موت کا علم ہی نہیں ہے یا پھر جیسے عمران کی موت ان کے لئے کوئی معنی ہی نہیں رکھتی"۔ تھریسیا کہتی چلی گئی اور اس کی ذہانت پر عمران دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔

"اوہ، تم ٹھیک کہتی ہو۔ تمہاری باتوں سے مجھے بھی یہی لگ رہا

ہے کہ عمران جیسا شیطان واقعی ابھی زندہ ہے اور وہ درپردہ رہ کر ہمارے خلاف کام کر رہا ہے"۔ سنگ ہی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر اسے ہمارے پروگرام کی بھنک مل چکی ہو گی تو سوچو وہ کیا کر سکتا ہے"۔ تھریسیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ابھی تک معاملات بالکل ہماری توقع کے مطابق جا رہے ہیں۔ کسی بھی مرحلے میں ہمیں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اگر عمران زندہ ہوتا تو کیا کرنل بلیک آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہو سکتا تھا"۔ سنگ ہی نے کہا۔

"ہاں واقعی، یہ بات ہمارے حق میں جاتی ہے کہ کرنل بلیک کم از کم لیبارٹری میں گھسنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب اگر ہم اس مشن میں کامیاب ہوں یا نہ ہوں کرنل بلیک کے پاس خوفناک واچ بم ہے وہ کسی بھی وقت اس لیبارٹری کو تباہ کر سکتا ہے۔ لیبارٹری کی تباہی بھی پاکیشیا کے لئے کم نقصان کا باعث نہیں بنے گی۔ اس وقت اس لیبارٹری اور سپر سپیڈ میزائل کی تیاری میں پاکیشیا کثیر سرمایہ خرچ کر چکا ہے۔ [illegible] اس لیبارٹری کی تباہی اس کی کمر توڑ کر رکھ دے گی"۔

"تم کیا [illegible] شاذ [illegible] تمہارا بھی کئی بار عمران سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ تمہارا [illegible] لی عمران زندہ ہوتا تو ان حالات میں لیبارٹری کو بچا نے [illegible] تا"۔ تھریسیا نے اچانک عمران

سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

" عمران اگر زندہ ہوتا تو وہ سنگ ہی اور آپ کی پاکیشیا میں موجودگی ظاہر ہوتے ہی سب سے پہلے لیبارٹری کا محاصرہ کرتا اور لیبارٹری کو مکمل طور پر سیلڈ کروا دیتا اور ہم لوگوں کی تلاش میں دن رات ایک کر ڈالتا"۔ عمران نے کہا۔

" ہونہہ، ہمارے بارے میں اسے کیسے پتہ چل سکتا تھا کیا ہم عام حلیوں میں سڑکوں اور بازاروں میں گھومتے رہتے ہیں"۔ سنگ ہی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران نے یہاں ایسے نیٹ ورک قائم کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے پاکیشیا میں موجود کسی بھی مجرم کو تلاش کر لینا اس کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں ہوتا۔ میرا تو اندازہ یہی ہے کہ نہ صرف عمران زندہ رہے بلکہ اسے ہمارے مشن کی بھی تمام معلومات حاصل ہو چکی ہیں اور وہ ہمارے مشن کو ناکام بنانے کے لئے اپنی ہر ممکن کوشش کرے گا۔ چاہے وہ ایسا عین آپریشن کے آخری لمحات میں ہی کیوں کرے"۔ تھریسیا نے کہا۔ اس کے لہجے کی پختگی سے عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی تھیں۔

" آخر تم یہ بات اس قدر وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہو"۔ سنگ ہی نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

" عمران کا فلیٹ سے بوکھلائے ہوئے انداز میں نکلنا میرے ذہن میں کھٹک رہا ہے اور نجانے کیوں مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے عمران

ہمارے آس پاس ہی موجود ہے۔ مجھے اپنے سر پر ایک انجان سا خطرہ منڈلاتا ہوا محسوس ہو رہا ہے"۔ تھریسیا کا لہجہ پریشانی میں ڈوبا ہوا تھا۔

" ہونہہ، وہم ہے تمہارا۔ شاؤل ٹھیک کہتا ہے اگر عمران زندہ ہوتا تو ہم اب تک اس طرح آرام سے بیٹھے باتیں نہ کر رہے ہوتے"۔ سنگ ہی نے بیزاری سے کہا۔ اس سے پہلے کہ تھریسیا اس کی بات کا کوئی جواب دیتی اچانک میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سے مترنم سیٹی کی آواز آنے لگی۔ ٹرانسمیٹر کے آن ہوتے ہی وہ چونک پڑے۔ سنگ ہی نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو، ہیلو کے بی کالنگ۔ کے بی کالنگ"۔ بٹن آن ہوتے ہی کرنل بلیک کی تیز آواز سنائی دی۔

" یس۔ ایس ایچ اٹنڈنگ یو۔ سنگ ہی نے تیز لہجے میں کہا۔ ٹرانسمیٹر جدید طرز کا تھا۔ اس میں سپیکر اور مائیک لگے ہونے کی وجہ سے بار بار اوور کہنے کا کوئی جھنجھٹ نہ تھا۔

" ایس ایچ۔ میں نے کارروائی مکمل کر لی ہے۔ لیبارٹری میں موجود تمام افراد کو میں نے ٹھکانے لگا دیا ہے تم اپنے آدمیوں کو لے کر فوری طور پر یہاں پہنچ جاؤ تاکہ میں تمہارے لئے لیبارٹری کا سپیشل وے کھول دوں۔ دوسری طرف سے کرنل بلیک کی آواز سنائی دی۔

" ویری گڈ۔ لیکن تمہیں ہماری آمد کا پتہ کیسے چلے گا اور ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ لیبارٹری میں داخل ہونے کا سپیشل وے کہاں ہے"۔ تھریسیا نے جلدی سے پوچھا۔

"آپ لوگ چاکور کے شمالی پہاڑی علاقے میں پہنچ جائیں۔ جہاں ایک مصنوعی جھیل ہے۔ میں اب سے ٹھیک ایک گھنٹے بعد سپیشل وے کھول کر باہر آؤں گا اور آپ کو اپنے ساتھ اندر لے جاؤں گا"۔ کرنل بلیک نے کہا۔

"ہاں، یہ مناسب رہے گا۔ ٹھیک ہے کے بی ہم آ رہے ہیں۔ سنگ ہی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا یہ واقعی کرنل بلیک تھا"۔ تھریسیا نے اچانک کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف سنگ ہی بلکہ عمران بھی بری طرح سے چونک اٹھا۔ کرنل بلیک کی آواز میں بلیک زیرو بات کر رہا تھا گو وہ کرنل بلیک کے لب و لہجے کی پوری نقل کر رہا تھا لیکن عمران اس کی آواز سنتے ہی پہچان گیا تھا۔

"تھریسیا، تم ہر بات میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اب کرنل بلیک نے ایسی کون سی بات کہہ دی ہے جو تم اس قدر پریشان ہو گئی ہو"۔ سنگ ہی نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"سنگ ہی مجھے ابھی تک ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم کسی بہت بڑے جال میں پھنسنے والے ہیں۔ کرنل بلیک کے لہجے میں مجھے تبدیلی کا شائبہ ہوا ہو۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی آواز بدل کر کرنل بلیک کے انداز میں بات کر رہا تھا اور وہ آواز بدلنے کی مہارت یہاں صرف اور صرف علی عمران کے پاس ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ کرنل بلیک کو

لیبارٹری میں ٹریپ کر لیا گیا ہو اور عمران نے اس کی جگہ سنبھال کر ہمیں بھی ٹریپ کرنے کی کوشش کی ہو"۔ تھریسیا نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ اس کی ذہانت پر عمران پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ اسی وقت تھریسیا کی گردن پکڑ کر اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دے۔

"احمقانہ باتیں مت کرو تھریسیا۔ اگر علی عمران زندہ ہوتا اور اس نے کرنل بلیک کی جگہ لے لی ہوتی تو سب سے پہلی بات یہ کہ اسے ہمارے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کا کیسے پتہ چلتا ہے اور پھر اسے ہمیں لیبارٹری میں بلا کر رسک لینے کی کیا ضرورت تھی"۔ سنگ ہی نے کہا۔ تھریسیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے اٹھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور اس پر لگے ہوئے ڈائل کو گھما کر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے مترنم سیٹی جیسی آواز نکلی اور پھر کرنل بلیک کی آواز ابھرنے لگی۔

"یس۔ کے بی اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ بلیک زیرو کی آواز سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تھریسیا کو شاید اس پر شک ہو گیا تھا اس لئے تصدیق کرنے کی خاطر اس نے دوبارہ کرنل بلیک کو کال کی تھی۔ لازمی بات ہے وہ کرنل بلیک سے ایسی باتیں پوچھے گی جس کا پتہ بلیک زیرو کو نہیں ہو سکتا تھا۔ اس طرح ان پر بلیک زیرو کی اصلیت کھل جاتی اور عمران کا بنایا ہوا سارا کام چوپٹ ہو جاتا۔ ان

کو اس وقت لیبارٹری میں لے جانا بے حد ضروری تھا۔ اگر یہ لوگ یہاں سے فرار ہو جاتے تو لیبارٹری کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی اور پلاننگ بھی کر سکتے تھے کیونکہ لیبارٹری مکمل طور پر ان کی نظروں میں آچکی تھی۔ دوسرے ابھی تجرباتی میزائل فائر کرنے میں کچھ دن باقی تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ میزائل فائر ہونے تک سنگ ہی اور تھریسیا کو شک ہو اور وہ اپنا پروگرام تبدیل کر کے کچھ اور کر بیٹھیں جس سے تجرباتی میزائل یا لیبارٹری کے نقصان کا اندیشہ ہو۔ اس کے علاوہ لیبارٹری میں ایسے انتظام کئے گئے تھے جس سے سنگ ہی اور تھریسیا جیسے خطرناک مجرموں پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا تھا۔ عمران اس بار ان دونوں کو کسی بھی طرح بچ نکلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ مگر اس وقت تھریسیا کے شک نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اگر سنگ ہی اور تھریسیا کو معلوم ہو جاتا کہ کرنل بلیک کی جگہ کوئی اور ہے اور لیبارٹری میں ان کے خلاف کام کیا جا رہا ہے تو وہ ایک لمحے کے لئے بھی یہاں نہ رکتے اور پھر انہیں تلاش کرنا سخت مشکل ہو جاتا۔

" کے بی۔ ٹی تھری بی بول رہی ہوں۔ زیرو لینڈ سے روانگی سے قبل میں نے تمہیں زیرو ایکس تھری ون نائن کا جو ٹرانسمیٹر دیا تھا۔ اس کا کوڈ اور فریکوئنسی بتاؤ۔ اوور "۔ تھریسیا نے کرنل بلیک سے مخاطب ہو کر بڑے سپاٹ لہجے میں کہا اور عمران دل میں کراہ اٹھا۔

" ہیلو، ہیلو کے بی بول رہا ہوں۔ کس نے کال کی ہے۔ بات تو

کرو۔ اوور "۔ دوسری جانب سے بلیک زیرو نے کرنل بلیک کی آواز میں کہا اور ٹرانسمیٹر میں ایسی کھڑکھڑاہٹ ہونے لگی جیسے سیٹ میں اچانک کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو۔ بلیک زیرو کی اس دانش مندی پر عمران دل ہی دل میں اس کی تعریف کرنے لگا۔

" تھریسیا بول رہی ہوں کے بی۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور "۔ تھریسیا نے چیختے ہوئے کہا۔ ٹرانسمیٹر میں کھڑکھڑاہٹ کی آواز سن کر اس کے چہرے پر پریشانی کے سائے لہرانے لگے تھے۔ سنگ ہی کی آنکھوں میں یکلخت الجھن ابھر آئی تھی۔

" ہیلو، ہیلو۔ ہونہہ لگتا ہے گرنے کی وجہ سے ٹرانسمیٹر میں کوئی خرابی واقع ہو گئی ہے۔ ہیلو، ہیلو آپ کی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ پلیز دوبارہ کال کریں۔ اوور "۔ بلیک زیرو کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا۔

" یہ کیا ہوا۔ کرنل بلیک کو سیٹ پر میری آواز کیوں نہیں سنائی دے رہی تھی "۔ تھریسیا نے سنگ ہی کی جانب پریشانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" مادام، کرنل صاحب کا سیٹ شاید گر پڑا تھا جس کی وجہ سے سیٹ میں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے انہیں آپ کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ آپ دوبارہ کوشش کیجئے "۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

" میرا خیال ہے واقعی کرنل بلیک کا سیٹ خراب ہو گیا ہے۔ اس

لئے اس سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ اس نے ہمیں لیبارٹری میں بلوایا ہے۔ اگر وہ غلط آدمی ہوا تو ہم اسے وہیں ڈھیر کر دیں گے اور لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے"۔ تھریسیا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔ اگر سچ مچ عمران زندہ ہے تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔ ویسے بھی اس سے بہت سے پرانے حساب چکانے ہیں۔ اس بار میں پوری تیاری کر کے آیا تھا اگر عمران اور میرا ٹکراؤ ہوا تو میں اسے زمین چاٹنے پر مجبور کر دوں گا اور اسے اپنے ہاتھوں زمین میں گاڑ دوں گا"۔ عمران نے شاؤل کے انداز میں جلدی سے کہا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ آؤ چلتے ہیں۔ واقعی ہمارا سب سے پہلا کام لیبارٹری میں داخل کا ہے"۔ چند لمحے توقف کے بعد سنگ ہی نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران کے دل و دماغ میں سکون کی لہریں سرایت کرتی چلی گئیں۔

"لیبارٹری میں لے جانے والے آدمی کہاں ہیں"۔ سنگ ہی نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"وہ چاکور کے علاقے میں ہی ہیں اور ہمارا انتظار کر رہے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا اور سنگ ہی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

بلیک زیرو نے کرنل بلیک کو اچھی طرح سے باندھ کر ایک کمرے میں ڈال دیا تھا اور اس کی کلائی سے بندھی ہوئی گھڑی اور اس کی جیبوں سے تمام چیزیں نکال کر اپنے قبضے میں لے لی تھیں۔ جن میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی تھا۔ اور اسے استعمال کرنے کا طریقہ وہ جانتا تھا۔ شاؤل اور عمران کے درمیان جو باتیں ہوئی تھیں عمران نے بلیک زیرو کو اس کی ساری تفصیل بتا دی تھی۔ کرنل بلیک بن کر اسے سنگ ہی کو جو رپورٹ دینی تھی اس کے بارے میں بھی عمران نے اسے ہدایات دے دی تھیں۔ بلیک زیرو کرنل بلیک کا میک اپ تو آسانی سے کر سکتا تھا لیکن اس کا لب و لہجہ اور اس کی آواز اپنانا اس کے لئے کافی مشکل تھا۔ اس فن میں عمران ہی ماہر تھا۔ لیکن بہرحال اسے کرنل بلیک کا لب و لہجہ اور آواز اختیار کرنی تھی کیونکہ اسے سنگ ہی جیسے شاطر انسان سے بات کرنی تھی اور اس

انداز میں بات کرنی تھی کہ کسی بھی طرح سنگ ہی کو اس پر شک نہ ہو سکے۔ وہ کرنل بلیک کی آواز کی کافی دیر تک پریکٹس کرتا رہا پھر جب اس نے محسوس کیا کہ اس نے کافی حد تک کرنل بلیک کے لب ولہجے کو اپنا لیا ہے تو وہ الگ کمرے میں جا کر سنگ ہی کو رپورٹ کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر پر کال کرنے لگا۔ ٹرانسمیٹر پر فریکونسی پہلے سے ہی ایڈجسٹ تھی جس کی وجہ سے اسے کال ملانے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اسے سنگ ہی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

کرنل بلیک کے لب ولہجے میں بلیک زیرو نے عمران کی ہدایات کے مطابق سنگ ہی کو لیبارٹری میں آنے کے لئے کہا تھا۔ جب سنگ ہی اور تھریسیا نے اس سے بات کی اور انہوں نے اس کے لب ولہجے پر کوئی خدشہ ظاہر نہ کیا تو بلیک زیرو کا اعتماد اور بڑھ گیا۔ وہ کرنل بلیک کی آواز کی نقل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن پھر بھی اسے خدشہ تھا کہ اگر انہیں اس پر شک ہوا تو وہ لامحالہ اسے دوبارہ کال کریں گے۔ اگر ایسا ہوا تو اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اور پھر کچھ دیر بعد جب اچانک ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجنے لگی تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ گویا انہیں سخت احتیاط کے باوجود اس پر شک ہو گیا تھا۔

" لیس۔ کے بی اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

" کے بی، ٹی تھری بی بول رہی ہوں۔ زیرولینڈ سے روانگی سے قبل میں نے تمہیں زیرو ایکس تھری ون نائن کا جو ٹرانسمیٹر دیا تھا۔ اس کا کوڈ اور فریکونسی بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری جانب سے تھریسیا کی تیز اور کرخت آواز سنائی دی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ کے بی بول رہا ہوں۔ کس نے کال کی ہے۔ بات تو کرو۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر کو زور زور سے ہلانے لگا جس سے ٹرانسمیٹر میں کھڑکھڑاہٹ کی آواز پیدا ہونے لگی۔

" تھریسیا بول رہی ہوں کے بی۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور"۔ تھریسیا کی چیختی ہوئی آواز آئی۔ بلیک زیرو کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ زور زور سے ٹرانسمیٹر کو ہلا رہا تھا جس سے ٹرانسمیٹر میں شور کی آواز بڑھتی جا رہی تھی۔

" ہیلو، ہیلو ہونہہ لگتا ہے گرنے کی وجہ سے ٹرانسمیٹر میں کوئی خرابی واقع ہو گئی ہے۔ ہیلو، ہیلو آپ کی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ پلیز دوبارہ کال کریں۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا اور پھر جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور ٹرانسمیٹر کو زمین پر گرا دیا۔ جس سے ٹرانسمیٹر کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا۔ بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈال لیا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا اور مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا وہ اسی کمرے کی جانب بڑھنے لگا جہاں اس نے کرنل بلیک کو بند کر رکھا تھا۔ تھریسیا نے اس سے جس ٹرانسمیٹر کے کوڈ اور فریکونسی کے بارے میں پوچھا تھا وہ کرنل بلیک سے اس کی

تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ آیا تھریسیا نے اسے واقعی ایسا کوئی ٹرانسمیٹر دیا بھی تھا یا نہیں۔

کمرے کے دروازے پر اس نے نعمانی اور صدیقی کی ڈیوٹی لگا دی تھی۔ وہ چونکہ میک اپ میں تھا اس لئے اس نے ان سے اپنا تعارف لیبارٹری کے سکیورٹی انچارج کی حیثیت سے کرایا تھا اور انہیں ایکسٹو کا حکم بھی سنایا تھا جس میں شاول کے ساتھ ساتھ اس کا حکم بھی ماننے کے لئے کہا گیا تھا۔ ایکسٹو کا حکم ہو اور سیکرٹ سروس نہ مانے یہ کیسے ممکن تھا۔ بلیک زیرو انہیں اپنے ساتھ لیبارٹری میں لے آیا تھا اور ان کی ڈیوٹیاں لیبارٹری کے مختلف حصوں میں لگا دی تھی۔

"کوئی اس طرف آیا تو نہیں"۔ بلیک زیرو نے نعمانی اور صدیقی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں"۔ انہوں نے نفی میں سر ہلا کر ایک ساتھ جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم دونوں یہاں چوکنے کھڑے رہو۔ میں اندر کرنل بلیک سے چند ضروری باتیں پوچھنے جا رہا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ بلیک زیرو نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ خاصا وسیع تھا۔ سامنے ایک کرسی پر کرنل بلیک بری طرح سے بندھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی تک اس کا جسم بے حس و حرکت ہو۔ بلیک زیرو نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور کرنل بلیک کی جانب بڑھتا چلا

گیا۔

"کرنل بلیک، میں تم سے چند ضروری باتیں پوچھنے آیا ہوں"۔ بلیک زیرو نے اس کے قریب جا کر سرد لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک سرنج نکالی جس پر کیپ لگی ہوئی تھی۔ کیپ اتار کر اس نے ایک طرف پھینکی اور سوئی کرنل بلیک کے بازو میں اتار دی۔ سرنج میں موجود ہلکے گلابی رنگ کا محلول بلیک زیرو نے اس کے بازو میں انجیکٹ کیا اور ایک جھٹکے سے سوئی نکال کر سرنج ایک طرف پھینک دی۔ پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی کرسی اٹھائی اور کرنل بلیک کے سامنے آ بیٹھا اور غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ کرنل بلیک کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہوتی دکھائی دے رہی تھیں پھر اچانک کرنل بلیک کا سارا جسم لرزنے لگا۔ چند لمحے وہ بری طرح لرزتا رہا پھر اس کے سارے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے جسم کی لرزش یکلخت ختم ہو گئی۔

"ٹی تھری بی نے تمہیں زیرو ایکس تھری ون نائن ٹرانسمیٹر دیا تھا۔ وہ کہاں ہے"۔ بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کرنل بلیک نے پہلے حیرانی سے پھر اچانک چونک کر بلیک زیرو کی طرف دیکھا جیسے وہ تھریسیا کا پلان سمجھ گیا ہو۔

"وہ ٹرانسمیٹر مجھ سے گم ہو گیا تھا"۔ کرنل بلیک نے کہا۔ اس کے انداز سے بلیک زیرو سمجھ گیا کہ تھریسیا نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ ایسا کوئی ٹرانسمیٹر کرنل بلیک کو نہیں دیا تھا۔

"مسٹر ایکسٹو۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم مجھے آزاد کر دو۔ تم نے میرے ہاتھ سے ریسٹ واچ اتار کر اگر یہ سمجھ لیا ہے کہ تم اپنی اس لیبارٹری کو میرے ہاتھوں تباہی سے بچا لو گے تو یہ تمہاری بھول ہے۔ اس لیبارٹری سے یا تو ہمارا مشن مکمل ہو گا یا پھر اس لیبارٹری کو ہی تباہ کر دیا جائے گا۔ دونوں صورتوں میں جیت ہماری ہو گی صرف ہماری۔ میں اس لیبارٹری میں پچھلے تیس گھنٹوں سے موجود ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے میں یہاں صرف جھک مارنے کے لئے آیا تھا"۔ کرنل بلیک نے بلیک زیرو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی سرد اور طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"تم یہاں پچھلے تیس گھنٹوں سے موجود ہو تو میں بھی پچھلے کئی گھنٹوں سے یہیں ہوں اور میں نے بھی یہاں آ کر جھک نہیں ماری۔ ڈاکٹر عبدالباسط کی مدد سے میں نے سپر سونک آر ڈی ایکس مشین سے پوری لیبارٹری کو چیک کر لیا ہے۔ تم نے لیبارٹری کے مختلف حصوں میں میگا پاور کے جو چپ بم لگائے تھے وہ ہٹا لئے گئے ہیں اور تم نے میزائل لانچنگ سسٹم میں جو گڑبڑ کی تھی اسے بھی درست کر لیا گیا ہے۔ اس لئے مجھے دھمکانے کی کوشش مت کرو"۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر کرنل بلیک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اس کے باوجود یہ لیبارٹری تباہ ہو گی اور میرے ہاتھوں ہو گی"۔ کرنل بلیک نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی وقت کڑک کڑک کی آوازوں

کے ساتھ اس کے جسم سے بندھی ہوئی رسیاں ٹوٹتی چلی گئیں۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ سمجھتا کرنل بلیک نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح بلیک زیرو سے ٹکرایا تھا اور بلیک زیرو کرسی سمیت الٹ کر گر گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ کرنل بلیک، بلیک زیرو پر پلٹ کر لات مارتا۔ بلیک زیرو تیزی سے کروٹ بدل گیا اور اس تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بہت خوب۔ لگتا ہے تمہارا لڑنے کا ارادہ ہے۔ چلو ٹھیک ہے آج ذرا تمہاری طاقتوں کا بھی امتحان ہو جائے۔ سنا ہے تمہیں دست بدست لڑنے کا بڑا تجربہ ہے اور تمہارے سامنے بڑے سے بڑا سورما بھی نہیں ٹک سکتا"۔ بلیک زیرو نے اسے تاؤ دلانے والے انداز میں کہا۔ کرنل بلیک بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور انتہائی خونخوارانہ نگاہوں سے بلیک زیرو کو گھور رہا تھا۔

"تم نے ٹھیک سنا ہے ایکسٹو۔ میں بہت اچھا شکاری بھی ہوں۔ جنگلوں میں خالی ہاتھوں کئی شیروں اور گرانڈیل ہاتھیوں کا مقابلہ کر چکا ہوں اور ان کی گردنیں توڑنے میں، میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ تم میرے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہو۔ تمہیں تو میں چند ہی لمحوں میں معمولی چیونٹی کی طرح اپنی انگلیوں سے مسل کر رکھ دوں گا"۔ کرنل بلیک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ آؤ دیکھوں کس طرح تم مجھے چیونٹی کی طرح مسلتے ہو"۔ بلیک زیرو جواباً غرایا۔ اسی وقت کرنل بلیک نے بلیک زیرو پر حملہ کر

دیا۔ لیکن بلیک زیرو تیار تھا وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور
کرنل بلیک اپنی جھونک میں آگے نکل گیا۔ پیچھے سے بلیک زیرو نے
اس کی پشت پر زوردار لات دے ماری۔ کرنل بلیک اچھل کر منہ
کے بل زمین پر جا گرا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر
ہاتھ ڈال دیا اسی لمحے کرنل بلیک زخمی ناگ کی طرح پلٹا اس نے ہاتھ
گھما کر بلیک زیرو کے منہ پر مارنے کی کوشش کی مگر بلیک زیرو نے
تیزی سے سر پیچھے کرتے ہوئے اس کا سر زور سے زمین پر مار دیا۔ کرنل
بلیک کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکل گئی۔ اس نے نہایت پھرتی کا
مظاہرہ کرتے ہوئے ٹانگ اٹھا کر بلیک زیرو کے پیٹ میں مار دی۔
بلیک زیرو کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور وہ لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے
ہٹ گیا۔ اس وقت کرنل بلیک تیزی سے اٹھا اور اس نے اٹھتے ہی
اپنی جگہ سے اچھل کر سر کی زوردار ٹکر بلیک زیرو کی ناک پر ماری۔
بلیک زیرو الٹ کر دیوار کے پاس جا گرا۔ کرنل بلیک کی زوردار ٹکر
کی وجہ سے اس کی ناک سے خون بہہ نکلا تھا۔ جیسے ہی بلیک زیرو
زمین پر گرا کرنل بلیک نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن بلیک زیرو
تیزی سے کروٹ بدل گیا اور کرنل بلیک کرسی سے ٹکراتا ہوا فرش پر
گر گیا۔ اس نے گرتے ہی پیر کے زور سے کرسی بلیک زیرو پر اچھال
دی۔ بلیک زیرو تیزی سے ایک طرف ہو گیا اور کرسی اڑتی ہوئی پیچھے
دیوار سے جا ٹکرائی۔

اس سے پہلے کہ کرنل بلیک زمین سے اٹھتا بلیک زیرو نے بوٹ

کی زوردار ٹھوکر کرنل بلیک کے چہرے پر ماری۔ کرنل بلیک نے
بچنے کی بے حد کوشش کی لیکن بوٹ کی ٹو اس کے چہرے پر پڑ چکی تھی
وہ ایک بار پھر گر پڑا۔ اب تو بلیک زیرو پر جیسے دیوانگی سوار ہو گئی۔
تواتر سے وہ کرنل بلیک کو ٹھوکریں مارتا چلا گیا جس کی وجہ سے
کرنل بلیک کا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا۔

ایک بار جو بلیک زیرو نے کرنل بلیک کی گردن پر ٹھوکر رسید
کرنے کی کوشش کی تو اچانک کرنل بلیک نے اس کا پاؤں پکڑ لیا اور
ایک جھٹکے سے اس نے بلیک زیرو کی ٹانگ مروڑ دی۔ بلیک زیرو
الٹ کر گر پڑا۔ کرنل بلیک تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس بار
اس نے بوٹ کی ٹھوکر بلیک زیرو کی پسلیوں پر ماری تھی۔ ضرب
خاصی زوردار اور بھرپور تھی جس کی وجہ سے بلیک زیرو کے چہرہ بگڑ گیا
تھا۔ کرنل بلیک نے دوسری ضرب لگائی مگر بلیک زیرو تیزی سے مڑ گیا
اور اپنی ٹانگ کرنل بلیک کی دوسری ٹانگ پر دے ماری جس سے
کرنل بلیک اچھل کر ایک بار پھر زمین پر گر گیا۔ مگر وہ زمین سے یوں
اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے زمین پر لگے ہوئے سپرنگوں نے اسے اچھال دیا
ہو۔ بلیک زیرو نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

" خاصے سخت جان واقع ہوئے ہو۔ ورنہ کرنل بلیک کے سامنے
اتنی دیر ٹھہرنے کی کوئی ہمت نہیں کر سکتا تھا"۔ کرنل بلیک نے
خونخوار نظروں سے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک
بار پھر بلیک زیرو پر وار کرنے کے لئے جھپٹا مگر اس بار وہ جیسے ہی

بلیک زیرو کے قریب آیا بلیک زیرو نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور کرنل بلیک اس کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔ بلیک زیرو کے قدم جیسے ہی دوبارہ زمین پر لگے وہ تیزی سے مڑا اور اس نے کرنل بلیک کی پشت پر پوری قوت سے لات دے ماری۔ کرنل بلیک زمین سے اچھلا اور اڑتا ہوا سامنے دیوار سے جا ٹکرایا اور دیوار سے ٹکرا کر الٹ پڑا۔ بلیک زیرو چھلانگ لگا کر اس کے قریب آیا اور پھر اس کی ٹانگیں مشین کی طرح چلنے لگیں۔ کمرہ کرنل بلیک کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا اور پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں دم توڑتی چلی گئیں۔ بلیک زیرو نے ایک زوردار ٹھوکر اس کے سر پر رسید کی۔ کرنل بلیک کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

"ہونہہ، خود کو بڑا طاقتور سمجھتا تھا"۔ بلیک زیرو کے حلق سے غراہٹ نکلی۔ اس نے جیب سے رومال نکالا اور ناک سے نکلنے والے خون کو صاف کرنے لگا۔ پھر اس نے جھک کر کرنل بلیک کی نبض چیک کی۔ کرنل بلیک مکمل طور پر بے ہوش تھا۔ اس کا سر اور چہرہ خون سے بھرا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے جھک کر اٹھایا اور لا کر پھر اسی کرسی پر بٹھا دیا جس پر وہ پہلے بندھا ہوا تھا اور اپنی جسمانی طاقت استعمال کرکے اس نے رسیاں کچے دھاگے کی طرح سے توڑ دی تھیں۔

"ہونہہ، اگر عمران صاحب کا تمہیں زندہ رکھنے کا حکم نہ ہوتا تو میں تمہیں یہیں ختم کر دیتا کرنل بلیک"۔ بلیک زیرو نے نفرت بھرے

لہجے میں کہا اور کمرے میں موجود ایک الماری کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر نائیلون کی رسی کا بنڈل نکالا اور واپس آ کر ایک بار پھر کرنل بلیک کو باندھنے لگا۔ اس بار اس نے کرنل بلیک کو ایک خاص انداز میں باندھا تھا۔ رسی کے دو تین بل اس کی گردن پر بھی دے دیئے تھے۔ اگر کرنل بلیک زور لگا کر رسی توڑنے کی کوشش کرتا تو گردن میں پڑے ہوئے بل اس کی گردن دبا دیتے۔ کرنل بلیک کو اچھی طرح باندھ کر اس نے کرنل بلیک کے کان کے نیچے گردن کی ایک خاص رگ انگلیوں میں لے کر دبا دی۔ اب کرنل بلیک طویل مدت کے لئے بے ہوش ہو گیا تھا۔ جب تک اسی رگ کو دوبارہ ایک خاص انداز سے مسلا نہ جاتا کرنل بلیک کو کسی بھی طرح ہوش نہیں آسکتا تھا۔ رگ کے اس خاص استعمال کا طریقہ اسے عمران نے ہی بتایا تھا۔ کرنل بلیک کی طرف سے بے فکر ہو کر بلیک زیرو کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

نعمانی اور صدیقی دروازے پر اسی طرح چوکس کھڑے تھے۔ کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے وہ کمرے میں ہونے والی اٹھک پٹخ سے قطعی لاعلم تھے۔ انہوں نے جو بلیک زیرو کو زخمی حالت میں کمرے سے نکلتے دیکھا تو وہ بری طرح سے چونک اٹھے۔

"سر آپ"۔ نعمانی نے کہنا چاہا لیکن بلیک زیرو نے اس کی بات کاٹ دی اور کہا۔

"کرنل بلیک نے میرے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کی تھی۔ جس

کا اس نے خمیازہ بھگت لیا ہے۔ تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ ہمیں لیبارٹری میں موجود سائنسدانوں اور دوسرے تمام لوگوں کا میک اپ کرنا ہے۔ سنگ ہی اور تھریسیا لیبارٹری میں آرہے ہیں۔ انہیں یہی پتہ چلنا چاہئے کہ لیبارٹری میں وہی لوگ کام کر رہے ہیں۔ ان سب کو میں ہدایات دے چکا ہوں۔ بس ان سب کا میک اپ کرنا باقی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کی بات سن کر وہ دونوں حیران رہ گئے۔

" سنگ ہی اور تھریسیا۔ اوہ، تو یہ سارا کھیل ان دونوں کا رچایا ہوا ہے۔ لیکن سر ان دونوں کو لیبارٹری میں کیوں لایا جا رہا ہے"۔ صدیقی نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

" ان دونوں کو یہاں تمہارا لیڈر شاؤل لا رہا ہے۔ کیوں لا رہا ہے اس کا جواب تم اسی سے پوچھ لینا"۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔ شاؤل کا نام سن کر صدیقی اور نعمانی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ نجانے کیوں اس نام سے نہ صرف انہیں بلکہ سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں کو بھی چڑسی ہو گئی تھی۔ بلیک زیرو آگے بڑھتا چلا گیا اور وہ سر جھٹکتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔

ایکسٹو کی کال ملتے ہی جولیا، جوزف اور سلیمان کو لے کر چاکور کی پہاڑیوں کی طرف نکل کھڑی ہوئی تھی۔ سلیمان آگے جبکہ جوزف پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور ڈرائیونگ سیٹ پر جولیا موجود تھی جو کار نہایت تیز رفتاری سے چاکور جانے والی سڑک پر دوڑا رہی تھی۔ اچانک جولیا کی نظر بیک ویو مرر پر پڑی۔ بیک ویو مرر میں اسے ایک سفید رنگ کی کار دکھائی دی۔ اس کار کو دیکھ کر جولیا بری طرح سے چونک اٹھی۔

" اوہ، ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ سفید کار کافی دیر سے ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ پہلے میں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی مگر اس علاقے میں آنے کا مطلب ہے کہ کار ہمارے ہی پیچھے لگی ہوئی ہے اور کار ایک لڑکی ڈرائیو کر رہی ہے جو یقیناً گیٹس کی ساتھی ہوگی"۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سلیمان اور جوزف

نے پلٹ کر دیکھا۔واقعی کار میں ایک غیر ملکی لڑکی موجود تھی جو تیزی
سے ان کے پیچھے آ رہی تھی۔

"ہونہہ، یہ بلیاں تو ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑ گئی ہیں۔لگتا ہے
کہ یہ چوہوں کی طرح ہمارا شکار کر کے ہی چھوڑیں گی"۔ سلیمان نے
پریشان سے لہجے میں کہا۔

"مس، آپ گاڑی ایک طرف کر کے روک لیں۔اس کیٹ کا اس
بار میں اکیلا شکار کروں گا"۔جوزف نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جوزف، کار میں ایک نہیں تین کیٹس موجود ہیں۔ایک کار
ڈرائیو کر رہی ہے، دوسری دو پچھلی سیٹوں پر بیٹھی ہوئی ہے۔پہلے مجھے
صرف کار ڈرائیو کرنے والی لڑکی دکھائی دے رہی تھی لیکن اب کار
خاصی نزدیک آ گئی ہے اس لئے مجھے دوسری لڑکیاں بھی دکھائی دینے
لگی ہیں۔اوہ یہ تو راستہ مانگ رہی ہیں شاید یہ آگے جانا چاہتی ہیں۔
پیچھے پلٹ کر مت دیکھنا۔میں دیکھتی ہوں یہ چاہتی کیا ہیں"۔جولیا
نے بیک ویو مرر میں پچھلی کار کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ساتھ ہی
اس نے کار کو سڑک کے بائیں طرف کر لیا۔اسی وقت سفید کار کی
رفتار تیز ہوئی اور وہ تیزی سے ان کی کار کے قریب سے گزرتی ہوئی
آگے نکلتی چلی گئی۔کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی دو خوبصورت اور
نوجوان لڑکیاں اس کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ان میں سے ایک
سانولی رنگت کی تھی۔جیسے ہی جولیا کی نظریں ان سے ملیں اس نے
ایک لڑکی کو بری طرح سے چونکتے دیکھا۔اس کی آنکھوں کو دیکھ کر

جولیا کو بھی زبردست جھٹکا لگا تھا۔

"ٹی تھری بی"۔ لڑکی کی آنکھیں دیکھتے ہی اس کے ذہن میں
دھماکہ سا ہوا۔اس اثناء میں سفید کار تیزی سے آگے نکل گئی تھی۔

"ٹی تھری بی۔کون ٹی تھری بی"۔ سلیمان نے حیرت سے پوچھا۔

"اس کار میں تھریسیا موجود ہے۔اس نے میک اپ کر رکھا ہے۔
لیکن میں نے اس کی آنکھوں سے اسے پہچان لیا ہے۔اوہ، اوہ سلیمان۔
جوزف ہوشیار ہو جاؤ۔وہ لیبارٹری کی طرف جا رہی ہیں۔ہمیں ہر حال
میں انہیں روکنا ہو گا۔اگر وہ واقعی تھریسیا ہے تو پھر یقیناً اس ساری
کارروائی کے پیچھے اس کا ہاتھ ہے اور اس کا لیبارٹری کی طرف جانا اس
بات کی دلیل ہے کہ وہ ہماری میزائل لیبارٹری کو تباہ کرنے جا رہی
ہے"۔جولیا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور اس نے یکدم کار کی
رفتار بڑھا دی۔مگر پھر اس نے اچانک کار کی بریک پر پیر کا پورا زور
ڈال دیا اور کار کے ٹائر جام ہو کر بری طرح سے چیختے ہوئے یکدم رک
گئے۔سفید کار سڑک پر ترچھی ہو کر کھڑی تھی اور تینوں لڑکیاں کار
کے دروازے کھول کر نیچے اتر رہی تھیں۔ان کے ہاتھوں میں پستول
تھے جن کا رخ انہوں نے ان کی طرف کر دیا تھا۔

"ارے باپ رے۔ان کے عزائم تو بے حد خطرناک ہیں۔لگتا
ہے باورچی خانہ چھوڑ کر جاسوسی کے کام میں گھس کر میں نے بہت بڑی
غلطی کی ہے۔ان خونخواہ بلیوں سے اپنی جان بچانا اتنا آسان نہیں ہو گا
مس جولیا۔کار بیک کیجئے اور یہاں سے بھاگ چلیئے"۔ سلیمان نے

ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔

" تھریسیا۔ یہ سو فیصد تھریسیا ہے"۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

سیاہ چست لباس والی لڑکی کار کے قریب آ گئی اور انہیں اشارے سے کار سے باہر آنے کے لئے کہنے لگی۔

" مس اگر حکم دیں تو میں اسے یہیں ختم کر دوں"۔ جوزف نے اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ ہولسٹر سے اس نے ریوالور اس انداز میں نکالا تھا کہ سیاہ چست لباس والی لڑکی کو باہر سے پتہ نہیں لگ سکتا تھا۔

" نہیں، ابھی نہیں پہلے مجھے اس سے بات کرنے دو"۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔

" اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ بھی کار سے باہر آ جائیں مس جولیانا فٹز واٹر"۔ سیاہ چست لباس والی لڑکی نے پستول کا رخ جولیا کی طرف کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

" اگر میں تمہاری بات نہ مانوں تو"۔ جولیا نے اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کرختگی سے کہا۔

" تب پھر میں تمہیں گولی مار دوں گی"۔ سیاہ چست لباس والی لڑکی نے مسکرا کر کہا۔ اس کے لہجے میں درندگی کی آمیزش تھی جو واقعی تھریسیا کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔

" تم واقعی تھریسیا ہی ہو ناں"۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" بہت خوب۔ تو تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔ واقعی عمران کے ساتھی کسی بھی طرح اس سے کم نہیں ہیں۔ تم لوگوں کی ذہانت اور تیز نظروں کی داد دینی چاہئے۔ شاید اسی لئے ساری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹ اور بڑے بڑے مجرم تم لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ تم لوگوں نے جس طرح ہماری طاقتور کیٹس کا مقابلہ کیا تھا وہ واقعی تم لوگوں کا ہی کام تھا۔ ہماری چار کیٹس میں سے تین ہلاک ہو چکی ہیں۔ لیکن ان کیٹس کی لیڈر کیٹ ون نے تمہارے دوسرے ساتھیوں کو زندہ جلا کر ان سے کیٹس کا بدلہ لے لیا ہے۔ تمہارے تمام ساتھی کیٹ ون کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں میں سے صرف تم زندہ باقی بچی تھی جسے اب میں ہلاک کروں گی۔ کار میں عمران کا باورچی سلیمان اور پچھلی سیٹ پر اس کا باڈی گارڈ جوزف موجود ہے۔ لگتا ہے سیکرٹ سروس کے چیف نے ممبروں کے ہلاک ہونے کی وجہ سے ان احمقوں کو سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا ہے"۔ سیاہ چست لباس پہنے تھریسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ سیکرٹ سروس کے ارکان کے زندہ جلائے جانے کا سن کر جولیا کو زبردست جھٹکا لگا تھا۔ یہ بات اس کے لئے کسی بھی طرح دھماکے سے کم نہیں تھی کہ کیٹس نے سیکرٹ سروس کے سارے ممبروں کو جلا کر ہلاک کر ڈالا تھا۔

عمران کی موت کا غم کیا کم تھا کہ اب اسے سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں کی ہلاکت کا بتایا جارہا تھا۔ اپنے ساتھیوں کے چہرے ایک ایک کر کے اس کے سامنے آتے چلے گئے اور اس کی آنکھوں میں بے اختیار نمی آ گئی۔

" تم لوگوں نے پہلے عمران اور اب میرے ساتھیوں کو بھی مار ڈالا ہے۔ تم انسان نہیں بے رحم درندہ ہو۔ میں، میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو مار کر میں ان کی موت کا بدلہ لوں گی۔ انتہائی خوفناک بدلہ "۔ جولیا نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔

" اوہ، تو کیا واقعی عمران ہلاک ہو چکا ہے "۔ اس کی بات سن کر تھریسیا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہونہہ، تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے عمران کو ہلاک کرنے میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں ہے "۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" نہیں یہ بات نہیں۔ عمران کو ہمارے ایک ساتھی کرنل بلیک نے ہلاک کیا تھا مگر میں سمجھتی تھی کہ کرنل بلیک کے ہاتھوں ہلاک ہونے والا علی عمران نہیں کوئی اور تھا اور علی عمران خود کو چھپا کر ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ لیکن تمہارا انداز اور تمہاری آنکھوں میں موجود نمی اس بات کا ثبوت ہے کہ کرنل بلیک کی کرسٹل بلٹ کا شکار ہونے والا واقعی علی عمران ہی تھا۔ ویری گڈ، علی عمران جیسے شخص کو ہلاک کر کے واقعی کرنل بلیک نے ایک بہت بڑا کارنامہ

سرانجام دیا ہے "۔ تھریسیا نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

" کرنل بلیک۔ تو عمران کو کرنل بلیک نے ہلاک کیا ہے۔ ہونہہ، سب سے پہلے تو میں تمہیں اور تمہاری ان کیٹس کو ہلاک کر کے سیکرٹ سروس کے ساتھیوں کا بدلہ لوں گی پھر میں کرنل بلیک کو تلاش کر کے اس کا وہ حشر کروں گی کہ اس کا خوفناک انجام کو دیکھ کر دنیا تھرا اٹھے گی "۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور تھریسیا کے ہاتھ میں موجود پستول کی پرواہ کئے بغیر جارحانہ انداز میں اس کی جانب بڑھنے لگی۔

" رک جاؤ جولیا۔ میرے ہاتھ میں موجود پستول کو عام پستول نہ سمجھنا۔ یہ زیرولینڈ کا بنا ہوا خاص پستول ہے۔ اس میں کرسٹل بلٹس بھری ہوئی ہیں۔ ایک بھی گولی تمہیں لگ گئی تو تمہارا جسم یوں پھٹ جائے گا جیسے بم پھٹتا ہے "۔ تھریسیا نے اسے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

" کرسٹل بلٹ۔ اوہ، اس کا مطلب ہے تمہارے کرنل بلیک نے عمران کو اسی کرسٹل بلٹ سے ہلاک کیا تھا "۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔ عمران کو کرسٹل بلٹ سے ہی ہلاک کیا گیا تھا۔ اب میں تمہیں بھی اسی کرسٹل بلٹ سے ہلاک کروں گی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم عمران کو پسند کرتی ہو۔ اسے پسند تو میں بھی بہت کرتی تھی مگر افسوس کہ وہ میرا ہو سکا اور نہ تمہارا۔ اب اگر تم اسے اپنانا چاہتی

ہوں تو ظاہر ہے تمہیں اس کے پاس جانا ہوگا اور تمہاری اس مشکل کو میں حل کر دیتی ہوں"۔ تھریسیا نے مسکرا کر کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور تھریسیا کے ہاتھ میں خوفناک پستول کی پرواہ کئے بغیر اس پر چھلانگ لگا دی۔ تھریسیا نے ہاتھ اٹھا کر اس پر فائر کرنا چاہا لیکن اتنی دیر میں جولیا اس کے سر پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے فضا میں اپنی ٹانگ گھما کر پوری قوت سے تھریسیا کے پستول والے ہاتھ پر ماری۔ تھریسیا کے ہاتھ سے پستول نکل کر دور جا گرا۔ تھریسیا کے ہاتھ سے پستول گرا کر جولیا نے الٹی قلابازی کھائی تھی اور دوبارہ پیروں کے بل زمین پر آکھڑی ہوئی تھی۔ زمین پر پیر لگتے ہی اس نے زوردار پنچ تھریسیا کے چہرے پر بھی مار دیا تھا جس سے تھریسیا کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر زمین پر جا گری تھی۔ تھریسیا پر حملہ کرتے دیکھ کر اس کی ساتھی لڑکیوں نے جولیا پر فائر کرنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت کار سے دو دھماکے ہوئے اور ان کے ہاتھوں سے پستول نکل کر دور جا گرے۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو جوزف دونوں ہاتھوں میں ریوالور تھامے کار سے نکل کر ان کی جانب آ رہا تھا۔ اس کے ریوالوروں کی نالوں سے دھواں نکل رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ایک ساتھ فائر کر کے اس نے ان لڑکیوں کے پستول گرائے تھے۔

جولیا نے جس تیزی اور پھرتی سے تھریسیا پر وار کیا تھا اس سے تھریسیا بھی بھونچکی رہ گئی تھی۔ اس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ

جولیا اس پر اس انداز میں بھی حملہ کر سکتی ہے۔ جولیا اس کے سامنے کھڑی اسے خوفناک نظروں سے گھور رہی تھی۔

" اٹھو، آج میں نہیں تم میرے ہاتھوں مرو گی۔ اٹھو"۔ جولیا نے اس کی طرف انتہائی نفرت زدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ تھریسیا کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی اور وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

جوزف نے دونوں لڑکیوں جن میں ایک فروسیا تھی اور دوسری کیٹ ون، کو کور کر لیا تھا۔ سلیمان بھی کار سے نکل کر اس کے قریب آ گیا تھا۔

"ایک پستول مجھے دے دو"۔ اس نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے اپنا ایک ریوالور اسے دے دیا۔

" اسے چلاتے کیسے ہیں"۔ سلیمان نے ریوالور کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے پوچھا اور جوزف اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

" جولیا، موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے۔ آج بڑے عرصے بعد مجھے ہاتھ پیر ہلانے کا موقع مل رہا ہے میں اس موقع کو ضائع نہیں کروں گی۔ میں جانتی ہوں کہ یہ لیبارٹری کی طرف جانے والا مخصوص غیر آباد راستہ ہے۔ اس لئے یہاں ہمیں لڑنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں اپنے ساتھیوں سے کہہ دیتی ہوں جب تک ہم دونوں میں سے کوئی ایک ہلاک نہیں ہو جاتا یہ کوئی مداخلت نہیں کریں گی"۔ تھریسیا نے اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس لڑائی میں سلیمان اور جوزف بھی حصہ نہیں لیں گے۔ میں تمہارے لئے اکیلی ہی کافی ہوں۔ اگر تمہاری ساتھی لڑکیوں نے مداخلت کرنے کی کوشش کی تو میں جوزف اور سلیمان کو حکم دیتی ہوں کہ وہ ان دونوں کو ختم کر دیں"۔ جولیا نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اگر مجھ سے پستول نہ چلا تو"۔ سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو ان کے ساتھ ساتھ میں اپنے ریوالور کی ایک گولی تمہارے سر میں اتار دوں گا"۔ جوزف نے غرا کر کہا۔

"ارے جاؤ۔ تمہارے باپ کا راج ہے جو گولی میرے سر میں اتار دو گے۔ میں ساری کی ساری گولیاں تمہارے پیٹ میں اتار دوں گا جہاں سے خون کی بجائے تمہارے وچ ڈاکٹروں کی بدروحیں نکلنا شروع ہو جائیں گی"۔ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ ادھر جولیا اور تھریسیا ایک دوسرے پر حملے کے لئے تیار تھیں۔ تھریسیا نے اپنی گردن کو دائیں بائیں جھٹکا اور پھر اس نے اچانک تیزی سے جولیا کی طرف آ کر اپنے جسم کو گھمایا اور اپنی ٹانگ اٹھا کر جولیا کے پیٹ میں ماری۔ جولیا پہلے سے ہی ہوشیار تھی۔ اس نے الٹی قلابازی کھا کر تھریسیا کے خطرناک حملے سے خود کو بچا لیا تھا۔ وہ قلابازی کھا کر جیسے ہی سیدھی ہوئی تھریسیا چھلانگ لگا کر اس کے قریب آ گئی۔ اس سے پہلے کہ جولیا اپنا بچاؤ کرتی تھریسیا نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے پوری قوت سے اچھال دیا۔ جولیا اڑتی ہوئی کار کی چھت پر جا گری۔

تھریسیا نے بھی کار پر چڑھنے کے لئے چھلانگ لگائی مگر اسی وقت جولیا کی ٹانگ حرکت میں آئی اور تھریسیا رول ہوتی ہوئی سڑک پر جا گری۔ اسی لمحے جولیا نے اٹھ کر تیزی سے اس پر چھلانگ لگا دی۔ فضا میں اس نے گھٹنے اس انداز میں موڑ لئے تھے جیسے وہ تھریسیا پر گھٹنوں کے بل گر کر اس کے سینے کی ہڈیاں توڑنا چاہتی ہو۔ لیکن اس کے مقابلے میں بھی تھریسیا تھی۔ جیسے ہی جولیا نیچے آئی اس نے دونوں ٹانگیں موڑ کر اپنے پاؤں جولیا کے گھٹنوں پر مار دیئے۔ جولیا کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر سڑک پر جا گری۔ مگر اس نے اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی تھی۔ تھریسیا بھی تیزی سے کروٹیں بدل کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے چہرے غصے اور نفرت سے بگڑے ہوئے تھے۔ نہایت غضبناک نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتی ہوئیں وہ ایک بار پھر خوفناک انداز میں جھپٹ پڑیں اور بھوکی شیرنیوں کی طرح لڑنے لگیں۔ دونوں انتہائی مہارت سے اور نہایت خوفناک انداز میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہی تھیں۔ کبھی جولیا تھریسیا کو اٹھا کر پٹخ دیتی کبھی تھریسیا جولیا کو اٹھا کر دور پھینک دیتی۔ خونخوارانہ انداز میں لڑتے ہوئے ان دونوں کے چہرے لہولہان ہو چکے تھے۔ ان کی خوفناک لڑائی نہ صرف جوزف اور سلیمان بلکہ فروسیا اور کیٹ ون بھی دم سادھے دیکھ رہی تھیں۔

دونوں کا پلہ برابر تھا۔ اس قدر شدید اور خوفناک انداز میں لڑتے ہوئے ان میں سے کسی کے چہرے پر نہ شکست کے آثار دکھائی دے

رہے تھے اور نہ ہی تھکن ان پر غالب آئی تھی۔ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑی تھیں۔ اچانک جولیا دائیں جانب جھکی۔ تھریسیا اس کا وار بچانے کے لئے تیزی سے بائیں جانب ہوئی اور یہیں وہ مار کھا گئی۔ جولیا نے نہایت تیزی سے پہلو بدل کر بائیں جانب چھلانگ لگائی اور اس نے سر کی زوردار ٹکر تھریسیا کے ناک پر ماری۔ تھریسیا بری طرح سے لڑکھڑا گئی۔ اس کی ناک سے خون بہہ نکلا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی جولیا نے لیفٹ ہک اس کے بائیں جبڑے پر رسید کر دیا اور تھریسیا کے ذہن میں آندھیاں چلنا شروع ہو گئیں۔ اس کی آنکھوں کی سرخی اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ جولیا اسے دوسرا مکا مارنے ہی لگی تھی کہ اچانک تھریسیا نے پھرتی سے اس کا بازو پکڑا اور اسے گھما کر اپنے پیچھے لے آئی مگر جولیا نے بھی کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بل کھایا اور تھریسیا اس کے سر پر سے ہوتی ہوئی کار سے جا ٹکرائی۔ اس بار تھریسیا کو زبردست چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی جولیا کی زوردار فلائنگ کک اس کے سینے پر پڑی اور تھریسیا ایک بار پھر چیختی ہوئی کار سے ٹکرا کر زمین پر جا گری۔ اس کے سارے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑ گئی تھی۔

جولیا نے آگے بڑھ کر اس کے جبڑوں پر ٹھوکر مارنا چاہی لیکن تھریسیا نے جلدی سے اس کا پاؤں پکڑ کر اسے پیچھے دھکیل دیا۔ جولیا لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی مگر پھر اس نے تیزی سے تھریسیا پر چھلانگ لگا دی اور تھریسیا پر گر کر اس کی گردن دبوچ لی۔ تھریسیا اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن جولیا پر تو جیسے دیوانگی طاری ہو گئی تھی۔ اس نے سر کی ٹکریں تھریسیا کے چہرے پر بری طرح سے مارنا شروع کر دی تھیں اور تھریسیا کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے ماحول گونجنے لگا تھا۔ پھر جولیا کا جچا تلا ہاتھ تھریسیا کی کنپٹی پر پڑا اور تھریسیا کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے اور وہ ساکت ہو گئی۔

تھریسیا کو ساکت دیکھ کر فروسیا اور کیٹ ون بوکھلا کر اس کی طرف بڑھیں مگر جوزف تیزی سے ان کے سامنے آ گیا۔

" خبردار، اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا"۔ اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں، اگر تم میں سے کسی نے حرکت کی تو میں گولی چلا دوں گا۔ حالانکہ مجھے پستول چلانا نہیں آتا لیکن پھر بھی خبردار"۔ سلیمان نے دونوں ہاتھوں سے پستول تھام کر ان کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

" جوزف انہیں گولی مار دو"۔ جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر فروسیا اور کیٹ ون چونک پڑیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتیں جوزف نے اچانک کیٹ ون پر گولی چلا دی۔ گولی کیٹ ون کی عین پیشانی پر لگی تھی اور کیٹ ون کی کھوپڑی توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔ وہ اچھل کر زمین پر جا گری۔ اس کے سر سے خون نکل نکل کر اس کے گرد پھیلنے لگا۔ یہ دیکھ کر فروسیا کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں مجھے مت مارنا۔ مم، میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔ مم میں، میں ...." اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں تم کیوں نہیں مرنا چاہتی۔ تمہیں مرنے سے ڈر لگتا ہے کیا"۔ سلیمان نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"نن نہیں، ہاں۔ ہاں مجھے واقعی موت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ مجھے مت مارو پلیز۔ میں یہاں سے بھاگ جاتی ہوں، مم، میں پھر کبھی بھول کر بھی پاکیشیا کا رخ نہیں کروں گی۔ مجھے جانے دو پلیز۔ پلیز"۔ فروسیا کا جسم خوف کی زیادتی سے بری طرح سے لرز رہا تھا۔ شاید تھریسیا کو جولیا کے ہاتھوں شکست کھاتے اور کیٹ ون کو جوزف کے ہاتھوں ہلاک ہوتے دیکھ کر وہ واقعی گھبرا گئی تھی۔

"کیا تم شادی شدہ ہو"۔ اچانک سلیمان نے اس سے پوچھا۔ وہ اچھل کر اچانک جوزف کے سامنے آگیا تھا۔ اس کے اس احمقانہ سوال پر جوزف اسے بری طرح گھور کر رہ گیا۔

"سلیمان پیچھے ہٹو ورنہ میں سچ مچ تمہیں گولی مار دوں گا"۔ جوزف نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابے مخبر کالیے۔ تیرے رنگ کے ساتھ تیرا تو مستقبل بھی تاریک ہے کم از کم مجھے تو اپنے مستقبل میں اجالا کر لینے دے۔ ہاں تو مس اجالا آپ شادی شدہ ہیں یا میری طرح صرف شدہ ہی شدہ ہیں"۔ سلیمان نے گردن موڑ کر پہلے جوزف سے اور پھر فروسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نن نہیں، میں شادی شدہ نہیں ہوں۔ کک، کیوں"۔ فروسیا نے جلدی سے کہا۔

"اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرو تو میں اس کالے دیو سے تمہاری جان بچا سکتا ہوں ورنہ یہ آدم خور درندہ تم جیسی حسین لڑکیوں کو ہلاک کر کے ان کا گوشت بڑی رغبت سے کھاتا ہے"۔ سلیمان نے اس کے سامنے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"سلیمان، یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا"۔ جولیا نے اس کی بات سن کر غصے سے کہا۔

"مس جولیا"۔ سلیمان نے کچھ کہنا چاہا مگر جولیا نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے ریوالور لے لیا اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے دو گولیاں فروسیا کے سینے میں اتار دیں۔ فروسیا کے حلق سے کربناک چیخیں نکلیں اور وہ زمین پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگی جولیا نے اس پر ایک اور گولی چلا دی۔ فروسیا کے تڑپتے ہوئے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یکلخت ساکت ہو گئی۔

جولیا کا چہرہ نفرت سے بھرا ہوا تھا۔ اس وقت وہ واقعی ایک خونخوار شیرنی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ ریوالور لئے تھریسیا کی جانب پلٹی۔ شاید وہ اسے بھی گولیاں مار کر ہلاک کرنا چاہتی تھی لیکن وہ جیسے ہی پلٹی بری طرح سے چونک اٹھی کیونکہ جہاں وہ تھریسیا کو بے ہوش چھوڑ کر آئی تھی وہ جگہ خالی نظر آرہی تھی۔ شاید تھریسیا اس کے زوردار حملوں سے بچنے کے لئے جان بوجھ کر بے ہوش بن گئی تھی اور جیسے ہی

جولیا اسے چھوڑ کر جوزف اور سلیمان کی جانب گئی۔ وہ اٹھ کر وہاں سے بھاگ نکلی تھی۔ سامنے ایک طرف چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے تھے جبکہ سڑک کی دوسری جانب نشیب میں درختوں کی کثرت تھی۔ جس جگہ جولیا تھریسیا کو بے ہوش چھوڑ کر آئی تھی اس طرف درختوں کی بہتات تھی۔ تھریسیا شاید اسی طرف گئی تھی۔ درختوں کی اس کثیر تعداد میں اس وقت اسے تلاش کرنا بے وقوفی ہی تھی۔

" ہونہہ بھاگ گئی بزدل کہیں کی "۔ جولیا حلق کے بل غرائی اور اس نے ریوالور جوزف کی جانب اچھال دیا۔ جسے جوزف نے کیچ کر کے اپنے ہولسٹر میں ڈال لیا۔ پہلا ریوالور وہ پہلے ہی ہولسٹر میں رکھ چکا تھا۔

" جوزف ان دونوں کی لاشوں کو ان کی کار میں ڈالو کار کو ڈرائیو کر کے آگے لے جاؤ۔ آگے گہری کھائیاں ہیں ان میں کار کو لاشوں سمیت پھینک دینا۔ میں اور سلیمان دوسری کار میں تمہارے پیچھے آ رہے ہیں "۔ جولیا نے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مس "۔ جوزف نے سر ہلا کر کہا اور زمین پر پڑی ہوئی کیٹ ون اور فروسیا کی لاشوں کو اٹھا کر ان کی کار میں ڈالنے لگا۔ جولیا نے ایک بار پھر درختوں کی جانب تھریسیا کی تلاش میں نظریں دوڑائیں مگر تھریسیا شاید وہاں سے کافی دور نکل گئی تھی۔

" آؤ سلیمان "۔ اس نے سلیمان سے کہا اور رومال سے اپنا چہرہ صاف کرتی ہوئی اپنی کار میں آ بیٹھی۔ سلیمان برے برے منہ بناتا ہوا

اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا کا غصہ دیکھ کر اس میں بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

جوزف نے دونوں لڑکیوں کی لاشیں کار میں ڈالیں اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار اسٹارٹ کر کے اس نے آگے بڑھا دی۔ جولیا نے بھی کار اسٹارٹ کی اور جوزف کی کار کے پیچھے ڈال دی اور دونوں کاریں ایک بار پھر اپنی منزل کی جانب رواں ہو گئیں۔

کوٹھی سے نکلتے ہی تھریسیا نے اچانک سنگ ہی اور شاؤل کے ساتھ جانے کا پروگرام بدل دیا تھا۔

" تم لوگ چلو۔ میں فروسیا اور کیٹ ون کو لے کر لیبارٹری کچھ دیر بعد پہنچ جاؤں گی۔ ویسے بھی لیبارٹری میں ہمارا اکٹھے جانا مناسب نہ ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ میرا خدشہ درست ثابت ہو اور لیبارٹری میں ہمارے لئے کوئی جال پھیلایا گیا ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم وہاں الگ الگ جائیں"۔ تھریسیا نے کہا اور سنگ ہی نے اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے سر ہلا دیا تھا جبکہ عمران کا دل چاہ رہا تھا کہ اس وقت تھریسیا کی گردن پکڑے اور اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دے۔ کمبخت حد سے زیادہ شکی مزاج واقع ہوئی تھی۔ کسی طور پر اس کا ذہن کرنل بلیک کی طرف سے مطمئن ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

تھریسیا نے اپنی کار نکالی اور اسے لے کر کوٹھی سے نکلتی چلی گئی۔

جبکہ سنگ ہی اور عمران وہاں موجود دوسری کار میں آ بیٹھے۔

" شاؤل کار تم چلاؤ"۔ سنگ ہی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلا کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے کار کوٹھی سے نکلی اور مڑ کر نہایت تیزی سے مین روڈ کی طرف دوڑنے لگی۔ تھریسیا کے الگ ہو جانے کی وجہ سے عمران ایک بار پھر ذہنی طور پر الجھ گیا تھا۔ اس نے لیبارٹری میں ان کے خلاف جو جال بچھایا تھا تھریسیا اس جال سے صاف بچتی دکھائی دے رہی تھی۔ لیکن بہرحال اب وہ کیا کر سکتا تھا۔ وہ خاموشی سے کار ڈرائیو کرتا رہا۔

چاکورا ایک طویل پہاڑی سلسلہ تھا جہاں چھوٹی بڑی پہاڑیاں دور دور تک پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ انہی پہاڑیوں کے دامن میں ایک جگہ مصنوعی جھیل بنی ہوئی تھی۔ اس جھیل تک پہنچنے کے لئے پہاڑیوں کے درمیان سے راستے بنائے گئے تھے اور جھیل کے قریب چند چیک پوسٹیں بھی تھیں جہاں ہر گزرنے والے کی خصوصی چیکنگ کی جاتی تھی لیکن سنگ ہی کے بابت عمران نے وہاں سب کو خصوصی طور پر ہدایات دے رکھی تھیں اس لئے جب کوئی چیک پوسٹ آتی عمران کار سے ہاتھ نکال کر ہاتھ کے اشارے سے وکٹری کا نشان بنا دیتا۔ جس کی وجہ سے اس کے لئے راستے کھول دیئے جاتے۔

" بہت خوب۔ واقعی اچھا انتظام کر رکھا ہے انہوں نے۔ اگر ان چیک پوسٹوں پر تمہارے آدمیوں نے جگہ نہ سنبھالی ہوتی تو اس طرف آنا تو کجا ہم گزر بھی نہیں سکتے تھے"۔ سنگ ہی نے عمران کی

تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"جن آدمیوں کو ہم نے لیبارٹری میں لے جانا ہے وہ کہاں ہیں"۔ سنگ ہی نے پوچھا اور اس کی بات سن کر عمران بری طرح چونک اٹھا۔ لیبارٹری میں وہ سیٹ اپ تبدیل کر چکا تھا۔ اسے اس بات کا خیال ہی نہیں آیا تھا کہ سنگ ہی اس سے یہ سوال بھی کر سکتا ہے۔ واقعی اس سے غلطی سرزد ہو گئی تھی۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں یا لیبارٹری میں کام کرنے والے آدمیوں کو اسے باہر بلا لینا چاہئے تھا۔ جب بلیک زیرو کرنل بلیک کے روپ میں لیبارٹری میں داخل ہونے کا سپیشل وے کھولتا تو وہ انہیں اپنے ساتھ لیبارٹری میں لے جاتے۔

"حفظ ماتقدم کے طور پر میں نے انہیں پہاڑیوں میں چھپا رکھا ہے۔ جب کرنل بلیک لیبارٹری کا راستہ کھولیں گے تو میں انہیں بلا لوں گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہونہہ، تھریسیا کی طرح لگتا ہے تمہارے دماغ میں بھی شک کا کیڑا گھس گیا ہے۔ اگر عمران زندہ ہوتا یا سیکرٹ سروس نے ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانا ہوتا تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم اسی طرح لیبارٹری کی طرف سفر کر رہے ہوتے"۔ سنگ ہی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

کار مختلف ٹیلوں کے درمیان بنے ہوئے راستوں سے ہوتی ہوئی ایک کھلے میدان میں آگئی۔ سامنے ایک کافی بڑی جھیل بنی ہوئی تھی اور ایک کچا راستہ اس جھیل میں جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران

نے کار کچے راستے پر اتاری اور کار جھیل کے قریب لے گیا اور جھیل سے پندرہ بیس گز کے فاصلے پر روک لی۔

"کیا لیبارٹری کا راستہ اس جھیل کے نیچے ہے"۔ سنگ ہی نے حیرانی سے جھیل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں وہ دیکھئے جھیل سمٹ رہی ہے"۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ سنگ ہی نے دیکھا واقعی جھیل کا پانی متحرک ہو گیا تھا اور ایک دائرے کی صورت میں سمٹ رہا تھا۔ جھیل کے عین وسط میں ایک بھنور سا بن رہا تھا۔ جس سے پانی نیچے اترتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"پاکیشیا نے اس قدر ترقی کر لی ہے۔ بہت خوب۔ اتنی بڑی مصنوعی جھیل اور اس کے نیچے لیبارٹری، حیرت انگیز، انتہائی تعجب انگیز۔ واقعی یہ لوگ ترقی کے میدان میں کافی تیزی سے آگے بڑھتے جا رہے ہیں"۔ سنگ ہی نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جھیل کے سمٹتے ہوئے پانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔

چند ہی لمحوں میں وہاں سے جھیل کا پانی یوں غائب ہو گیا جیسے کبھی وہاں اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ کیونکہ زمین کے جتنے حصے میں پانی پھیلا ہوا تھا۔ اس کے غائب ہونے کے بعد جو زمین دکھائی دے رہی تھی وہ بالکل خشک تھی۔ جیسے وہاں پانی کا ایک قطرہ بھی کبھی نہ پڑا ہو۔

ابھی سنگ ہی حیرت سے خشک زمین کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک

اسے زمین سے ایک بہت بڑی چٹان ابھرتی ہوئی دکھائی دی۔ جس طرح سمندر سے آبدوز آہستہ آہستہ باہر آتی ہے اسی طرح وہ چٹان بھی زمین سے باہر نکل رہی تھی۔ چٹان بہت بڑی تھی۔ کافی بلند ہو کر وہ زمین سے نکلنا بند ہو گئی اور پھر اچانک سامنے سے وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی پھر اس میں ایک کافی بڑا خلا نمودار ہو گیا۔ عمران اور سنگ ہی نے اس چٹان میں ایک بڑے کمرے کو دیکھا۔ تب عمران کار بڑھا کر اس میں لے گیا۔

"یہ کیا تم کار کو اندر کیوں لے آئے ہو۔ کرنل بلیک باہر کیوں نہیں آیا۔ سنگ ہی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری، مم میں سمجھا تھا کہ کار اندر لے جانی ہے"۔ عمران نے جان بوجھ کر بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا اور بیک گیئر لگانے ہی لگا تھا کہ پیچھے دہانہ ہلکی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بند ہوتا چلا گیا۔

"اوہ، دروازہ تو بند ہو گیا ہے۔ اب کیا کریں"۔ عمران نے اسی انداز میں سنگ ہی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہونہہ، دیکھا جائے گا"۔ سنگ ہی غرایا۔ اس نے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں سے ایک لمبا اور چپٹی نال والا پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا جا رہا ہو۔ فرش کافی دیر تک نیچے اترتا رہا پھر ہلکے سے جھٹکے سے رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور اس بار سامنے سے دروازہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر سنگ ہی جلدی سے کار سے اتر کر باہر آ گیا۔

"اپنا اسلحہ لے کر باہر آ جاؤ۔ جیسے ہی کوئی خطرہ محسوس کرو بے دریغ اسلحہ استعمال کرنا۔ ہمیں ہر صورت میں لیبارٹری پر قبضہ کرنا ہے چاہے اس کے لئے ہمیں یہاں لاشوں کے ڈھیر ہی کیوں نہ لگانے پڑیں۔ سنگ ہی نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔ تھریسیا کی طرح اب شاید اس کے ذہن میں بھی شک کا کیڑا کلبلانے لگا تھا۔ عمران نے سر ہلا کر جیب سے پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور کار سے اتر آیا۔

سنگ ہی کے اشارے سے وہ دیوار کے ساتھ لگ گیا تھا۔ سنگ ہی بھی لمبی اور چپٹی نال والا پستول لئے دیوار کے ساتھ چپک گیا تھا۔ سامنے راستہ کھل گیا تھا اور دور تک ایک طویل سرنگ جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ سرنگ پختہ سیمنٹ کی تھی اور اچھی خاصی روشن تھی۔

"راستہ تو بالکل صاف ہے۔ سرنگ کافی طویل ہے کیا خیال ہے باس کار آگے لے جائیں"۔ عمران نے سنگ ہی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ نجانے کیوں مجھے بھی اب ایک انجانا سا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ کار کو یہیں رہنے دو اور آگے بڑھو۔ میں تمہارے پیچھے آتا ہوں"۔ سنگ ہی نے کہا اور عمران دل ہی دل میں اس کے خدشے پر ہنسنے لگا۔

"ٹھیک ہے باس"۔ عمران نے کہا اور پھر چوکنے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ سرنگ میں چند قدم بڑھ کر وہ رک گیا اور غور سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"سب اوکے ہے باس۔یہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ عمران نے کہا اور سنگ ہی سر ہلاتا ہوا سرنگ میں آ گیا۔

"ہونہہ، راستہ تو صاف ہے تو کرنل بلیک خود یہاں کیوں نہیں آیا"۔ سنگ ہی نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور تیز نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔اسی لمحے ان کے پیچھے راستہ بند ہو گیا۔

"ہم کار لے آتے تو بہتر ہوتا باس۔راستہ خاصا طویل معلوم ہوتا ہے۔ یہ راستہ شاید گاڑیوں کو لیبارٹری تک لے جانے کے لئے بنایا گیا ہے"۔ عمران نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کی خاطر کہا۔

"اگر لیبارٹری پر واقعی کرنل بلیک کا قبضہ ہے تو گاڑی بھی اندر آ جائے گی۔ تم سے زیادہ اس گاڑی کی مجھے فکر ہے احمق۔ مطلوبہ سامان اس کار کی ڈگی میں ہے"۔ سنگ ہی نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران یوں سہم گیا جیسے وہ واقعی سنگ ہی کے غصے سے ڈرتا ہو۔

وہ دونوں کافی دیر سرنگ میں چلتے رہے پھر ان کے سامنے ایک سپاٹ دیوار آ گئی۔ جیسے ہی سنگ ہی آگے بڑھا عمران نے اپنے قدم پیچھے ہی روک لئے۔ سنگ ہی دیوار کے پاس چلا گیا اور غور سے دیوار کی بناوٹ دیکھنے لگا۔اسی لمحے اچانک سنگ ہی کے پیروں تلے سے یوں زمین نکل گئی دوسرے ہی لمحے وہ اس خلا میں گر کر وہاں سے غائب اس کی گیا تھا۔ عمران جو چند قدم پیچھے رک گیا تھا، نے دیوار پر لگے ہوئے ایک خفیہ بٹن کو دبا کر وہاں خلا بنایا تھا۔جیسے ہی سنگ ہی اس خلا میں گرا عمران نے اس بٹن کو دوبارہ دبا دیا تو زمین میں نمودار ہونے والا خلا خود بخود بند ہو گیا۔اس کے چہرے پر اب قدرے سکون نظر آ رہا تھا۔

بلیک زیرو اس وقت لیبارٹری کے آپریشن روم میں بیٹھا تھا۔ اس نے شاؤل کے روپ میں عمران اور سنگ ہی کو لیبارٹری میں آنے والی سرنگ میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اس کے سامنے دیوار پر ایک بڑی سکرین روشن تھی جس میں نہ صرف عمران اور سنگ ہی واضح دکھائی دے رہے تھے بلکہ ان کے درمیان جو باتیں ہو رہی تھیں بلیک زیرو وہ بھی بخوبی سن رہا تھا۔

جب عمران نے دیوار میں لگا ہوا خفیہ بٹن دبا کر سنگ ہی کو تہہ خانے میں گرایا تو وہ چونک اٹھا۔ عمران کے چہرے پر اطمینان کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر بلیک زیرو نے سامنے مشین پر موجود کئی بٹنوں میں سے دو سبز رنگ کے بٹن دبائے اور اپنی جگہ سے اٹھ کر لیبارٹری کے مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ اس سرنگ میں آگیا جہاں شاؤل کے روپ میں عمران موجود تھا۔

"یہ کیا عمران صاحب۔ آپ نے سنگ ہی کو تہہ خانے میں کیوں گرا دیا۔ آپ تو اسے لیبارٹری میں لانے والے تھے اور ہر کام اس کی مرضی کا کرانا چاہتے تھے"۔ اس نے عمران سے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"سنگ ہی اور تھریسیا کو شک ہو گیا تھا کہ لیبارٹری میں ان کے خلاف جال بچھایا گیا ہے۔ تھریسیا کو تو تمہاری آواز سن کر شک ہوا تھا اس لئے وہ ہم سے علیحدہ ہو گئی ادھر تم سنگ ہی کا استقبال کرنے کے لئے لیبارٹری سے باہر نہیں آئے۔ اس وجہ سے سنگ ہی کو بھی لیبارٹری میں گڑبڑ کا یقین ہو گیا تھا۔ وہ پوری تیاری کر کے آیا تھا۔ اگر تم اس کے سامنے آجاتے تو وہ یقیناً پہچان لیتا کہ تم کرنل بلیک نہیں ہو۔ اس نے سپر ٹی ون ریز فائر کرنے والی گن نکال لی تھی۔ جسے چلانے کا اسے اگر موقع مل جاتا تو لیبارٹری کو خاصا نقصان پہنچ سکتا تھا۔ دوسرے میں اس سے کہہ چکا تھا کہ لیبارٹری میں کام کرنے والے آدمی لیبارٹری سے باہر ہیں۔ لیبارٹری میں داخل ہو کر وہ جب کام کرنے والے افراد کو دیکھتا تو وہ یقیناً گن ریز کو استعمال کرتا۔ اس کے عزائم بے حد خطرناک تھے اس لئے میں نے اسے مزید مہلت دینا مناسب نہ سمجھا اور اسے تہہ خانے میں گرا دیا۔ اس تہہ خانے کو ان جیسے خطرناک مجرموں کے لئے ہی یہاں بنوایا تھا۔ وہ جیسے ہی تہہ خانے کی تہہ سے ٹکرائے گا حفاظتی سسٹم کے تحت وہاں راگم گیس فائر ہو جائے گی اور وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو جائے گا۔ پہلے میں اسے

دھوکے میں رکھ کر سارے کام واقعی اس سے کرانا چاہتا تھا۔ اور اسے لیبارٹری میں رکھ کر اس کے ممکنہ حملے سے لیبارٹری کو محفوظ رکھنا چاہتا تھا مگر ان کے شک نے سارا معاملہ بگاڑ دیا۔ بہرحال مقصد سنگ ہی کو قابو کرنے کا تھا۔ ویسے نہ سہی ایسے سہی"۔ عمران نے کہا۔

"تھریسیا۔ کیا وہ بھی آئے گی"۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"آنا تو اسے ہے۔ مگر وہ سنگ ہی سے زیادہ چالاک اور خطرناک ہے۔ وہ فروسیا کو لینے گئی ہے۔ کرنل بلیک سے فروسیا کے گہرے تعلقات ہیں وہ تمہیں ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں پہچان لے گی۔ اس لئے اب اسے لیبارٹری میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ تم ممبروں کو لیبارٹری سے باہر بھیج دو۔ میں ان کے ساتھ تھریسیا کو کور کرنے کی کوشش کروں گا اور ہاں سرنگ کے باہر لفٹ میں سنگ ہی کی جو کار کھڑی ہے اس کی ڈگی میں میزائل آپریشن کا تمام خطرناک سامان موجود ہے۔ ڈاکٹر عبدالباسط کے ساتھ مل کر ان چیزوں کو اپنے قبضے میں لے لو۔ کرنل بلیک کو بھی تہہ خانے میں پھینک دو اور اسے اس وقت تک بے ہوش رکھنا ہے جب تک ہمارا میزائل پروگرام مکمل نہیں ہو جاتا"۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلانے لگا۔ عمران نے اسے مزید ہدایات دیں اور پھر وہ سرنگ کے راستے لیبارٹری سے باہر جانے کے لئے مڑ گیا جبکہ بلیک زیرو لیبارٹری کی جانب مڑ گیا۔

جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے بالکل اسی طرح سنگ ہی کے ذہن میں ایک چھوٹا سا جگنو چمکا تھا جو بتدریج پھیلتا چلا گیا اور سنگ ہی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اسے سب سے پہلے جو احساس ہوا وہ اس کے بندھے ہونے کا احساس تھا۔ اس نے گھبرا کر دیکھا وہ واقعی ایک راڈز والی کرسی میں بری طرح سے جکڑا ہوا تھا۔ راڈز اور کلپ اس قسم کے تھے کہ اس کے ہاتھ پاؤں کے ساتھ اس کی گردن بھی کسی شکنجے میں تھی۔ وہ سوائے گردن ہلا کر ادھر ادھر دیکھنے کے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

اس کے ساتھ ایسی ہی ایک کرسی اور تھی جس میں تھریسیا جکڑی ہوئی تھی۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی شاید وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔ جس کمرے میں وہ موجود تھے وہ خاصا بڑا اور ہوادار تھا۔ خود کو راڈز والی کرسی میں جکڑا دیکھ کر اور تھریسیا کو بھی وہاں موجود پا کر

سنگ ہی کے دل و دماغ میں دھماکے ہونے لگے تھے۔ پچھلا منظر کسی فلم کی طرح اس کے سامنے آگیا جب وہ اپنے ساتھی شاؤلی کے ہمراہ لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے سرنگ میں جا رہا تھا۔ دیوار کے سرے پر پہنچتے ہی اس کے قدموں سے زمین نکل گئی تھی اور اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ کسی انتہائی گہرے اور اندھے کنوئیں میں گرتا جا رہا ہو۔ اور اب وہ اس بڑے کمرے میں بندھا ہوا تھا۔ جہاں نہ صرف وہ تھا بلکہ تھریسیا بھی موجود تھی۔ جسے وہاں موجود پا کر سنگ ہی کو واضح یقین ہو گیا تھا کہ ان کا مشن مکمل طور پر فیل ہو چکا ہے۔

اس مشن کو ناکام کرنے میں یقینی طور پر عمران کا ہی ہاتھ تھا۔ اس کے علاوہ اس پر اور تھریسیا پر ہاتھ ڈالنا کسی اور کے بس کی بات نہیں تھی۔ اس لحاظ سے تھریسیا کے خدشات بے بنیاد ثابت نہیں ہوئے تھے کہ عمران زندہ ہے۔

اب وہ نجانے کہاں قید تھا اور اسے یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کتنے عرصے تک بے ہوش رہا تھا۔ اس کے ساتھ جو ہوا تھا سو ہوا تھا لیکن تھریسیا کو عمران نے کہاں سے پکڑا تھا۔ یہ بات تو اب یقیناً تھریسیا ہی ہوش میں آکر بتا سکتی تھی"۔ سنگ ہی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران کے زندہ ہونے کا یقین سنگ ہی کو اپنی بندشیں دیکھ کر زیادہ ہوا تھا۔ اس کا جسم دبلا پتلا اور لچکدار تھا کسی بھی بندش سے آزاد کرا لینا اس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا مگر جس طرح اسے راڈز والی کرسی

پر اور رسیوں کی مدد سے باندھا گیا تھا اس مخصوص انداز کو عمران کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ کیونکہ عمران اس انداز میں اسے اور تھریسیا کو پہلے بھی کئی بار باندھ چکا تھا اور ان بندشوں سے خود کو آزاد کرا لینا سنگ ہی اور تھریسیا کے لئے واقعی مشکل تھا۔ سنگ ہی کے ہاتھ پر موجود گھڑی کے ساتھ ساتھ اس کے گلے کا لاکٹ اور اس کے جوتے تک غائب تھے۔ تاکہ وہ کسی چھوٹے سائنسی آلے کی مدد سے خود کو کسی طرح آزاد نہ کرا لے۔

سنگ ہی کو اپنے مشن کی ناکامی پر شدید رنج اور افسوس ہو رہا تھا کیونکہ زیرولینڈ ہیڈ کوارٹر سے بات کرتے ہوئے اس پر واضح کر دیا گیا تھا کہ اگر وہ اور تھریسیا اس مشن میں ناکام ہوئے تو ان پر زیرولینڈ میں داخل ہونے پر پابندی لگا دی جائے گی اور اسے کسی بھی طور پر زیرولینڈ میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔

سنگ ہی پریشانی کے عالم میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک تھریسیا کی کراہ سن کر وہ چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔ تھریسیا کا سر ہل رہا تھا وہ شاید ہوش میں آرہی تھی۔ وہ چند لمحے ادھر ادھر سر مارتی رہی پھر اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ خود کو جکڑے ہوئے اور قریب سنگ ہی کو بندھا ہوا دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی۔

"یہ۔ یہ۔ مم، میں یہاں بندھی ہوئی کیوں ہوں اور سنگ تم یہاں۔ یہ کون سی جگہ ہے اور۔ اور......" تھریسیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ سب اس ولد حرام کی بدولت ہوا ہے۔ تمہارے خدشات بالکل صحیح تھے تھریسیا۔ وہ کمبخت ابھی زندہ ہے"۔ سنگ ہی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بے بسی سے کہا۔

"عمران۔ کک، کیا واقعی عمران زندہ ہے۔ اوہ مم، مگر......." اس نے اور زیادہ بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور ہمارا مشن ناکام ہو چکا ہے۔ میں اور تم یہاں موجود ہیں اور جس انداز میں ہمیں باندھا گیا ہے کیا اس سے تمہیں یقین نہیں ہو رہا کہ عمران زندہ ہے"۔ سنگ ہی نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ، اوہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس انداز میں واقعی سوائے عمران کے ہمیں اور کوئی نہیں باندھ سکتا۔ لیکن، اوہ۔ اوہ اس کا مطلب ہے میرے ذہن میں جس بات کا خطرہ تھا وہ کھل کر سامنے آگیا ہے۔ اوہ یہ تو بہت برا ہوا۔ بہت برا"۔ تھریسیا پریشانی کے عالم میں کہتی چلی گئی۔

"ہاں واقعی ہمارے ساتھ بہت برا ہوا ہے۔ اس مشن کی ناکامی کی وجہ سے ہمارے لئے واپس زیرولینڈ جانے کے بھی تمام راستے بند ہو چکے ہیں"۔ سنگ ہی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کک، کیا مطلب"۔ تھریسیا نے چونک کر پوچھا اور سنگ ہی نے اسے ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی بات بتا دی جسے سن کر تھریسیا کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔

"تم تو فروسیا اور کیٹ ون کو لینے ہم سے علیحدہ ہو گئی تھی پھر تم

یہاں کیسے نظر آ رہی ہو۔ تمہیں یہاں کون لایا ہے کیا تمہارا سامنا عمران سے نہیں ہوا تھا"۔ چند لمحے توقف کے بعد سنگ ہی نے تھریسیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں فروسیا اور کیٹ ون کو لے کر لیبارٹری کی جانب آ رہی تھی کہ راستے میں میری سیکرٹ سروس کی رکن جولیا سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی۔ اسے زندہ دیکھ کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ میری اس کے ساتھ زبردست فائٹ ہوئی اور بدقسمتی سے میں اس کے ہاتھوں مار کھا گئی۔ اس نے فروسیا اور کیٹ ون کو بھی مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے مجھے وہاں سے فرار ہونا پڑا۔ جولیا کی بات سے تو پتہ چلتا تھا کہ واقعی عمران مر چکا ہے۔ لیکن اب سمجھ آ رہا ہے کہ عمران نے مرنے کا جان بوجھ کر ڈرامہ کیا تھا اور اسے واقعی کسی طرح ہمارا اور ہمارے مشن کا پتہ چل چکا تھا۔ اس لئے وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا اور خفیہ طور پر ہمارے خلاف کام کرتا رہا۔ بہرحال جولیا سے فائٹ کے بعد مجھے قطعی یقین ہو چکا تھا کہ لیبارٹری میں ضرور کوئی گڑبڑ ہے اور وہاں سیٹ اپ ہماری توقع کے خلاف قائم کیا گیا ہے۔ جو لامحالہ ہمارے لئے ٹریپ تھا۔

فرار ہونے کے بعد میں سیدھی کنگ ہوٹل وائٹ کنگ کے پاس گئی اور اس سے مدد طلب کی۔ میں اس کے آدمی لے کر لیبارٹری پر ریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ اس دوران تم سے بھی واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر تمہاری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو میں

شک یقین میں بدل گیا کہ تمہیں لیبارٹری میں ٹریپ کر لیا گیا ہے۔ کرنل بلیک سے رابطہ پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ وائٹ کنگ نے اپنے سورسز سے لیبارٹری میں کال کی تو اس کی کال باقاعدہ رسیو کی گئی جو فوراً ہی ختم کر دی گئی۔ اب ہمارے پاس لیبارٹری پر ریڈ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا مگر اس سے پہلے کہ ہم ہوٹل سے نکلتے ہوٹل پر اچانک ریڈ کر دیا گیا۔ وہ دس پندرہ افراد تھے اور ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔

ان کا حملہ اس قدر اچانک اور شدید تھا کہ وائٹ کنگ اور اس کے آدمیوں کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا۔ وہ پہلے تو فائرنگ کرتے رہے پھر انہوں نے گیس بم مار کر وہاں موجود سب کو بے ہوش کر دیا جن میں، میں بھی شامل تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا میں نہیں جانتی کیونکہ اس کے بعد مجھے اب ہوش آیا ہے"۔ تھریسیا نے کہا۔ تب سنگ ہی نے بھی اسے بتا دیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

"اوہ، تو تمہارے اس ساتھی شاؤل کا کیا ہوا۔ کیا وہ بھی تمہارے ساتھ تہہ خانے میں گرا تھا"۔ تھریسیا نے پوچھا۔

"اس کا مجھے کچھ پتہ نہیں ہے"۔ سنگ ہی نے جواب دیا۔

"اوہ، تو یہ بات ہے۔ سیکرٹ سروس اور عمران واقعی ہماری سوچ سے کہیں زیادہ تیز اور فعال ہیں۔ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ باقاعدہ جنگ کرنے یا ڈائریکٹ ہاتھ ڈالنے کے بجائے الٹی چال چلی تھی۔ وہ ہمیں لیبارٹری لے جانے تک کسی بھی طرح مشتبہ نہیں

کرنا چاہتے تھے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ ہم کسی نہ کسی طرح فرار ہو جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور جب تک وہ ایس ایس میزائل کا تجرباتی میزائل فائر نہ کر لیتے ہم ان کے لئے کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی کر سکتے تھے۔ دوسرے شاید انہوں نے ہمارے وار ہیڈز اور دوسرے قیمتی سامان بھی قبضہ کرنا تھا اس لئے انہوں نے واقعی ہمارے ساتھ بلی چوہے کا کھیل کھیلا تھا"۔ تھریسیا نے اپنی حماقت پر بل کھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ تو ہے۔ اس لئے اس بار میں نے کوشش کی تھی کہ کسی بھی طرح ان کے سامنے نہ آؤں۔ مگر ہمارا سارا کھیل کرنل بلیک نے بگاڑا ہے۔ اگر وہ علی عمران کے بجائے ڈائریکٹ اپنے کام کی طرف توجہ دیتا تو شاید ہمیں ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ سنگ ہی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ پھر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کمرے میں ایک نوجوان داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر تھریسیا اور سنگ ہی بری طرح سے چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر یکلخت خوشی کی چمک ابھر آئی تھی۔ جیسے آنے والا ان کے لئے نجات کا پیغام لایا ہو۔ کیونکہ وہ ان کا دست راست شاؤل تھا۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبر کانفرنس ہال میں بیٹھے تھے۔ ان میں عمران بھی شاؤل کے روپ میں موجود تھا۔ جولیا اور خاص طور پر تنویر شاؤل کی جانب کینہ توز نظروں سے گھور رہے تھے۔ ایک تو ان سب کو عمران کی جگہ شاؤل کو لیڈر بنانا پسند نہیں آیا تھا دوسرے کنگ ہوٹل پر تھریسیا کی گرفتاری کے لئے شاؤل کے لیڈر بن کر ان سے جو ریڈ کروایا تھا اس وقت اس کا لہجہ ان سب سے بے حد سخت اور تلخ تھا۔ شاؤل ان سے یوں اپنے احکامات پر عملدرآمد کرا رہا تھا جیسے وہ سب اس کے زرخرید غلام ہوں۔ وہ سب ایکسٹو کے حکم کے آگے مجبور تھے ورنہ وہ شاؤل کو یقیناً اُڑے ہاتھوں لیتے۔ شاؤل کی غصیلی طبیعت اور سخت گیری کی وجہ سے وہ سب اس سے سخت بیزار دکھائی دے رہے تھے۔

اس وقت ان کے سامنے میز پر ٹرانسمیٹر آن تھا اور ایکسٹو انہیں

کیس کی تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا۔

"سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کی گرفتاری کے بعد حسب معمول لیبارٹری میں تجرباتی میزائل پر کام ہوتا رہا اور آج اس کا مکمل تجربہ کر لیا گیا ہے اور آپ لوگوں کو یہ جان کر یقیناً خوشی ہو گی کہ ہمارا تجربہ سو فیصد کامیاب رہا ہے"۔ ساری تفصیل بتانے کے بعد ایکسٹو نے کہا۔

"اب آپ لوگ اپنی الجھن مٹانے کے لئے کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہوں تو پوچھ سکتے ہیں"۔ چند لمحے توقف کے بعد ایکسٹو کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ کیا میں یہ پوچھ سکتی ہوں کہ جب سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو گرفتار کر لیا گیا تھا تو انہیں اب تک زندہ کیوں رکھا گیا ہے۔ ان جیسے خطرناک اور خوفناک مجرموں کو زندہ رکھنا کیا پاکیشیا کے مفاد میں ہو گا اور اگر خدانخواستہ وہ ہماری قید سے کہیں نکل بھاگے تو کیا وہ لیبارٹری کو پھر سے نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ کیونکہ لیبارٹری کے محل وقوع اور تمام حفاظتی انتظامات سے نہ صرف سنگ ہی، تھریسیا بلکہ کرنل بلیک بھی واقف ہو چکا ہے۔ وہ کبھی بھی اس لیبارٹری کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"ان تینوں کو واقعی کبھی بھی اور کسی بھی مرحلے پر ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ان مجرموں کو اگر ہلاک کر دیا جاتا تو زیرولینڈ ہماری

لیبارٹری کی تباہی یا اپنے اس مشن کی تکمیل کے لئے کسی اور کو یہاں بھیج سکتے تھے۔ لیبارٹری ہمارے لئے اس وقت تک ضروری تھی جب تک کہ ہم اس میں تجرباتی میزائل بنا کر اس کا کامیاب تجربہ نہ کر لیتے۔ ویسے بھی جس جگہ سے تجرباتی میزائل فائر کئے جاتے ہیں سکائی سیٹلائٹ سے اس جگہ کی نشاندہی آسانی سے ہو جاتی ہے اس لئے کوئی بھی ملک اصل لیبارٹری سے تجرباتی میزائل فائر نہیں کرتا۔ ہمیں شروع سے ہی اس بات کی فکر تھی کہ ہمارے سپر سپیڈ میزائل کا سن کر بڑے بڑے ملکوں کے پیٹ میں درد اٹھ سکتا ہے اس لئے وہ اپنی ہر ممکن کوشش کریں گے کہ اس لیبارٹری کا وجود سرے سے ہی ختم کر دیا جائے اور تجرباتی میزائل کسی بھی طرح فائر نہ ہو۔ یہ تو سنگ ہی اور تھریسیا کی سوچ تھی کہ وہ ہمارے تجرباتی میزائل میں اوریجنل مواد ڈال کر اسے شوگران کی طرف فائر کر دیں گے تاکہ شوگران اور ہمارے برسوں پرانے تعلقات ختم ہو جائیں اور شوگران ہم پر جنگ مسلط کر دے۔ سنگ ہی اور تھریسیا بڑی کامیابی سے اپنی پلاننگ پر عمل کر رہے تھے۔ اگر لیبارٹری سے ان کا آدمی ٹرانسمیٹر پر کال کرتے ہوئے نہ پکڑا جاتا اور کرنل بلیک اگر عمران کو مارنے کی غلطی نہ کرتا تو وہ واقعی خاموشی سے لیبارٹری پر قبضہ کر کے اپنی پلاننگ پر عمل کر سکتے تھے۔ اب وہ تینوں ہمارے قبضے میں ہیں۔ بین الاقوامی مجرموں کو ملک کے قانون کے تحت سزا دی جائے گی۔ یہ بات تو تم سمجھ ہی گئے ہو گے کہ تجرباتی میزائل فائر ہونے کے بعد اس لیبارٹری کو ختم کر

دیا گیا ہے۔ ایس ایس میزائل کی اصل اور بڑی لیبارٹری یہاں سے دور ایسی جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں مجرموں کی پہنچ ناممکن بنا دی گئی ہے"۔ ایکسٹو نے بتایا۔

"باس، اب کیا مسٹر شاؤل مستقل طور پر ہمارے ساتھ کام کریں گے۔ ان کا سیکرٹ سروس میں آئندہ کیا عہدہ ہوگا"۔ جولیا نے کن انکھیوں سے شاؤل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو انتہائی سنجیدہ انداز میں بیٹھا تھا۔

"اس کا فیصلہ تم خود کر لو۔ تم اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہو یا نہیں"۔ ایکسٹو نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ نے انہیں باقاعدہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں بنایا"۔ صفدر نے جلدی سے پوچھا۔ ایکسٹو کی بات سن کر دوسرے ممبروں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے تھے۔

"عمران نہ کبھی پہلے سیکرٹ سروس کا ممبر تھا، نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ گڈ بائی"۔ ایکسٹو نے کہا اور ٹرانسمیٹر بے جان ہو گیا۔ چیف کی بات سن کر وہ سب اس بری طرح سے اچھل پڑے جیسے ایک ساتھ ان کی کرسیوں میں کئی ہزار وولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ وہ سب پھٹی پھٹی آنکھوں سے شاؤل کو دیکھنے لگے۔ جو آنکھیں پٹپٹائے ان سب کو یوں حیران حیران نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کسی الو کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔

"کک، کیا۔ کیا واقعی، آپ عمران صاحب ہیں"۔ صفدر نے

حیرت اور خوشی کے ملے جلے لہجے میں تقریباً چیخنے والے انداز میں کہا۔

" پتہ نہیں۔ قسم لے لو۔ مم، میں خود بھی نہیں جانتا کہ عمران کون ہے"۔ عمران نے پہلے اپنی آواز میں پھر بوکھلائے ہوئے لہجے میں شاؤل کی آواز میں عمران کون ہے کہا اور وہ سب ایک بار پھر اچھل پڑنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے تھے۔ عمران اچانک ان کے سامنے آجائے گا اس کا تو انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

" اوہ، اوہ عمران صاحب آپ۔ تو آپ اتنا عرصہ شاؤل بن کر ہمیں بے وقوف بناتے رہے ہیں۔ آپ زندہ تھے اور ہم یہی سمجھتے رہے کہ آپ۔ آپ......." نعمانی نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

" کہ میں اللہ کو پیارا ہو گیا ہوں اور تنویر کے راستے کا کانٹا نکل گیا ہے۔ اب تنویر کا سر کڑاہی میں ہو گا اور دسوں انگلیاں گھی میں۔ کیوں"۔ عمران نے شرارت سے تنویر اور جولیا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ جولیا کا چہرہ سرخ ہو گیا جبکہ تنویر دھیرے سے مسکرانے لگا تھا۔ دوسرے ممبر بھی عمران کی بات سن کر ہنسنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ عمران نے انہیں بتانا شروع کر دیا کہ ہلاک ہونے والا کون تھا اور وہ اس لئے ان کی نظروں سے غائب ہوا تھا کہ سنگ ہی اور تھریسیا کا اگر ان سے سابقہ پڑ جائے تو ان سے بھی انہیں یہی تصدیق ہوتی کہ واقعی عمران ہلاک ہو چکا ہے تاکہ وہ اپنی پلاننگ بدل کر کسی اور پلاننگ پر عملدرآمد نہ شروع کر دیں چونکہ ایس ایس میزائل تیاری کے آخری

مراحل میں تھا اس لئے وہ کسی بھی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا

" چلو یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ تم نے ہمارے ساتھ مرنے کا ڈرامہ کیوں کیا تھا لیکن جب سنگ ہی اور کرنل بلیک گرفتار ہو چکے تھے اور تم ہمارے ساتھ کنگ ہوٹل میں تھریسیا اور وائٹ کنگ کی گرفتاری کے لئے گئے تھے تب تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا اور ہمارے ساتھ اس قدر سخت اور غصیلا رویہ کیوں اختیار کئے ہوئے تھے"۔ جولیا نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" ایسا میں نے صرف جولیا کی وجہ سے کیا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اگر میں جولیا کے ساتھ سخت رویہ رکھوں تو جولیا میرے بارے میں کیا تاثرات قائم کرتی ہے۔ آخر مجھے ایک روز کسی کا شوہر بننا پڑ گیا تو میں سخت شوہر بن کر کامیاب زندگی گزار سکوں گا یا مجھے اسی طرح احمق اور بے وقوف شوہر بن کر ہی رہنا پڑے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا جھینپ گئی جبکہ ممبروں کے قہقہے نکل گئے تھے۔

" تم کسی اور کے بن کر تو دکھاؤ"۔ جولیا نے بے خیالی میں جلدی سے کہا پھر خود ہی بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس کی بات سن کر ان سب کے قہقہے اور زیادہ تیز ہو گئے جبکہ تنویر برے برے منہ بنانے لگا۔

" اچھا، اب مجھے ذرا اپنے چچا اور نام نہاد محبوبہ سے ملنے جانا ہے۔ وہ بے چارے بھی سوچ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ ہوا کیا ہے۔

مجرم ہی سہی مگر ان کی الجھنیں دور کرنا میرا فرض ہے"۔ عمران نے وہاں سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے، ارے عمران صاحب۔اتنی جلدی۔ابھی تو ہمیں آپ سے بہت کچھ پوچھنا ہے"۔ صفدر نے جلدی سے کہا۔

"تنویر کو میرا شہ بالا بننے کے لئے رضامند کر لو۔ پھر جو پوچھو گے بتا دوں گا"۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے اٹھ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ پہلے تو وہ سب ایک ساتھ زور سے ہنس پڑے۔جبکہ غصے سے تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور جولیا خفیف انداز میں مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔جیسے کہہ رہی ہو کہ وہ عمران کی اس معصوم سی خواہش کو پورا کیوں نہیں کر دیتا۔

"شاؤل تم۔اوہ، بہت خوب۔ تم زندہ ہو اور تمہارے یہاں آنے کا مطلب ہے کہ تمہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ہمیں کس جگہ قید کیا گیا ہے۔آؤ۔آؤ جلدی کرو اور ہمیں یہاں سے نجات دلاؤ"۔سنگ ہی نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"سنگ ہی۔ ہمیں کرنل بلیک نے نہیں اس شخص نے دھوکہ دیا ہے۔۔یہ شاؤل نہیں ہے"۔ تھریسیا جو غور سے شاؤل کی جانب دیکھ رہی تھی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔اس کی بات سن کر سنگ ہی بری طرح سے چونک اٹھا۔جبکہ شاؤل کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ آئی تھی۔

"کیا مطلب، اگر یہ شاؤل نہیں ہے تو کون ہے۔اور تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ یہ۔اوہ، اوہ اس کی آنکھیں۔اوہ عمران، یہ عمران ہے"۔ سنگ ہی نے پہلے حیرت سے پھر جیسے ہی اس نے شاؤل کی آنکھوں میں

دیکھا اس کا رنگ بدل گیا۔ شاؤل کی آنکھیں نیلی تھیں اور جب تک
عمران اس کے ساتھ رہا تھا کنٹیکٹ لینز لگا کر رہتا رہا تھا اور اب وہ لینز
اتار کر ان کے سامنے آیا تھا۔ جس کی وجہ سے تھریسیا نے فوری طور پر
اسے پہچان لیا تھا کہ وہ شاؤل نہیں عمران ہے۔

" تم سے زیادہ عقلمند تو تھریسیا ہے چچا۔ جو شروع سے ہی تمہیں
سمجھاتی آ رہی تھی کہ عمران مرا نہیں ہے۔ مگر تم اس کی بات ماننے کے
لئے تیار ہی نہیں ہوتے تھے۔ اب دیکھو لو تم نے اس کی بات مان لی
ہوتی تو اس حال میں نہ ہوتے "۔ عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا اور
سنگ ہی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" تم ولد حرام۔ تم آخر کس چیز کے بنے ہوئے ہو۔ تمہیں موت
کیوں نہیں آتی "۔ اس نے سر جھٹکتے ہوئے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

" جس کی محبوبہ اس کی خیر خواہ ہو اور دن رات وصال کے لئے
تڑپتی رہتی ہو بھلا اسے آسانی سے کیسے موت آ سکتی ہے "۔ عمران نے
تھریسیا کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات
سن کر سنگ ہی بری طرح سے چونک اٹھا جبکہ تھریسیا کے لبوں پر
معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

" کیا، کیا مطلب۔ کیا تمہیں "۔ سنگ ہی نے بری طرح سے چونکتے
ہوئے کہا۔

" ہاں، تھریسیا نے مجھے خواب میں آکر بتایا تھا کہ وہ اور میرا بدبخت
چچا ایک بار پھر پاکیشیا میں آ رہے ہیں سو چچا کے سر پر پھر بال اگ آئے

ہیں اور بالوں سے اس کی شخصیت مجروح ہو جاتی ہے لہذا میں اپنی
جوتیاں بلکہ جوتے تیار رکھوں تاکہ چچا کا سر پھر سے گنجا کر سکوں "۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سنگ ہی غضبناک نظروں سے
اسے گھورنے لگا۔

" اس مشن میں ناکامی کی وجہ سے ہمیں جو پریشانی اٹھانا پڑے گی
میں اس کا تم سے بھرپور انتقام لوں گا عمران اور یہ مت سمجھ لینا کہ تم
ہمیں زیادہ دیر یہاں قید رکھ سکتے ہو "۔ سنگ ہی نے غرا کر کہا۔

" ضرور۔ ضرور میں تو خود چاہتا ہوں کہ تم یہاں سے فرار ہو جاؤ۔
مگر مسئلہ یہ ہے کہ تم لوگ بھاگ کر جاؤ گے کہاں۔ زیرو لینڈ میں تو
تمہارے داخلے پر پابندی لگ چکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم دونوں
افریقہ کے جنگلوں میں چلے جاؤ اور وہاں شادی کر کے کسی قبیلے بلکہ آدم
خور قبیلے کے سردار بن جاؤ "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" قید کئے ہوئے شیر کے سامنے تو ایک بچہ بھی شیخیاں بگھارنے
میں خوف محسوس نہیں کرتا۔ اگر اپنے آپ کو بہت زیادہ چالاک،
بہادر اور ذہین سمجھتے ہو تو مجھے کھول کر میرا مقابلہ کرو "۔ سنگ ہی نے
اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" تم جیسے بے دم کے شیروں سے مجھے لڑنے کا کوئی شوق نہیں
ہے۔ میں چاہوں تو تمہیں کرنل بلیک کی بنائی ہوئی کرسٹل بلٹ
سے اسی وقت ہلاک کر سکتا ہوں۔ کرسٹل بلٹس سے بھرا ہوا پسٹول
تھریسیا جولیا سے لڑتے ہوئے وہیں چھوڑ آئی تھی جو اب میرے پاس

ہے۔ مگر میں تم لوگوں کو نہیں ماروں گا بلکہ تم دونوں کو عالمی عدالت میں پیش کر کے تمہارے ارادوں کو ساری دنیا پر عیاں کروں گا۔ تم لوگوں نے شوگران میں جس طرح غلط پروپیگنڈا کر کے کہ ہم میزائل شوگران کی تباہی کے لئے بنا رہے ہیں کو ہمارے خلاف اکسایا تھا اس لئے ان کے سامنے تمہارا مشن لایا جانا بہت ضروری ہے ورنہ وہ ہمیشہ ہم پر شک کرتے رہیں گے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہم زبان کھولیں گے تب تم ایسا کر پاؤ گے ناں"۔ تھریسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب زبان کھولو یا سی لو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شاؤل کے روپ میں جب سنگ ہی مجھے مشن کی تفصیل بتا رہا تھا وہ سب میں نے خفیہ مائیکرو ٹیپ میں ریکارڈ کر لیا تھا کہو تو سناؤں"۔ عمران نے مسکرا کر طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر تھریسیا سنگ ہی کو خونی نگاہوں سے گھورنے لگی جبکہ سنگ ہی سر جھٹک کر رہ گیا۔

"مجھے اپنے آپ پر حیرت ہو رہی ہے تم میرے اتنے نزدیک رہے اور میں پھر بھی تمہیں نہیں پہچان پایا۔ حیرت ہے"۔ سنگ ہی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تم جیسے شاطر چچا کے سامنے میں عام میک اپ تو کر کے آیا نہیں تھا۔ اس لئے تم مجھے کیسے پہچانتے"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ، لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ تم شاؤل کو کیسے جانتے تھے۔

اس کا انداز اس کا لب و لہجہ تم نے کہاں سے سیکھا اور اصل شاؤل کہاں ہے"۔ تھریسیا نے پوچھا اور عمران اسے بتانے لگا کہ اسے شاؤل کس نے سمجھا اور کس نے بنایا تھا۔

اس کی تفصیل سن کر تھریسیا اور سنگ ہی ایک دوسرے کو غصیلی نظروں سے گھورنے لگے کیونکہ غلطی ان دونوں کی ہی تھی جس کی وجہ سے اس وقت وہ بے بس اور ناکام ہو چکے تھے۔

"اور کرنل بلیک۔ اس کا کیا کیا"۔ تھریسیا نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"اس کی کھال اتار کر اپنے جوتے بنا چکا ہوں۔ جو اب سنگ ہی کے سر پر بجنے والے ہیں"۔ عمران نے اپنے جوتوں کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا، تم نے کرنل بلیک کو ہلاک کر دیا۔ اوہ، کیا تم سچ کہہ رہے ہو"۔ سنگ ہی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، وہ بے چارہ اپنی ہی بنائی ہوئی کرسٹل بلٹ کا شکار ہو گیا تھا۔ میرے ایک ساتھی سے لڑتے ہوئے اس نے کرسٹل بلٹ سے اسے مارنا چاہا مگر میرے ساتھی نے اس سے گن چھین کر الٹا اس پر فائر کر دیا۔ نتیجہ ظاہر ہے"۔ عمران نے کہا حالانکہ کرنل بلیک ابھی زندہ تھا۔ عمران نے جان بوجھ کر اسے ان لوگوں سے الگ رکھا تھا۔ وہ ابھی کرنل بلیک سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جہاں سنگ ہی اور تھریسیا جیسے مجرم ہوں ان سے کچھ بعید نہیں کہ وہ

کس وقت کیا گزریں۔ اول تو عمران نے انہیں جس طرح اور جس جگہ قید کر کے باندھا تھا وہاں سے ان کا نکل جانا آسان نہیں تھا لیکن حفظ ماتقدم کے طور پر عمران نے کرنل بلیک کو ان سے الگ کر دیا تھا کہ وہ اگر اس کے ہاتھ سے نکل جائیں تو چور کی لنگوٹی کے مصداق کرنل بلیک تو اس کے پاس رہے۔

" تم واقعی انسان نہیں شیطان ہو۔ تم سے جیتنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ لیکن عمران یاد رکھو میں بھی سنگ ہی ہوں۔ جب تک تم مجھے ہلاک نہیں کر دیتے یا تم سچ مچ میرے ہاتھوں مر نہیں جاتے اس وقت تک میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ تمہاری جب بھی موت ہو گی میرے اور صرف میرے ہاتھوں سے ہو گی"۔ سنگ ہی نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اس دن کے لئے تمہیں قیامت تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔ شاید پھر بھی تم مجھے نہ مار سکو۔ ہاں اگر تھریسیا مجھے دیکھ کر شرم سے پلکیں جھپکا لے تو میں اسی وقت مر جاؤں گا۔ کیوں ڈارلنگ"۔ عمران نے مسکرا کر تھریسیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سنگ ہی اس کی بات سن کر غرانے لگا جبکہ تھریسیا نے واقعی عمران کی طرف دیکھ کر شرم سے پلکیں جھپکا لی تھیں۔

" ارے، ارے کیا کر رہی ہو ظالم حسینہ۔ تم تو ابھی سے وہ۔ وہ"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر

تھریسیا کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ سنگ ہی برے برے منہ بنانے لگا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک نیا اور اچھوتا ناول

مکمل ناول

آپریشن ہائی رسک

مصنف
ظہیر احمد

تھنڈر فلیش کافرستان کے سائنسدان کی نئی ایجاد۔

تھنڈر فلیش جس کی مدد سے پاکیشیا کو مکمل طور پر تباہ کرنے کا منصوبہ بنالیا گیا۔

تھنڈر فلیش جس سے پاکیشیا کو تباہ کرنے کی ایکریمیا نے بھی منظوری دے دی۔

ریڈ سٹار دہشت گردوں کی ایک خوفناک تنظیم جس نے پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہر طرف تباہی و بربادی پھیلا دی۔

ریڈ سٹار جس کے چھ ممبر تھے۔ ایک سے بڑھ کر ایک ظالم سفاک اور بے رحم درندے جو انسانوں کو مکھیوں مچھروں کی طرح ہلاک کر دیتے تھے۔

کرنل وجے ملہوترا کافرستان کی سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ جو عمران کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

کرنل وجے ملہوترا جس نے اپنے صدر کا بھی حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟

عمران جو پاکیشیا کے پندرہ کروڑ عوام کو بچانے کے لئے دیوانہ وار ایک فائٹر طیارہ لے کر کافرستان پہنچ گیا۔

وہ لمحہ جب درجنوں جنگی طیارے عمران کے طیارے پر میزائلوں سے حملے کر رہے تھے۔

ایک نیا انوکھا اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور شاہکار ناول

اشرف بک ڈپو پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

مکمل ناول

مائینڈ بلاسٹر

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

مائینڈ بلاسٹر ایک ایسا آلہ جس کے ذریعے وسیع رینج میں موجود انسانوں کو نہ صرف طویل عرصے کے لئے بے ہوش کیا جا سکتا تھا بلکہ ان کے ذہن ہمیشہ کے لئے ناکارہ کئے جا سکتے تھے۔ انتہائی حیرت انگیز ایجاد ——؟

مائینڈ بلاسٹر ایسا آلہ جو پاکیشیائی سائنسدان کی ایجاد تھا مگر اسے کافرستان لے —— وہ لمحہ جب پاکیشیا کے ڈیڑھ سو فوجی کمانڈوز اس سائنسی تجربے کی بھینٹ چڑھ گئے۔ کیسے اور کیوں ——؟

مائینڈ بلاسٹر جسے حاصل کرنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی خوفناک جدوجہد کرنا پڑی۔

رائے پرشاد کافرستان کی نئی ایجنسی ایس ایس کا چیف۔ جس سے عمران کی انتہائی خوفناک جسمانی فائٹ ہوئی۔ ایسی فائٹ کہ عمران جیسا فائٹر بھی موت کے دہانے پر پہنچ گیا ——؟

مائینڈ بلاسٹر جس کی وجہ سے عمران اس قدر سنگدل اور بے رحم ہو گیا کہ اس نے ہزاروں افراد کو انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر دیا۔ کیسے اور کیوں ——؟

سسپنس ایکشن اور خوفناک جسمانی فائٹس پر مبنی انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان